بیشک ان کے واقعات میں اہلِ عقل کے لیے عبرت ہے

شمسی حکایات



مرتب:

مولانا رضوان عالم شمسی

استاذ جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

باسمہ تعالیٰ

"لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب" (القرآن)
بیشک ان کے واقعات میں اہل عقل کے لیے عبرت ہے۔

شمسی حکایات

مرتب:
مولانا رضوان عالم شمسی
استاذ جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

نام کتاب	: شمسی حکایات
مؤلف	: مولانا رضوان عالم شمسی
اشاعت	: شعبان ۱۴۳۷ھ، مئی ۲۰۱۶ء
کمپوزنگ	: امام احمد رضا کمپیوٹر ایجوکیشن (کوکن)
پروف ریڈنگ	: حضرت مولانا احمد رضا مصباحی
	: حضرت مولانا مستقیم مصباحی
صفحات	: ۱۸۴
تعداد	: ۱۱۰۰
قیمت	: ۹۰/روپئے

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

آئینۂ کتاب

شرفِ انتساب

میں اپنی اس کاوش کو جملہ اولیائے کرام و بزرگانِ دین
اوران موقر اساتذۂ کرام کی بارگاہ میں پیش کرنے کی
سعادت حاصل کررہاہوں جن کے فیوض وکرم سے میں
اس قابل ہوا۔

والدمحترم جناب مسعوداحمداور والدہ محترمہ ماجدہ خاتون
کے نام جنہوں نے آرام وسکون کے ساتھ مجھے علم دین
حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا سایہ ہم پرتا دیرقائم رکھے۔آمین

؎ گرقبول افتدز ہےعزوشرف

رضوان عالم شمسی،گھوسوی

باسمہ تعالیٰ

پیش لفظ

''کوزہ میں سمندر'' کی تالیف کے بعد ہمارے چند مخلصین واحباب نے کہا کہ اگر آپ مستند اور معتبر کتابوں سے سچے واقعات اور حکایتیں حوالے کے ساتھ جمع کر کے کتابی شکل میں پیش کریں تو عوام اہلسنت کے ساتھ ساتھ مدارس اسلامیہ کے طلبہ کرام بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ چونکہ آج کل لوگ افسانے، جھوٹی حکایتیں، قصے اور کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور یہ شوق، مرد وعورت، طلبہ وطالبات سب میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے احباب کی فرمائش پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مطالعہ کے دوران خاص، خاص اور اہم واقعات اور حکایتوں کو قلمبند کرتا رہا۔ حتیٰ کہ تقریباً ستر واقعات و حکایات کا ایک حسین گلدستہ تیار ہو گیا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا ہوا ہے۔

اپنے لحاظ سے میں نے کافی حد تک صحیح اور درست لکھنے کی کوشش کی ہے پھر بھی بتقاضائے بشر کہیں غلطی یا نقص نظر آئے تو فقیر کو مطلع کریں تا کہ ان شاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

چلتے چلتے میں ان علماء اور احباب کا شکریہ ادا کرنا لازم اور ضروری

سمجھتا ہوں، جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں میرا ساتھ دیا۔ خاص طور سے جامعہ امام احمد رضا کوکن کے سرپرست حضرت علامہ و مولانا الحاج مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی مصباحی صاحب قبلہ کا جنھوں نے ''تقریظ جلیل'' قلمبند فرما کر کتاب کے حسن کو دوبالا فرمایا اور جامعہ ھذا کے پرنسپل فاضل نبیل، عالمِ جمیل، حضرت مولانا قاضی عبد الرحیم مقبولی مصباحی صاحب قبلہ کا جنھوں نے نوع بہ نوع مصروفیات کے باوجود چیدہ چیدہ مقامات سے کتاب کا مطالعہ فرما کر ایک بہترین تاثر سپرد قرطاس فرمایا جو کتاب میں تقریظ جمیل کے نام سے شامل ہے۔ اور حضرت مولانا موسیٰ کاظم صاحب شافعی کا جنھوں نے بڑی دل جمعی سے بہت ہی کم وقت میں کتاب کو کمپوزنگ کے مراحل سے گزارا، اور فاضلِ جلیل حضرت مولانا احمد رضا مصباحی صاحب قبلہ کا حضرت نے کتاب کی پروف ریڈنگ کی۔

اور بھی جن احباب نے میرا ساتھ دیا میں ان سب کا ممنون و مشکور ہوں۔

پروردگار عالم ان تمام علماء اور احباب کے علم و عمل اور مال و دولت میں بے پناہ برکت عطا فرمائے اور میری اس کاوش کو ہر مسلمان کے لئے نافع بنائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

فقط

رضوان عالم شمسی

۲۵ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ، مطابق 3 مئی 2016ء

باسمہ تعالیٰ

تقریظ جلیل

از: مربی طلاب، پیرطریقت، فاتح کوکن، مقبول العلماء،
الحاج مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی سرپرست جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

نحمده ونصلی علی حبیبه الکریم ……اما بعد

ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین کی حیات مبارکہ کے روشن وتابناک پہلو ہماری زندگی میں حرارت، قلب میں پاکیزگی اور روح میں بالیدگی پیدا کرتے ہیں، ان کے پاکیزہ احوال اور روشن کردار ہمارے لئے نمونہ عمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس نے انبیائے سابقین کے واقعات اور حالات کو اچھوتے اور نرالے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور اسے اہل جہاں کے لئے عبرت وبصیرت قرار دیا ہے۔

اسی طرح سرکش اور نافرمان قوموں کے تذکرے بھی کئے ہیں اور ان کی تباہی وبربادی کو سامان نصیحت وعبرت قرار دیا ہے کہ کسی دانا کا قول ہے: "قصص الاولین مواعظ الآخرین" یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اسلاف کے واقعات کو پڑھیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اگر ہم ان کے نقشِ قدم پر چل نہیں سکتے تو کم ازکم اپنی نیتوں اور اپنے معاملات کی دنیا تو سنوار سکتے ہیں۔

ان اللہ والوں کے احوال آج بھی تاریخ اسلام کے سینے میں محفوظ ہیں، جو ہمیں دعوت فکر وعمل دے رہے ہیں، چونکہ بڑی بڑی کتابوں تک عوام الناس کی دسترس نہیں ہے، اس لئے ہمارے جامعہ کے ایک ہونہار استاذ حضرت مولانا رضوان عالم شمسی نے معتبر اور مستند کتابوں کو کھنگال کر تقریباً ستر واقعات واحوال کو جمع کیا ہے۔ ماشاءاللہ! اس کتاب کی تیاری اور مواد کی فراہمی میں بڑی جدوجہد اور جاں فشانی کی ہے۔ نوع بہ نوع مشغولیات کی وجہ سے میں پوری کتاب کا مطالعہ تو نہ کرسکا۔ ہاں بعض حصوں کو میں نے دیکھا بہت پسند آیا۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مرتب کو اجر عظیم سے سرفراز فرمائے، نیز مزید تصنیفی وتالیفی کاموں کا حوصلہ بخشے اور ہر خاص و عام کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه الکریم وعلی اله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

خادم العلم والعلماء
احقر العباد قاضی محمد ابراہیم مقبولی
جامعہ امام احمد رضا (کوکن)، کونڈیورے، سنگمیشور، ضلع رتنا گیری
۲۴ر رجب ۱۴۳۷ھ، مطابق 2 رمئی 2016ء

تقریظ جمیل

از: فاضل جلیل، عالمِ نبیل حضرت علامہ ومولانا قاضی عبدالرحیم مقبولی مصباحی
پرنسپل جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

حمد رب ذوالجلال ہو، اور درود وسلام کی ڈالیاں سرکار ابدقرار ﷺ پر نچھاور ہو۔ رب کریم کا شکر عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں میں سے کچھ خوش نصیب بندوں کو دین متین کی خدمت جلیلہ کے لئے چن لیا ہے، تا کہ انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ انہیں خوش نصیب بندوں میں سے ایک عالمِ باعمل حضرت مولانا رضوان عالم صاحب قبلہ شمسی مدرس جامعہ امام احمد رضا کوکن بھی ہیں، جو درس وتدریس کی مصروفیت کے باوجود کچھ وقت نکال کر تصنیف وتالیف کے ذریعہ دین متین کی خدمت جلیلہ کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔ موصوف اس سے قبل ایک کتاب بنام''کوزہ میں سمندر'' تالیف کر چکے ہیں جس میں انہوں نے اسلامی معلومات کو بہترین انداز میں سوال وجواب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ جس کو عوام اہلسنت اور مدارس اسلامیہ کے طلبہ کرام نے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا، موصوف کی دوسری کتاب جو''شمسی حکایات'' کے نام سے موسوم ہے اس میں انہوں نے نصیحت آموز حکایات عبرتناک واقعات اور قصص کو مستند اور معتبر کتابوں کے حوالے کے ساتھ جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ میں نے اس کتاب کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے۔ ماشاءاللہ......

بہت عمدہ اور بہترین کتاب ہے کہ اگر کوئی اس کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہوجائے تو یقیناً اس کی دنیا وآخرت دونوں سنور جائے گی۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ مسلمان جو فرضی حکایات اور جھوٹے قصے پڑھنے کے شوقین ہیں انہیں چاہئے کہ وہ سچے واقعات اور پاکیزہ کہانیاں پڑھیں نیز ہماری قوم کی ماؤں اور بہنوں کو بھی چاہئے کہ اس کتاب سے حکایتیں یاد کرلیں اور اپنے بچوں کو دیواور پریوں کے جھوٹے اور من گڑھت واقعات سنانے کے بجائے بزرگوں اور نیک لوگوں کے واقعات اور حکایتیں سنائیں تا کہ ان کے بچوں کے اندر بزرگوں سے محبت اور دین کا شوق وجذبہ پیدا ہوا اور وہ بھی بڑے ہوکر اپنے اسلاف اور بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں نیز یہ ان کے واسطے دینی ترقی کا سبب ہو۔

رب قدیر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔اوران کی محنتوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔انہیں دین وعلم اور قرطاس وقلم کے میدان میں نمایا مقام بخشے اور دونوں جہاں کی سعادتوں سے ہم کنار فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

احقر العباد قاضی عبدالرحیم مقبولی
خادم جامعہ امام احمد رضا (کوکن)
۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶ء

اچھے اعمال کی برکت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی پیدل سفر کررہے تھے کہ بارش ہونے لگی تو یہ لوگ ایک غار میں گھس گئے اور پہاڑ کی ایک چٹان گر کر منہ پر آ گئی اور ان لوگوں کو ڈھانپ لیا۔ تو ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ تم لوگ غور کرو کہ اگر تم نے کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کو وسیلہ بنا کر دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ غار کا منہ کھول دے اور ہم لوگوں کو نجات مل جائے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ کہا اے اللہ! میرے ماں، باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے چند بچے بھی تھے اور میں دن بھر مویشی چراتا تھا اور جب شام کو گھر لوٹتا اور دودھ دوہتا تو اپنے ماں، باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے گھر آنے میں کچھ دیر ہوگئی اور رات کو آیا تو میرے والدین سو گئے تھے تو میں دودھ لے کر ان دونوں کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور ان دونوں کو جگانا پسند نہ کیا اور میرے بچے بھوک سے بلک بلک کر میرے قدموں پر لوٹتے رہے مگر میں نے ماں، باپ سے پہلے ان کو دودھ پلانا گوارہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہو تو ہمارے لئے غار کے منہ کو کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے غار کا منہ اتنا کھول دیا کہ ان کو آسمان دکھائی دینے لگا۔

دوسرے آدمی نے یوں دعا مانگی کہ یا اللہ! تجھ کو معلوم ہے کہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے محبت کرتا تھا، ایسی محبت جو مردوں کو عورتوں سے ہوا کرتی ہے۔ تو میں اس سے اس کی ذات کا طلب گار رہا تو اس پر اس نے مجھ سے ایک سو دینار کا مطالبہ کیا تو میں نے کوشش کر کے ایک سو دینار جمع کیا اور اس سے تنہائی میں ملاقات کی۔ لیکن جب میں اس کے دونوں پیروں کے درمیان بیٹھا اور

برائی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور میری بکارت کو نہ توڑ تو میں اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس غار کو ہمارے لئے کھول دے۔ تو کچھ اور زیادہ کھل گیا۔

تیسرے آدمی نے اس طرح دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے ایک مزدور رکھا تھا اور سولہ رطل مزوری ٹھہرائی تھی، اس نے جب اپنا کام پورا کرلیا تو مجھ سے اپنا حق طلب کیا تو میں نے اس کی مزوری پیش کردی مگر وہ اس کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ تو میں نے اس کے اس غلہ کو کاشت کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی پیداوار سے ایک گائے اور اس کا چرواہا خریدا پھر وہ ایک مدت کے بعد آیا اور اپنا حق طلب کیا تو میں نے کہا: اس گائے کو اور اس کے چرواہے کو تو لے جا، تو اس نے کہا کہ خدا سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ یہ تمہاری مزدوری ہی سے غلہ کاشت کر کے میں نے اتنا بڑھایا کہ اس سے ایک گائے اور غلام خریدا ہے۔ تو وہ مزدور گائے اور اس کے چرواہے کو لے کر خوش ہوگیا اور وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں، میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تھا تو غار کا باقی حصہ بھی ہم لوگوں کے لئے کھول دے چنانچہ پورا غار کھل گیا اور تینوں سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ (بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۸۳، مشکوٰۃ شریف ۴۲۱، ۴۲۰)

سبق: ہمیں چاہئے کہ ہم ہمیشہ نیک کام کریں چونکہ نیک کام ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا سبب ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

......☆☆☆......

صبر کا حسن و جمال

حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میری نظر ایک حسینہ وجمیلہ عورت پر جا پڑی، میں نے چپکے سے کہا کہ ایسا حسین اور بارونق چہرہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت غم وحزن اور رنج وملال سے فارغ ہے اس عورت نے میری بات سن لی اور کہا بھائی جان! آپ نے غلط سمجھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں سراپا حزن وملال ہوں اور مصائب وتکالیف سے میرا دل زخمی ہے بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ میرے جیسا دکھی کوئی اور نہ ہوگا میں نے کہا وہ کیسے تو اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے شوہر نے میرے دو بچوں کے سامنے بکری کا بچہ ذبح کیا اور تیسرا شیر خوار بیٹا میری گود میں تھا۔ ان دونوں نے بکری کے بچے کو ذبح ہوتے اچھلتا کودتا دیکھا تو تماشہ کے طور پر ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا۔ میں کھانا بنانے میں مشغول تھی بڑے بچے نے چھوٹے کو ذبح کر ڈالا پھر ڈر کے مارے پہاڑ کی جانب بھاگا تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ میرا شوہر اس کی تلاش میں نکلا تو اسے پیاس نے گھیر لیا تو وہ اس کی تاب نہ لاکر انتقال کر گیا۔ میں ذبح شدہ بچے کو اور بھیڑیئے کے کھائے ہوئے بچے کو اور شوہر کو دیکھنے گئی تو شیر خوار بچہ جل کر مر گیا۔ وہ ہانڈی کے پاس بیٹھا تھا، اس نے رینگ کر ہانڈی پر ہاتھ ڈالا تو ہانڈی الٹ گئی تو اس کے گرم پانی اور بوٹیوں نے اس کو جلا ڈالا۔ میری نوجوان شادی شدہ لڑکی کو پتہ چلا تو وہ اس صدمہ کی تاب نہ لاسکی اور بے ہوش ہوکر زمین پر گری اور ڈھیر ہوگئی۔ اب اس تمام خاندان میں میں تنہا رہ گئی ہوں۔

حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی درد بھری کہانی سن کر حیران وششدر رہ گیا، کہا بی بی! اتنے بڑے حادثے سے کیسے جان بچائے پھر رہی ہے۔ بی بی نے کہا:

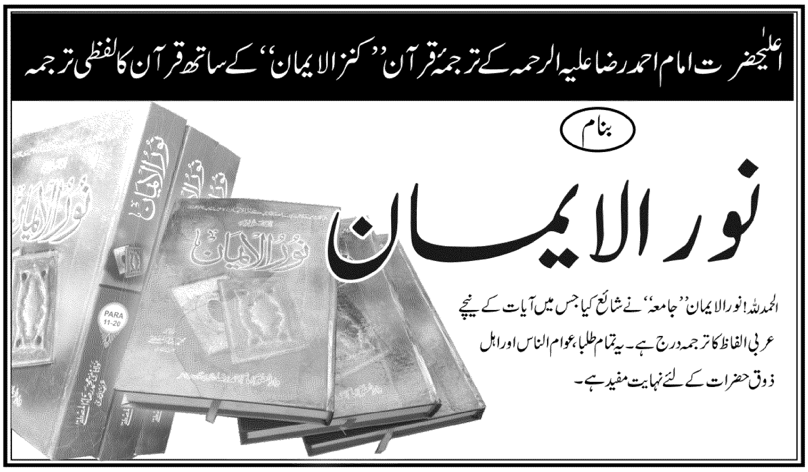
بھائی! جسے صبر اور جزا کا فرق معلوم ہوتا ہے وہ کبھی غلطی نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ صبر کرے کہ صبر کا حسن ظاہر اور اس کا انجام بہتر ہے اور جزع وفزع کرنے والے کو کسی قسم کا اجر وثواب نہیں بلکہ سخت سزا ہے۔ مجھے اس کے بیان سے حیرانی ہوئی اور وہ کچھ اشعار پڑھتے ہوئے چلی گئی جس کا ترجمہ یہ ہے: ''میں نے صبر کیا اور صبر اچھا عمل ہے۔ مجھے جزع فزع کچھ فائدہ دیتا تو میں ضرور جزع فزع کرتی، میں نے صبر کیا اگر چہ یہ بوجھ پہاڑوں پر ڈالا جاتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں کو قابو کر کے انہیں واپس کردیا۔ البتہ دل کی آنکھ آنسو بہا رہی ہے۔

(تفسیر روح البیان، جلد۴، صفحہ۳۰۴)

سبق: صبر ایک عظیم نعمت ہے، انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اور ہر حال میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے، کبھی بھی صبر سے منہ نہ موڑے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پروردگار عالم ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صبر عطا فرمائے۔ (آمین)

صبر آردا رز ورانے شباب
صبرکن واللہ اعلم بالصواب

......☆☆☆......



حضور کے وسیلہ سے آنکھیں روشن ہو گئیں

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوامام بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی ضرورت کے لئے جاتا تھا مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے اور نہ اس کی ضرورت کے سلسلے میں کچھ کرتے تھے تو اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات کر کے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے اس سے فرمایا وضو خانہ پر جا کر وضو کرو اور مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو پھر دعا کرو اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری حاجت پوری فرمائے اور یہ دعا کرتے ہوئے اپنی حاجت کا ذکر کرو پھر شام کو میرے پاس آؤ تا کہ میں تمہارے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چلوں تو وہ شخص چلا گیا اور ان کے فرمان کے مطابق کیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر آیا تو دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا: میں تمہاری حاجت پوری کروں گا پھر وہ شخص امیر المؤمنین کے پاس سے جا کر عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ امیر المؤمنین میری ضرورت کے بارے میں کوئی توجہ نہیں فرماتے تھے اور نہ میری طرف التفات فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے میرے بارے میں ان سے گفتگو کی۔ عثمان بن حنیف نے کہا میں نے ان سے گفتگو نہیں کی ہے لیکن میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص نے آ کر اپنے اندھے پن کی شکایت کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم صبر

کر سکتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے اور یہ میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وضوخانہ پر جا کر وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر دعا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری آنکھ کی تکلیف دور فرما دے۔ اے اللہ! تو حضور ﷺ کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما اور میری شفاعت میرے بارے میں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم ابھی وہاں سے گئے نہیں تھے کہ وہ شخص آیا گویا کہ وہ اندھا ہی نہیں تھا۔ (خصائص کبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۲۰۲)

سبق: مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو ملت اسلامیہ کے مضبوط ستون ہیں جن کے علم و عمل کی مثال مشکل ہے وہ عظیم ہستیاں حل مشکلات کے لئے دربار رسالت ﷺ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں جانتے۔ لیکن افسوس ہے دورِ حاضر کے کچھ مولویوں پر جو اپنے آپ کو سب سے بڑا موحد جانتے ہیں وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں کہتے ہیں کہ یارسول اللہ کا نعرہ لگانا اور رسول خدا سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگنا شرک ہے۔ وہ عقل کے اندھے اس واقعے سے سبق حاصل کریں۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لاہے نہ حاجت اگر کی ہے

......☆☆☆......

ظالم بادشاہ سے نجات

طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ تھا اس کا ظلم اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ شہر کی دوشیزہ لڑکیوں کی آبروریزی کرنا اس کے نزدیک گویا کوئی جرم ہی نہیں تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک بوڑھی عورت گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرت شیخ ابوسعید قصاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور بولی حضور میری مدد کیجئے! ظالم بادشاہ نے کہلوایا ہے کہ وہ آج میری بیٹی کی عصمت تار تار کرنے والا ہے یہ منحوس خبر سن کر میں آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئی ہوں کہ شاید آپ کی دعا سے اس مصیبت کو دور کیا جا سکے۔

حضرت شیخ ابوسعید قصاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضعیفہ کی بات سن کر چند منٹ کے لئے سر جھکائے رکھا اور پھر سر اُٹھا کر کے فرمایا: بوڑھی ماں زندوں کے اندر تو کوئی ایسا نہیں رہا جس کی دعا سے یہ مصیبت ٹالی جا سکے۔ تو فلاں قبرستان جا تجھے وہاں ایسا شخص ملے گا۔ وہ تیری مصیبت دور کرے گا۔ ضعیفہ قبرستان میں پہونچی تو وہاں ایک حسین وجمیل خوش لباس نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے لباس سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ ضعیفہ نے اس جوان کو سلام کیا، جوان نے جواب دینے کے بعد اس ضعیفہ سے حالات پوچھے اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ نوجوان نے سننے کے بعد اس سے کہا تو پھر حضرت ابوسعید کی خدمت میں جا اور ان سے دعا کے لئے کہہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا۔ ضعیفہ نے غصہ سے کہا کہ زندہ مجھے مردوں کے یہاں بھیجتا ہے اور مردہ زندوں کے پاس واپس کر دیتا ہے۔ اور میری مصیبت کوئی نہیں ٹالتا ہے اب میں کہاں جاؤں؟ اس نوجوان نے پھر بوڑھی سے کہا تو شیخ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا ان کی دعا سے تیرا مقصد پورا ہوگا، ضعیفہ پھر شیخ ابوسعید کے پاس آئی اور پورا قصہ بیان کر دیا۔

حضرت شیخ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فکر میں سر جھکایا اوران کا پورا جسم پسینہ سے تربتر ہوگیا پھرایک زوردار چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑے۔اسی وقت شہر میں شور برپا ہوا لوگ کہہ رہے تھے کہ بادشاہ فلاں ضعیفہ کی بیٹی کی عصمت تارتار کرنے کے ارادے سے جارہا تھا کہ راستہ میں اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ گھوڑے سے گرا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔اس طرح حضرت شیخ کی دعا سے اہل شہر سے یہ مصیبت دور ہوگئی۔

پھرلوگوں نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ آپ نے بوڑھی کو قبرستان کیوں بھیجا تھا؟ آپ نے پہلے ہی دعا کیوں نہ کی تو شیخ نے کہا میں یہ بات پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ میری دعا سے ہلاک ہو اس لئے میں نے پہلے بڑھیا کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا تو انہوں نے پھر اسے میرے پاس بھیجا کہ ایسے ناپاک انسان اور ظالم کے لئے بددعا کرنا جائز ہے۔

(روض الریاحین،صفحہ ۲۵۳، بزمِ اولیاء صفحہ ۴۶۳،۴۶۴)

بدنصیبی ہے کار ظلم وستم
پیش رب ہوں گے ظالم و مظلوم
ہرگنہ گار بحر ظلم میں ہے
حشر کا روز جس کے حکم میں ہے

......☆☆☆......

اللہ کے ایک ولی کا تصرف

ایک تاجر سواری پر مال تجارت لادے ہوئے دور دراز سے مصر میں داخل ہوا۔ سواری کہیں روک کر کسی سے ملنے گیا واپس ہوا تو مال بردار جانور غائب تھا۔ بہت تلاش کیا نہیں پایا لوگوں نے اس سے کہا کہ شیخ ابوالعباس دمنہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جاؤ۔ شاید وہ تمہارے لئے دعا فرمائیں تاجر کہتا ہے میں شیخ کو پہلے سے جانتا تھا جا کر دکھڑا بیان کیا۔ انہوں نے میری بات پر دھیان نہیں دیا، اور نہ میری خوشی کے لئے کچھ کہا۔ بلکہ فرمایا میرے یہاں اس وقت مہمان ہیں ان کے لئے اس قدر آٹا، اتنا گوشت اور فلاں فلاں چیزیں لے آؤ۔ میں ان کے پاس سے بددل ہو کر نکلا اور سوچا کہ اب ان کے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔ یہ فقیر فقراء بس اپنی ضرورت سمجھتے ہیں۔ میری پریشانی کا کوئی خیال نہیں کیا اور نہ دعا کی الٹا مجھ ہی سے لینے کی فکر میں پڑ گئے۔ میں انہیں خیال میں گم چلا جا رہا تھا کہ مجھے اپنا ایک قرضدار ملا میں نے اس سے کہا جب تک میرا قرض نہیں دو گے، چھوڑوں گا نہیں چنانچہ اس نے مجھے ساٹھ درہم دیئے۔ یہ رقم جب میرے ہاتھ لگ گئی تو میں نے سوچا حضرت شیخ کی فرمائش پوری کرنا ضروری ہے۔ ملے گا تو مل ہی جائے گا ورنہ یہ بھی چلا جائے گا۔ بازار جا کر میں نے ان کی بتائی ہوئی سب چیزیں خریدیں کچھ رقم بچ رہی تھی تو اس سے شیرینی بھی لے لی اور مزدور کی اجرت دے کر اس کے سر پر لاد کر شیخ کے گھر گیا تو دیکھا کہ میرا جانور کھڑا ہے۔ پہلی نظر میں مجھے آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ مگر تھا وہی اور سارا مال تجارت بھی ویسے ہی لدا ہوا تھا۔ مجھے تعجب ہوا میں نے سوچا اس کو کسی حفاظت کرنے والے کے پاس رکھ لوں پھر شیخ کے پاس جاؤں مگر خیال آیا جس نے واپس لوٹایا ہے وہی حفاظت بھی فرمائے گا۔ شیخ کے سامنے حاضر ہو کر ان کی طلب کی ہوئی تمام چیزیں ایک ایک کر کے ان کے سامنے رکھ دی۔ انہوں نے تمام چیزوں کو دیکھا اور شیرینی کو دیکھا تو فرمایا: اس کی بات تو نہیں ہوئی تھی۔

میں نے عرض کیا کچھ رقم بچ رہی تھی تو میں نے سوچا شیرینی بھی لیتا چلوں فرمایا: خیر تم نے اضافہ کیا ہے تو میں بھی تمہارے لئے اضافہ کروں گا۔

سنو! تم اپنا مال تجارت لے کر قیسار یہ چلے جاؤ جلدی بازی نہ کرنا، جتنا مال فروخت ہو اس کی قیمت وصول کر لینا اور یہ نہ ڈرنا کہ کوئی تاجر تمہارا مال واپس کر دے گا۔ زمین میرے دائیں ہاتھ میں اور سمندر میرے بائیں ہاتھ میں ہے۔

میں قیسار یہ پہونچا تو میرے تمام سامانوں کی وہاں سخت ضرورت تھی، چنانچہ بہت زیادہ منافع کے ساتھ میں نے مال فروخت کیا۔ اور جس قدر بک گیا اس کی قیمت وصول کی یہاں تک کہ میرا تمام مال فروخت ہو گیا، میرا مال تجارت ختم ہوتے ہی بحری اور بری دونوں راستوں سے تاجروں کا ریلا آ گیا۔ لگتا تھا وہ کسی قید سے آزاد ہو کر آ رہے ہوں۔ شیخ کی اور بھی بہت سی کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔ (بزم اولیاء، صفحہ ۶۷۹، ۶۸۰)

سبق: ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے اس کے برگزیدہ بندے اور اس کے اولیاء کرام لوگوں کو نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ قرآن وحدیث اور اقوال علماء کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں سے عوام اہلسنت کی حفاظت فرمائے۔ آمین

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مرضی مولا میں انسان جو ڈھل جاتا ہے
وہ نظر کر دیں تو پتھر بھی پگھل جاتا ہے

......☆☆☆......

باحیاو پاک دامن ملکہ

حضرت جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص جب سفر پر جانے لگا تو اس نے اپنے بھائی سے وعدہ لیا کہ تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کروگے، اس نے اقرار کرلیا اور یقین دلاتے ہوئے کہا کہ بھائی جان آپ بےفکر ہوکر سفر پر جائیں آپ کوکسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی۔ میں ہر طرح سے آپ کی بیوی کا خیال رکھوگا۔ چنانچہ وہ مطمئن ہوکر سفر پر روانہ ہوگیا۔ اس نے پنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کردیا۔ عورت کے حسن و جمال نے کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔ اور وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہوگیا اور اپنے بھائی سے کئے ہوئے وعدہ کو توڑ کر اس نے اپنے بھابھی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی۔ عورت پاک دامن و باحیا تھی، اس نے انکار کردیا۔ جب بد بخت و خائن دیور اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا ''اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کردوں گا۔ عورت نے کہا: خدائے وحدہ لاشریک کی قسم! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہرگز ہرگز قبول نہ کروں گی۔ تم جو چاہے کرلو۔ پاکباز عورت کے ایمان افروز اور جرأت مندانہ انداز کو دیکھ کر وہ خاموش ہوگیا۔ جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا: میرے بھائی! جانتے ہو تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گل کھلایا؟ سنو وہ مجھے بدکاری کی دعوت دیا کرتی تھی توبہ، توبہ وہ بڑی بدچلن ہے۔ اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا برے کام کئے ہیں۔

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا: جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا بھائی خدا کی قسم میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے حقیقت واضح کردی ہے اب تمہاری مرضی۔ بھائی کی باتیں سن کر اس نے یقین کرلیا کہ واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔ غم وغصہ کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کردی۔ بالآخر ایک رات موقع پا کر اس نے اپنی

پاکباز بیوی کوتلوار سے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہ مرچکی ہے تو وہاں سے چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے شدید زخمی ہونے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانہ کے قریب پہونچی اس کی دردبھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا اور دونوں اسے اُٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک بخت راہب بڑی توجہ سے اسکا علاج کرتا رہا جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئی۔ راہب کی زوجہ انتقال کر چکی تھی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا: اب تم ٹھیک ہو چکی ہو اور جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ۔ اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔

عورت نے کہا: میں یہیں رہ کر آپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ پاکدامن خاتون بڑی دل جمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ کر بدنیت ہو گیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا ایک دن اس نے اپنی بری نیت کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکدامن اور باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایا اور کہا بخدا! تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے ورنہ میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔ خدا کا خوف رکھنے والی اس نیک عورت نے کہا: میں ہرگز ہرگز تیری بات نہیں مانوں گی۔ تجھے جو کرنا ہے کر لے۔ بدکار سیاہ فام غلام اپنی ناکامی پر دل میں بغض وعداوت لئے وہاں سے چلا گیا۔ جب رات کافی گزری تو سیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا بچہ اس کی گود میں رو رہا تھا وہ اسے بہلا رہی تھی۔ ظالم وشہوت پرست غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کر راہب کے پاس گیا اور کہا: حضور کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان نے بے زبان بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے ننھے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے ہائے کیسی ظالم ہے یہ عورت۔ راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا تیرا ناس ہو! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ غلام نے کہا حضور اس نے آپ کے لخت جگر کو ذبح کر ڈالا ہے۔ اگر آپ کو یقین نہیں تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی اس کے بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔ راہب نے عورت سے پوچھا: میرے بچے کو کیا ہوا؟ عورت نے کہا میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہوں۔

راہب نے کہا: اے خدا کی بندی تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں ڈال دیا ہے۔ اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس دینار لے اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا۔ یہ دینار تیری ضرورت میں کام آئیں گے۔ عورت نے پچاس دینار لئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے اُمید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے قریب سے گذری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے لایا جا رہا ہے۔ بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت نے سردار کے پاس جا کر کہا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کر دو۔ سردار نے کہا لاؤ: رقم میرے حوالے کرو۔ عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رہا کر دیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا: میری جان بچا کر تو نے جو احسان کیا ہے آج تک کسی نے ایسا احسان مجھ پر نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا۔ یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کر دے۔

چنانچہ وہ شخص اس عورت کو لے کر سمندر کے کنارے پہنچا کشتی چلنے ہی والی تھی کہ دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ عورت کا حسن و جمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے وہ عورتوں والے حصہ میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا: یہ حسین وجمیل عورت کون ہے؟ اس بدبخت نے کہا یہ میری خریدی ہوئی لونڈی ہے۔ کشتی میں موجود شخص جو اس عورت کے حسن و جمال میں گرفتار ہو چکا تھا اس نے کہا: کیا تم اپنی لونڈی کو فروخت کرو گے؟ کہا میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ میں نے اسے بیچ دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچی گی۔ اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہیں بیچوں گا۔ مسافر نے کہا: تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا جا۔ تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے

بتائے۔ لالچی واحسان فراموش دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اتر گیا۔ مسافر نے اس خرید وفروخت پر تمام لوگوں کو گواہ بنایا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی۔ جب مسافر کو یقین ہوگیا کہ اس کا مالک جا چکا ہے اب واپس نہیں آ سکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا: آج سے تم میری ملکیت میں ہو۔ میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔

عورت نے کہا: خدا کا خوف کر تو نے مجھے خرید لیا ہے جب کہ میں آزاد عورت ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہوں۔ مسافر نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جا چکا ہے، اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جا سکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کر سکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے۔ میں نے بہت مال دے کر تجھے خریدا ہے۔ اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے سب مسافروں نے کہا: اے اللہ کی دشمن اس نے واقعی تجھے خریدا ہے ہم سب اس پر گواہ ہیں۔ نیک و پاکباز بہادر عورت نے کہا تمہارا ناس ہو! اللہ سے ڈرو خدا کی قسم میں آزاد ہوں۔ آج تک کوئی میرا مالک نہیں ہوا میں کسی کی لونڈی نہیں کہ کوئی مجھے بیچے۔ تم اس معاملہ میں اللہ کا خوف کرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا: یہ اس طرح باز نہیں آئے گی اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کر ڈال خود ہی مان جائے گی۔ یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا جب اس مظلومہ کو اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بددعا کی فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب گئی۔ سب کے سب غرق ہوگئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی شخص بھی باقی نہ بچا۔

وہ عید کا دن تھا اور بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ سمندر کے ساحل پر آیا ہوا تھا تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے۔ جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا۔ جلد کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔ سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی زندہ نہ ملا وہ اس عورت کو لے کر بادشاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے حقیقت حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا قصہ بڑا عجیب وغریب ہے میرے لئے نکاح کرنا جائز

نہیں۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے الگ مکان بنوادیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔ رات دن گزرتے رہے۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل پیرا ہوکر بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی۔ اب بادشاہ کے نزدیک یہ پاکدامن عورت بہت معظم ہوگئی تھی، وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا تھا جب بادشاہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے وزیروں مشیروں اور رعایا کو جمع کرکے کہا: اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟ سب نے بیک زبان جواب دیا۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔ بادشاہ نے کہا توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ہماری نیک مہمان خاتون کے قابل قدر مشوروں کی بدولت ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہوگیا ہے میں نے اسے اپنے ہر معاملہ میں بابرکت پایا ہے۔ میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے تجسس بھرے انداز میں کہا: عالی جاہ! حکم فرمائیں، آپ کیا چاہتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کردوں۔ مشفق ومہربان بادشاہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے سب نے عرض کی عالی جاہ جیسا آپ چاہتے ہیں؟ ان شاء اللہ تعالیٰ ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس نیک سیرت اور باحیا خاتون کو پورے ملک کی بادشاہت عطا کردی اور خود اس دار فانی سے دار بقا کی طرف روانہ ہوگیا۔

اس باحیا خاتون نے ملکہ بنتے ہی اعلان کردیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہوجائیں۔ حکم شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہوگئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو الگ کھڑا کردو۔ پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکردار غلام آیا تو انہیں بھی لوگوں سے الگ کھڑا کیا گیا۔ پھر اس کے بعد وہ شخص آیا جس کو پھانسی دی جارہی تھی اور بدبخت نے اپنی محسنہ کو بیچ دیا تھا۔ ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی انہیں لوگوں کے ساتھ کھڑا کردو۔ جب تمام لوگوں نے بیعت کرلی تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا: کیا تم مجھے پہنچانتے ہو؟ اس نے کہا:

خدائے تعالیٰ کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔ کہا: میں تمہاری بیوی ہوں۔ سنو! تمہارے بدکردار خائن بھائی نے میرے ساتھ کیا براسلوک کیا تھا یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا: اللہ رب العزت خوب جانتا ہے تم سے جدا ہونے سے لے کر آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا ہے۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔ پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی کا حکم دے دیا۔ پھر راہب سے کہا۔ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتاؤ میں وہی عورت ہوں جو تمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔ تمہارے بیٹے کو تمہارے اس ظالم شہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔ پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کر دیا۔ اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جا رہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا جب وہ آیا اسے بھی قتل کر دیا گیا، اور اس کی لاش چوراہے پر لٹکا دی گئی اور اس طرح وہ بھی اپنے برے انجام کو پہونچ گیا۔

باحیا اور پاک دامن خاتون نے ہر طرح اپنی عزت کی حفاظت کی، احکامِ خداوندی کو پیش نظر رکھا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔ آج اسے تخت وتاج اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔ جب تک خالق کائنات نے چاہا وہ بحسن خوبی امور سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دار فانی سے دار بقا کی جانب روانہ ہوگئی۔ (عیون الحکایات، جلد دوم، ص۲۸۹ تا۲۹۲)

سبق: اپنی عفت و پاک دامنی کی حفاظت کرنے والی ملکہ کو خداوند قدوس نے دنیا میں بھی عزت ومرتبہ سے نوازا، نیز آخرت میں بھی اس کا مقابلہ ومرتبہ بہت بلند وبالا ہوگا۔ اور جو انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور آخرت میں تو سزا ملے گی ہی۔ اس کو کہتے ہیں ادلے کا بدلہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ببول کیکر کا درخت لگائے اور اس پر پھل لگ جائیں۔ جو کیکر بوئے گا اسے کانٹے ہی ملیں گے یعنی جو گناہ کرے گا اس کو سزا ضرور ملے گی دنیا میں بھی اور اخرت میں بھی۔ کتنی قومیں تھیں جنہوں نے جب من مانی کی، تو اللہ کے عذاب نے انہیں نیست ونابود کر دیا۔ اوران کے وجود کو صفحۂ ہستی سے ہٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

عدل وانصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں　　زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

پاکدامن نوجوان اور شہزادی

بنی اسرائیل میں ایک حسین وجمیل نوجوان تھا، جوگھوم گھوم کرٹوکریاں فروخت کرتا تھا اور یہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ ایک مرتبہ وہ ٹوکریاں فروخت کرتا ہوا شاہی محل کے پاس سے گذرا، شہزادی کی ایک سہیلی نے اسے دیکھ لیا اور محل میں جا کر اسے بتایا کہ میں نے آج ایسا حسین و خوبصورت نوجوان دیکھا ہے جیسا خوبصورت کبھی میری نگاہ سے نہیں گذرا۔ شہزادی نے کہا: اسے اندر بلاؤ اور کہو کہ ہم اس کا سامان خریدیں گے۔ جب نوجوان اندر آیا تو اسے محل میں لے جا کر دروازہ بند کروادیئے اور شہزادی اپنی بری نیت لئے اس کے سامنے آئی ،نوجوان نے کہا تم اپنی ضرورت کی چیزیں خریدلو میں جاؤں۔ شہزادی نے کہا مجھے تجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنی ہے۔ میں تیرا قرب چاہتی ہوں۔ آؤ میری شہوت کو تسکین دو۔

نوجوان: خدا سے خوف کر اور اس برے ارادے سے توبہ کر۔

شہزادی: اگر تو میری بات نہیں مانے گا تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ یہ برے ارادے سے محل میں آیا ہے۔

نوجوان: پہلے مجھے وضو کرنے کے لئے پانی چاہئے۔

شہزادی: مجھ سے بہانہ بازی نہ کر۔ شہزادی نے اپنی باندی سے کہا اس کے لئے چھت پر وضو کا انتظام کروتا کہ وہاں سے بھاگ نہ سکے۔ محل کی چھت چالیس گز اونچی تھی۔ نوجوان جب چھت پر پہنچا تو اس نے التجا کی۔ اے میرے پروردگار! مجھے بدکاری پر مجبور کیا جارہا ہے لیکن میں خود کو چھت سے گرادینا گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اور بسم اللہ پڑھ کر خود کو محل کے باہر گرادیا، مگر اللہ تعالیٰ کی ایسی مرضی کہ اسے ذرہ برابر بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کردیا تھا جس نے اس کا بازو پکڑ کر زمین پر لا کھڑا کیا۔

نوجوان نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی پروردگار عالم! اگر تو چاہے تو مجھے اس تجارت کے بغیر بھی روزی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس کے لئے سونے کی ایک تھیلی بھیج دی۔ اس میں سے نوجوان نے اپنے دامن بھر اُٹھایا اور دعا کی پروردگار عالم! اگر یہ میری دنیا کی روزی ہے تو میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ میرے ثواب کے بدلے میں ہے تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ آواز آئی چھت سے گرتے وقت جو تو نے صبر کیا یہ اس کی اجر و ثواب کے پچیس (۲۵) حصوں کا ایک حصہ ہے۔

نوجوان نے عرض کی کہ: اے میرے پروردگار! میری آخرت کی نیکی کم کرنے والی کوئی چیز مجھے نہیں چاہئے یہ بات جب نوجوان نے کہا تو وہ سارا سونا اُٹھالیا گیا اور پھر اس نوجوان کے بارے میں شیطان سے پوچھا گیا کہ تو نے اسے چھت پر بہکایا کیوں نہیں؟ وہ بولا میں ایسے جاں باز مرد کو بھلا کیوں کر بہکا سکتا ہوں جس نے خدائے تعالیٰ کے لئے اپنی جان ہی داؤ پر لگا دی۔

(روض الریاحین، صفحہ ۲۴۴، عیون الحکایات، جلد اول، ص ۲۳۰)

سبق: جس کے دل میں خدائے وحدہ لاشریک کا عشق موج زن ہوتا ہے پھر اس دل میں دوسرے کے لئے جگہ نہیں ہوتی۔ پاکیزہ نوجوان نے خدا کے خوف سے شہزادی کی جانب کوئی توجہ نہ دی اور کہا:

مجھے پیار کی یہ خلعت ہے کرم میرے خدا کا
میں اسی کا بن گیا ہوں نہیں اور کوئی میرا

......☆☆☆......

عورت کا فتنہ اور عابد

حضرت عبدالمنعم بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گذار شخص تھا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عبادت گزار شمار کیا جاتا تھا، وہ بستی سے الگ تھلگ ایک مکان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا، اسی بستی میں تین بھائی اپنی جوان کنواری بہن کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اچانک ان کے ملک پر دشمنوں نے حملہ کر دیا، لہٰذا ان تینوں بہادر نوجوانوں نے جہاد پر جانے کا پختہ ارادہ کرلیا، لیکن انہیں اس بات کی فکر ستانے لگی کہ ہم اپنی جوان کنواری بہن کو کس کے حوالہ کر کے جائیں۔ انہوں نے بہت غور وفکر کیا لیکن کوئی قابل اعتماد شخص نظر نہ آیا جس کے پاس وہ اپنی جوان کنواری بہن کو چھوڑ کر جاتے پھر انہیں اس عابد کا خیال آیا اور وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ یہ عابد قابلِ اعتماد ہے ہم اپنی بہن کو اس کی نگرانی میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ تینوں بھائی اس عابد کے پاس آئے اور اس کو پوری بات بتادی عابد نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کروں گا، لیکن وہ تینوں بھائی اس کی منت سماجت کرتے رہے۔ آخر کار وہ عابد اس بات پر راضی ہو گیا کہ میں تمہاری بہن کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا بلکہ میرے مکان کے سامنے جو خالی مکان ہے تم اپنی بہن کو اس میں چھوڑ جاؤ۔ وہ تینوں بھائی اس پر راضی ہو گئے اور اپنی بہن کو اس عابد کے مکان کے سامنے والے مکان میں چھوڑ کر جہاد پر روانہ ہو گئے۔

وہ عابد روزانہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اترتا اور دروازے پر کھانا رکھ دیتا اور اپنے عبادت خانے کا دروازہ بند کر کے اوپر اپنے عبادت خانے میں چلا جاتا پھر لڑکی کو آواز دیتا کہ کھانا لے جاؤ لڑکی وہاں سے کھانا لے کر چلی جاتی۔

اس طرح کافی دنوں تک عابد اور اس لڑکی کا آمنا سامنا نہ ہوا وقت گزرتا رہا۔ایک مرتبہ شیطان مردود نے اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ بے چاری اکیلی لڑکی ہے روزانہ یہاں کھانا لینے آتی ہے،اگر کسی دن اس پر کسی مرد کی نظر پڑگئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہوگیا تو یہ کتنی بری بات ہے ۔کم از کم اتنا تو کر کہ دن کے وقت اس لڑکی کے دروازے پر کھانا رکھ آیا کرتا کہ اسے باہر نہ نکلنا پڑے۔اس طرح تجھے زیادہ اجر بھی ملے گا اور وہ لڑکی غیروں کے شہ سے بھی بچی رہے گی۔اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ گھر کر گیا اور وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا۔

چنانچہ اب وہ روزانہ دن میں اس لڑکی کے مکان پر جاتا اور کھانا دے کر واپس آجاتا لیکن اس سے بات چیت نہ کرتا پھر کچھ دنوں کے بعد شیطان نے اسے رغبت دلائی کہ تیرے لئے نیکی کمانے کا کتنا عظیم ذریعہ ہے تو کھانا اس کے گھر میں پہنچادیا کرتا کہ اس لڑکی کو پریشانی نہ ہو اس طرح تجھے اس کی خدمت کا ثواب زیادہ ملے گا۔چنانچہ اس عابد نے گھر میں جا کر کھانا دینا شروع کردیا کچھ دنوں تک اسی طرح معاملہ چلتا رہا۔شیطان نے اسے پھر مشورہ دیا کہ دیکھ وہ لڑکی کتنے دنوں سے اکیلی اس مکان میں رہ رہی ہے اسے تنہائی میں وحشت ہوتی ہوگی۔اگر تو اس سے کچھ بات کرے اور تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھ لے تو اس کی وحشت ختم ہوجائے گی۔اور اس طرح تجھے بہت زیادہ اجر وثواب ملے گا۔عابد پھر شیطان مردود کے چکر میں پھنس گیا اور اس نے اب لڑکی کے پاس بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنا شروع کردیا۔پہلے تو وہ عابد اپنے عبادت خانے سے بات کرتا اور لڑکی اپنے مکان سے پھر دونوں دروازوں پر آکر بات کرنے لگے۔پھر شیطان کے اکسانے پر وہ عابد اس لڑکی کے مکان میں جاکر اس کے پاس بیٹھتا اور اس سے باتیں کرتا پھر شیطان نے اسے ورغلانا شروع کردیا کہ دیکھو یہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے کیسی حسین وجمیل ہے۔جب اس نے جوان لڑکی کی جوانی پر نظر ڈالی تو اس کے دل میں گناہ کا ارادہ ہوا۔ایک دن اس لڑکی سے بہت زیادہ قربت اختیار کی اور اس کی ران پر ہاتھ رکھا پھر اس سے بوس وکنار کیا۔آخر کار اس بدبخت عابد نے شیطان کے بہکاوے میں آکر اس لڑکی سے زنا کرلیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی حاملہ ہوگئی اور اس حمل سے ایک بچہ پیدا ہوا۔

پھر شیطان لعین نے اس عابد کے پاس آ کر کہا: دیکھ تیری حرکت سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ تیرا کیا حال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے اور وہ اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھیں گے تو پھر تجھے کتنی رسوائی ہوگی۔ اور وہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اس بچہ کو مار ڈال تاکہ انہیں اس واقعہ کی خبر ہی نہ ہو اور تو رسوائی سے بچ جائے۔ چنانچہ اس بدبخت نے اس بچے کو ذبح کر ڈالا اور ایک جگہ دفن کر دیا اب وہ مطمئن ہوگیا کہ لڑکی اپنی رسوائی کے ڈر سے اپنے بھائیوں کو اس واقعہ کی خبر نہ دے گی۔ لیکن شیطان ملعون دوبارہ اس عابد کے پاس آیا اور کہا: اے بے وقوف انسان کیا تو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں کو کچھ نہیں بتائے گی؟ یہ تیری بھول ہے یہ ضرور تیری حرکتوں کے بارے میں اپنے بھائیوں کو خبردار کرے گی اور تجھے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو اس لڑکی کو بھی قتل کر کے دفن کر دے تاکہ معاملہ ہی ختم ہو جائے۔

عابد نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور لڑکی کو بھی قتل کر کے اسے بھی دفن کر دیا اور دوبارہ عبادت میں مصروف ہوگیا۔

وقت گزرتا رہا جب اس لڑکی کے بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہوں نے مکان میں اپنی بہن کو نہ پایا۔ عابد سے پوچھا تو اس نے بڑے دکھ بھرے انداز میں روتے ہوئے کہا تمہارے جانے کے بعد تمہاری بہن کا انتقال ہوگیا اور یہ اس کی قبر ہے وہ بہت نیک لڑکی تھی۔ اتنا کہنے کے بعد وہ عابد رونے لگا اور اس کے بھائی بھی قبر کے پاس رونے لگے۔ کافی دن وہ اسی مکان میں اپنی بہن کے قبر کے پاس رہے۔ پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہیں اس عابد کی باتوں پر یقین آ گیا۔

ایک رات جب وہ تینوں بھائی اپنے اپنے بستروں پر لیٹے اور ان کی آنکھ لگی تو شیطان ان تینوں کے خواب میں آیا اور سب سے بڑے بھائی سے سوال کیا: تمہاری بہن کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ مر چکی ہے اور فلاں جگہ دفن ہے۔ شیطان نے کہا اس عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس سے بچہ بھی پیدا ہوا ہے پھر اس نے رسوائی کے خوف سے تمہاری بہن اور اس بچے کو مار ڈالا اور ان دونوں کو ایک جگہ دفن کر دیا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو

تو وہ جگہ کھود کر دیکھ لو۔اس طرح شیطان نے تینوں بھائیوں کو آ کر خواب میں ان کی بہن کے تعلق سے بتادیا جب صبح کو ان کی آنکھ کھلی تو سب حیران ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے: رات تو ہم نے عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ پھر سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بڑا بھائی کہنے لگا یہ محض ایک جھوٹا خواب ہے۔اس کی کوئی حقیقت نہیں۔اس لئے اس کو ذہن سے نکال دو۔ چھوٹے بھائی نے کہا میں اس کی ضرور تحقیق کروں گا اور ضرور اس جگہ کو کھود کر دیکھوں گا۔

چنانچہ وہ تینوں بھائی اسی مکان میں پہنچے اور جب اس جگہ کو کھودا جس کی شیطان نے نشاندہی کی تھی تو وہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ وہاں ان کی بہن اور ایک بچہ ذبح شدہ حالت میں موجود ہیں پھر وہ اس بدبخت عابد کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا: سچ سچ بتاؤ تو نے ہماری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے؟ عابد نے جب انکا غصہ دیکھا تو اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور سب کچھ بتادیا۔ چنانچہ وہ تینوں بھائی اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ساری بات سن کر اسے پھانسی کا حکم دے دیا۔

جب اس بدبخت کو پھانسی دی جانے لگی تو شیطان مردود اپنا آخری وار کرنے پھر اس کے پاس آیا اور اسے کہا میں ہی وہ تیرا ساتھی ہوں جس کے مشوروں پر عمل کر کے تو عورت کے فتنے میں مبتلا ہوا۔ پھر تو نے اسے اور اس کے بچے کو قتل کردیا۔ ہاں اگر اب تو میری بات مان لے تو میں تجھے پھانسی سے چھٹکارا دلا دوں گا۔ عابد نے کہا: اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ شیطان مردود بولا تو مجھے سجدہ کر لے۔اگر تو مجھے سجدہ کر لے گا تو میں تجھے آزاد کروا دوں گا یہ سن کر عابد کچھ دیر سوچتا رہا پھر دنیوی عذاب سے بچنے کے لئے اس نے شیطان کو سجدہ کیا۔اور خدا کی وحدانیت کا منکر ہو گیا۔ جب شیطان ملعون نے اس عابد کا ایمان بھی برباد کردیا تو اسے حالت کفر میں پھانسی دے دی گئی اور شیطان ملعون فوراً وہاں سے اپنی ساتھیوں سمیت غائب ہو گیا۔

شیطان ملعون کے بارے میں قرآن مقدس کا ارشاد ہے۔''کمثل الشیطٰن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری ء منك انی اخاف الله رب العٰلمین۔''(پ۲۸،سورۂ حشر آیت۱۶)

شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔(کنزالایمان)

(تفسیر قرطبی جلد۱۸/صفحہ۳۹،۴۰،۴۱)

سبق: شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے وہ انسان کو راہِ راست سے بہکانے کے لئے طرح طرح کے چال اور پھندے کا استعمال کرتا ہے اور اس کے نفس کو ورغلاتا ہے۔حتی کہ اسے برائیوں میں ملوث کردیتا ہے۔شیطان مردود نے بنی اسرائیل کے مشہور عابد کو ایک جوان لڑکی کے حسن و جمال میں پھنسا کر اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد کردی۔اللہ رب العزت ہمیں شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ و مامون رکھے۔اور دنیا کی دیگر آفتوں سے بھی ہماری حفاظت فرمائے۔(آمین)

دنیامیں ہرآفت سے بچانامولیٰ
عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو درپاک پیمبر کے حضور
ایمان پر اس وقت اُٹھانا مولیٰ

......☆☆☆......

ایک عظیم تحفہ

حضرت لرزہ بن وبرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو ابدال میں سے تھے) روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس میرا ایک بھائی ملک شام سے آیا اور مجھے ایک تحفہ دیا اور کہا اس کو قبول کرو کہ یہ بہت عمدہ تحفہ ہے۔ میں نے اس سے کہا بھائی تمہیں یہ تحفہ کس نے دیا ہے؟ کہا مجھے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیا ہے۔ میں نے کہا: آپ نے حضرت ابراہیم تیمی سے نہ پوچھا کہ کس نے دیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا تھا۔ تو حضرت ابراہیم نے جواب دیا میں صحن کعبہ میں بیٹھا تھا اور تسبیح وتہلیل میں مشغول تھا کہ اسی دوران ایک شخص نے آ کر مجھ سے سلام کیا اور میری داہنی طرف بیٹھ گیا، میں نے اس سے زیادہ حسین وجمیل اپنی زندگی میں کسی کو نہ دیکھا تھا اور نہ اس کے کپڑوں سے عمدہ کپڑے دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا: اے بندۂ خدا آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لاتے ہیں۔ فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے پوچھا: آپ میرے پاس کس لئے تشریف لائے ہیں فرمایا: تجھ سے سلام ودعا کرنے آیا اور تجھ سے مجھے محبت فی اللہ ہے، اور میرے پاس ایک تحفہ ہے وہ میں تجھے دینا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ آفتاب نکلنے اور اس کی روشنی زمین پر پھیلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے الحمد للہ اور معوذتین اور اخلاص اور کافرون اور آیت الکرسی سات سات بار پڑھنا۔ پھر "سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر" سات بار اور درود شریف سات بار اور استغفار اپنے لئے اور اپنے والدین اور مومنین مردوں اور عورتوں کے لئے سات بار پھر یہ دعا سات بار "اللهم افضل بی عاجلا واجلانی الدين والدنيا والأخرة ماانت له اهل ولا تفعل بنايا مولٰينا مانحن له اهل انك غفور رحيم جواد كريم رؤف رحيم۔" خبردار انہیں کسی صبح وشام میں ترک نہ کرنا میں نے کہا

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ یہ عطا آپ کو کس سے ہوئی فرمایا مجھے حضور اکرم ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کے ثواب کے بارے میں مطلع فرمائیے۔ فرمایا کہ جب تمہیں رسول اکرم ﷺ کی زیارت ہو تو اس کا ثواب پوچھ لینا وہ خود ارشاد فرمائیں گے۔ حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے میرے پاس آئے ہیں اور مجھے اُٹھا کر لے گئے ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ انہوں نے مجھے جنت میں داخل کر دیا اور وہاں عجیب وغریب چیزیں دیکھیں پھر میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ سب سامان کس کے لئے ہیں۔ انہوں نے کہا جو کوئی تیرا سا عمل کرے اس کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سی چیزیں جنت میں دیکھی تھیں۔ ان کا بیان بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے وہاں کا میوہ دیکھا اور کھایا اور پانی پیا، پھر میرے پاس حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ستر پیغمبر علیہ السلام اور ستر صفیں فرشتوں کی تھیں ہر صف اس قدر تھی جیسے مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے سلام سے مشرف فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے خضر علیہ السلام نے کہا ہے کہ انہوں نے یہ حدیث آپ سے سنی ہے۔ آپ نے فرمایا خضر نے درست کہا اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب حق ہوتا ہے۔ زمین کے لوگوں میں عالم وہی ہے اور وہ ابدال کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان لشکروں سے ہے جو زمین میں ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جو شخص یہ عمل کرے اور جیسا میں نے خواب دیکھا نہ دیکھے تو جو چیزیں مجھے ملی ہیں ان میں سے اسے بھی کچھ ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اس کا عامل اگر چہ مجھے نہ دیکھے اور نہ جنت دیکھے مگر اتنا ثواب اسے ملے گا کہ اس کے تمام کبیرہ گناہ جو اس کئے ہوں گے بخشے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب و ناراضگی کو اپنے اٹھالے گا اور بائیں ہاتھ والے فرشتے کو حکم فرمائے گا کہ سال بھر تک اس کی کچھ برائی نہ لکھے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا اس پر عمل وہی کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سعید پیدا کیا اور اس کو وہی چھوڑے گا جسے اس نے بدبخت بنایا ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چار مہینہ تک نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا تو شاید اسی خواب کے بعد کا حال ہوگا۔

(احیاء العلوم، جلد دوم، صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

سبق: اپنے بزرگوں اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے عزیز و اقارب کو ایسے تحفے اور ہدیے پیش کریں جس سے ان کی دنیا و آخرت روشن و تابناک ہو اور ساتھ ہی ساتھ ہمارے لئے بھی آخرت کا سرمایہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆☆☆......

دین وایمان کی قیمت

ابن عساکر نے اپنی سند سے عمیر بن حباب سلمٰی سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنواُمیہ کے زمانے میں رومیوں نے قید کرلیا پھر بادشاہ روم نے میرے آٹھ ساتھیوں کو قتل کروادیا اور مجھے قتل کے لئے پیش کیا گیا تو ایک رومی نژاد اُٹھا اور اس نے بادشاہ کے ہاتھ پیر چوم کر مجھے معاف کروادیا۔ اور مجھے اپنے گھر لے گیا وہاں جا کر اس نے مجھے اپنی حسین وجمیل لڑکی دکھائی اور اپنا بہترین مکان دکھایا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ کے یہاں میری کیا قدر ہے؟ اگر تم میرے دین میں داخل ہوجاؤ تو میں اپنی حسین وجمیل لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کردوں گا اور یہ تمام نعمتیں تمہارے لئے ہوجائیں گے۔ میں نے کہا میں اپنا دین اس عورت اور دنیا کے واسطے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ شخص کئی روز تک مجھے اپنا دین پیش کرتا رہا۔ ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے تنہائی میں اپنے باغ کے اندر بلایا اور دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میرے باپ کے پیش کردہ شرائط کو قبول نہیں کرتے۔ میں نے وہی جواب دیا کہ ایک عورت کی خاطر میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا تو اس نے پوچھا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ آیا ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنے وطن جانا چاہتا ہوں تو اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھایا اور کہا کہ تم اس ستارہ کو دیکھ کر رات کو چلتے رہو اور دن کو چھپتے رہو اپنے

ملک پہنچ جاؤ گے پھر اس نے مجھے کچھ زادراہ دیا اور میں نے وہاں سے چلنا شروع کر دیا۔ تین راتیں اس کی ہدایت کے مطابق چلتا رہا چوتھے روز میں چھپا بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز معلوم ہوئی، بس میں نے سمجھ لیا کہ اب تو پکڑا گیا اب جو غور سے دیکھا تو میرے شھید ساتھی اور ان کے ہمراہ سفید گھوڑوں پر کچھ اور لوگ بھی تھے۔ انہوں نے پاس آ کر کہا کیا تم عمیر ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ میں تو عمیر ہوں تم بتاؤ تم لوگ تو قتل ہو چکے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ بے شک ہم قتل ہو چکے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شھدا کو اُٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں شرکت کریں ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے عمیر ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بیٹھا لیا۔ تھوڑی دیر چل کر اس نے مجھے پھینک دیا۔ مجھے چوٹ نہ لگی۔ اب جو دیکھا تو میرا گھر بالکل قریب تھا۔

(شرح الصدور، صفحہ ۱۹۲،۱۹۳)

سبق: دین و ایمان ایسی عظیم نعمت ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس کا بدلہ نہیں ہو سکتی کوئی بھی دانا اور عقل مند انسان اخروی نعمتوں کو دنیاوی نعمت کے بدلے کبھی نہیں فروخت کر سکتا۔ اس عظیم نوجوان کے سامنے ایمان و اسلام کے بدلے میں دنیا کی ساری نعمتیں رکھ دی گئیں تھی۔ لیکن اس کے ایمان و اسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑ سکا۔ گویا کہ وہ نوجوان زبان حال سے کہہ رہا تھا۔

ساری دنیا سے پھیر کر آنکھیں
دل میں تجھ کو بسا لیا میں نے
نیند کیا رات کیا اندھیرا کیا
ذکر کا نور پالیا میں نے
نیند آئی تو اپنی آنکھوں میں
تیرا جلوہ جمالیا میں نے

......☆☆☆......

فقیر خصلت شہزادی

حضرت شیخ شاہ کرمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی کے لئے بادشاہ کرمان نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ شیخ نے کہلا بھیجا کہ مجھے جواب کے لئے تین دن کی مہلت دیں۔ اس دوران وہ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح انسان کی تلاش کرنے لگے۔ ایک لڑکے پر ان کی نظر پڑی جس نے اچھی طرح نماز ادا کی اور دعا مانگی۔ شیخ نے اس سے پوچھا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کیا نکاح کرنا چاہتے ہو؟ لڑکی قرآن پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے، خوبصورت پاکباز اور نیک ہے۔ اس نے کہا بھلا میرے ساتھ کون رشتہ کرے گا؟ شیخ نے فرمایا: میں کرتا ہوں۔ لو یہ درہم ایک درہم کی روٹی، ایک درہم کا سالن اور ایک درہم کی خوشبو خرید لاؤ۔ اس طرح شاہ کرمانی نے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے پڑھا دیا۔ لڑکی جب شوہر کے گھر آئی تو اس نے دیکھا کہ پانی کی صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے اس نے پوچھا یہ روٹی کس کی ہے؟ شوہر نے کہا: یہ کل کی باسی روٹی ہے میں نے افطار کے لئے رکھی ہے یہ سن کر وہ واپس ہونے لگی۔ شوہر نے کہا: مجھے معلوم تھا کہ شیخ شاہ کرمانی کی دختر مجھ جیسے غریب کے گھر نہیں رک سکتی۔

لڑکی نے کہا: میں تیری مفلسی کے باعث نہیں لوٹ رہی ہوں بلکہ اس لئے کہ خدا پر تمہارا یقین بہت کمزور نظر آ رہا ہے۔ بلکہ مجھے تو اپنے باپ پر حیرت ہے کہ انہوں نے تجھے پاکیزہ خصلت، عفیف اور صالح کیسے کہا؟ جب کہ خدائے تعالیٰ پر تمہارے اعتماد کا یہ حال ہے کہ روٹی بچا کر رکھتے ہو؟

نوجوان نے اس کی بات سنی تو کہا اس کمزوری سے معذرت خواہ ہوں۔ لڑکی بولی: اب عذر تم جانو البتہ ایسے گھر میں میں تو نہیں رک سکتی جہاں ایک وقت کی خوراک رکھی ہو، اب یا میں رہوں گی یا روٹی۔ نوجوان نے فوراً جا کر روٹی خیرات کر دی اور ایسی درویش خصلت شہزادی کا شوہر بننے

پرخدا کا شکرادا کیا۔(بزم اولیاء،صفحہ ۳۳۰)

سبق: اللہ کے مقدس بندے اپنی بچیوں کا رشتہ نیک و پارسا نوجوان سے کیا کرتے تھے۔ ان کو دنیاوی مال وجاہ کی کوئی ضرورت نہ ہوتی ہے۔ وہ صرف آخرت کی پونجی جمع کرتے ہیں اور انہیں اپنے پاک پروردگار پر ایسا پختہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک وقت کا بھی کھانا بچار کھنے کوشان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

جس کو خدا نے بخش دی وخوش نصیب ہے
سب سے عظیم چیز ہے دولت یقین کی

......☆☆☆......

خدا دیکھ رہا ہے

منقول ہے کہ ایک نوجوان ایک حسین وجمیل عوت کی محبت میں گرفتار ہوگیا۔ وہ عورت کسی قافلہ کے ساتھ باہر کے سفر پر روانہ ہوگئی۔ اس نوجوان کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہوگئی رات کوانہوں نے وہیں پڑاؤ کیا۔ جب سب لوگ سوگئے تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس گیا اور کہنے لگا میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور صرف اسی لئے میں قافلہ کے ساتھ آرہا ہوں کہ تجھ سے قربت حاصل ہوجائے۔ عورت بولی جاکر دیکھو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟ نوجوان نے فرطِ مسرت سے پورے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آکر کہنے لگا سب لوگ غافل پڑے سورہے ہیں۔ عورت نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سورہا ہے؟ نوجوان بولا: اللہ تعالیٰ تو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت بولی لوگ سوگئے تو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے۔ ہمیں دیکھ رہا ہے، اس سے خوف کرنا ہم پر فرض ہے۔ جوان نے جونہی یہ بات سنی خوفِ خدا سے لرز گیا

اور اپنے برے ارادے سے تائب ہوکر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ نوجوان مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا سناؤ تم پر کیا گذری؟ نوجوان نے جواب دیا میں نے خداے تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میری تمام گناہوں کو بخش دیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص۴۴)

سبق: خوف خدا بہت عظیم نعمت ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہوجاتا ہے تو وہ گناہوں سے کنارہ کش ہوکر خدا کی رضا و فرمانبرداری میں مشغول ہوجاتا ہے۔ پرورد گار عالم ہمارے دلوں کو بھی اپنے خوف سے لبریز فرمائے۔

بندۂ مومن خدا کا خوف کر
نیک بن اور کر برائی سے حذر
آج جو بھیجے گا کل وہ پائے گا
زندگی کی فرصتیں ہیں مختصر

......☆☆☆......

عظیم ماں کے بہادر بیٹے

ایک مرتبہ پتھر توڑنے والے چند مزدور حضرت سیدنا وھب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور والا ہم جیسی مصیبت اُٹھاتے ہیں کیا ہم سے پہلے بھی لوگ ایسی مصیبت اُٹھاتے تھے؟ یہ سن کر حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تم پہلے کے لوگوں اور اپنی مصیبتوں کا موازنہ کرو تو تمہیں ان کی مصیبتوں کے سامنے اپنی مصیبتیں ایسی محسوس ہوں گی جیسے آگ کے سامنے دھواں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جس کا نام سارہ تھا اس کے سات بیٹے تھے۔ جس ملک میں وہ رہتی تھی وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ لوگوں کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھلاتا جو انکار کرتا اسے قتل کروادیتا۔ چنانچہ اس عورت کو بھی اس کے بیٹوں سمیت بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔ اس ظالم بادشاہ نے سب سے بڑے لڑکے کو بلوایا اور کہا یہ خنزیر کا گوشت کھاؤ۔ اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو کہا: اسے سخت ترین سزا دی جائے، جلاد آگے بڑھا اور اس نے اس کے ہر ہر عضو کو کاٹ ڈالا اور اسے شہید کر ڈالا۔

پھر ظالم بادشاہ نے اس سے چھوٹے لڑکے کو بلایا اور اس کے سامنے بھی خنزیر کا گوشت رکھتے ہوئے کہا: اسے کھاؤ۔ اس نے بھی کہا میں اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو ہرگز نہیں کھاؤں گا یہ سن کر ظالم بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ تانبے کی دیگ میں تیل ڈال کر اسے آگ پر رکھ دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب تیل خوب گرم ہو گیا تو اس نوجوان مجاہد کو تیل میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح اس نے بھی جامِ شہادت نوش کر لیا۔

پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا یہ گوشت کھاؤ۔ اس نے بادشاہ سے کہا تو ذلیل و کمزور ہے۔ تو اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تو مجھے اللہ کے حکم کے خلاف کسی بات پر ہرگز آمادہ

نہیں کرسکتا جو تیرے جی میں آئے کرلے مگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسنے لگا اور لوگوں سے کہنے لگا کیا تم جانتے ہو اس نے مجھے گالی کیوں دی؟ اس نے یہ سوچ کر مجھے گالی دی ہے کہ میں گالی سن کر طیش میں آجاؤں گا اور فوراً اسے قتل کا حکم دے دوں گا۔ اس طرح یہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتر جائے گا لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

چنانچہ ظالم بادشاہ کے حکم سے اس نوجوان کی گردن کی کھال کاٹی گئی پھر اس کے سر اور چہرے کی کھال اتاری گئی اس طرح اسے شہید کردیا گیا۔ بادشاہ نے اس طرح مختلف ظالمانہ انداز میں باقی بھائیوں کو بھی شہید کروادیا۔ آخر میں سب سے چھوٹا بھائی بچا۔ بادشاہ نے اس کی والدہ کو بلایا اور کہا میں تیرا بھی یہی حشر کروں گا۔ اگر تو اپنی اور اپنے اس بیٹے کی سلامتی چاہتی ہے تو اسے تنہائی میں لے کر سمجھا اگر یہ ایک لقمہ بھی کھانے پر راضی ہوگیا تو میں تم دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ پھر تم من پسند زندگی گزارنا۔ اس عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو تنہائی میں لے گئی اور کہا: اے میرے لخت جگر! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک پر میرا ایک حق ہے اور تجھ پر میرے دو حق ہیں؟ وہ اس طرح کہ میں نے تیرے بھائیوں کو دو دو سال دودھ پلایا تھا۔ تیری پیدائش سے چند روز پہلے تیرے والد کا انتقال ہوگیا پھر جب تیری ولادت ہوئی تو تو بہت کمزور تھا مجھے تجھ پر بڑا ترس آیا اور میں نے تیری کمزوری اور تجھ سے اپنی شدید محبت کی وجہ سے تجھے چار سال دودھ پلایا۔

میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس احسان کا واسطہ دے کر کہتی ہوں جو میں نے تجھ پر کیا تو ہرگز اس چیز کو نہ کھانا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور بروز قیامت اپنے بھائیوں سے اس حال میں نہ ملنا کہ تو ان میں سے نہ ہو جب سعادت مند بیٹے نے ماں کی یہ باتیں سنیں تو کہا میں تو ڈر رہا تھا کہ شاید آپ مجھے خنزیر کا گوشت کھانے پر ابھاریں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے تم جیسی عظیم ماں عطا فرمائی۔

پھر وہ عورت اپنے بیٹے کو لے کر بادشاہ کے پاس آئی اور کہا: یہ لو اب یہ وہی کرے گا جو میں نے اس سے کہا ہے۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور اس کی طرف خنزیر کا گوشت بڑھاتے ہوئے کہا یہ لو اس میں سے کچھ کھالو۔ یہ سن کر بہادر نوجوان نے جواب دیا۔ اللہ رب العزت کی قسم میں یہ ہرگز ہرگز اس چیز کو نہ کھاؤں گا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا، چنانچہ اس ظالم نے اس مردِ مجاہد کو بھی شہید کروادیا۔ اس طرح یہ بھی اپنے بھائیوں سے جاملا۔

پھر بادشاہ نے اس عظیم عورت سے کہا میرا خیال ہے کہ مجھے تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا پڑے گا جو تیرے بیٹوں کے ساتھ کیا ہے۔ اے بڑھیا! تیری ہلاکت ہو تو صرف ایک لقمہ ہی کھالے تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گا۔ اور جو تو کہے گی میں وہی کروں گا تو صرف ایک لقمہ کھالے پھر عیش وعشرت کی زندگی گزارنا یہ سن کر اس عظیم ماں نے جواب دیا۔ اے ظالم! تو نے میرے بچوں کو میرے سامنے مار ڈالا اور اب تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے کہنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کروں؟ اپنے بچوں کو موت کے بعد اب مجھے زندگی کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا کی قسم تو جو کچھ کرسکتا ہے کرلے میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز نہیں کھاؤں گی۔ یہ سن کر اس ظالم بادشاہ نے اسے بھی شہید کروادیا۔ اس طرح اس عظیم ماں کی روح بھی اپنے عظیم فرزندوں سے جاملی۔ سبحان اللہ ان سب نے ایک ایک کرکے اپنی جانیں تو دے دی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی۔ (عیون الحکایات، جلد اول، ص۴۳، ۴۴)

سبق: ایمان واسلام ایسی عظمٰی دولت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مومن بندہ کبھی بھی کسی حال میں اس کو اپنے پاس سے جانے نہیں دیتا ہے۔ چاہے جان ہی کیوں نہ اس کو بچانے کے لئے قربان کرنی پڑے۔ اس عظیم ماں نے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دی کہ میرے پیارے بیٹوں دنیاوی مال ودولت چند دنوں تک باقی رہنے والی اور فانی چیزیں ہیں ان کی فکر دل سے نکال دو گویا کہ اس نے اپنے بچوں کو جو تعلیم دی اس کا مفہوم یہ ہے۔

......☆☆☆......

صدقۂ عاشورہ کی برکت

ملک رے میں ایک مالدار قاضی رہتا تھا ایک مرتبہ عاشورہ کے دن اس کے پاس ایک فقیر آیا اور کہا میں ایک مسکین عیال دار انسان ہوں۔ آپ کو آج کے مقدس دن کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، میرے لئے دس سیر روٹی، پانچ سیر گوشت اور دس درہم کا انتظام کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت واقبال میں اضافہ فرمائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا جاؤ، ظہر بعد آنا...... فقیر ظہر بعد آیا تو کہا عصر بعد آنا وہ عصر بعد آیا تو کچھ نہیں دیا اور خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

بے چارہ فقیر شکستہ خاطر ہو کر واپس جارہا تھا، راستے میں ایک نصرانی کا مکان ملا اور نصرانی اپنے مکان کے دروازہ ہی پر بیٹھا تھا، فقیر نے اس سے کہا، آج کے دن کی برکت سے مجھے کچھ صدقہ کر۔ نصرانی نے پوچھا: آخر آج کون سا دن ہے؟ فقیر نے نصرانی کو عاشورہ کے کچھ فضائل بتائے اس نے سن کر کہا تم نے تو بہت عظیم دن کا واسطہ دیا ہے۔ بتا تیری کیا ضرورت ہے؟ فقیر نے اس کے سامنے بھی روٹی، گوشت، اور درہم کا سوال کیا۔ نصرانی نے فقیر کے لئے دس بورا گیہوں اور دس سیر گوشت اور بیس درہم کا انتظام کر دیا اور کہا یہ تیرے اور تیرے اہل وعیال کے لئے تیری زندگی بھر اس دن کی فضیلت وحرمت کے صدقے ہر مہینے میں مقرر ہے۔

رات کو قاضی صاحب کے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے نگاہ بلند کر، دیکھا تو ایک بہت عالی شان محل چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا نظر آیا اور ایک محل خالص یاقوت کا تھا۔ ایسا صاف اور خوبصورت کہ اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ قاضی نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ یہ دونوں محل تمہارے لئے تھے اگر تم فقیر کی ضرورت پوری کر دیتے مگر چونکہ تم نے اسے رد کر دیا۔ اس لئے یہ دونوں محل اب فلاں نصرانی کے لئے ہے۔ قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ صبح ہوئی تو نصرانی کے پاس گئے اور اس

سے دریافت کیا کہ کل تم نے کون سی نیکی کی ہے؟اس نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا؟ قاضی صاحب نے اپنے خواب کا حال بتایا اور پیشکش کی کہ مجھ سے ایک لاکھ درہم لے لو اور کل کی نیکی مجھے فروخت کردو۔نصرانی نے کہا روئے زمین کی ساری دولت لے کر بھی اسے فروخت نہیں کروں گا ،اس کرم کرنے والے پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت خوب ہے۔یقیناً اسی کا دین حق ہے۔ ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله''(بزم اولیاء،صفحہ۴۸۲)

سبق: راہِ خدا میں خرچ کرنا صدقہ وخیرات کرنا بے شمار فضائل ومناقب کا حامل ہے۔اور خاص طور سے عاشورہ کے دن صدقہ کرنا اور زیادہ فضائل وخوبی کا ذریعہ ہے۔پروردگار عالم ہمیں زیادہ سے زیادہ عاشورہ کے دن صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین بجاہ سید المرسلین)

......☆☆☆......

سیدزادیوں کی خدمت کا صلہ

سادات کرام کے کھاتے پیتے گھرانوں میں سے ایک گھر میں سیدزادیاں رہتی تھیں۔تقدیر الٰہی سے باپ کا انتقال ہوگیا اور وہ کم عمر سیدزادیاں یتیم اور فقروفاقہ کا شکار ہوگئیں۔یہاں تک کہ انہوں نے شرم کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور کسی شہر کی ایک ویران مسجد میں ٹھہر گئیں ان کی ماں نے انہیں وہیں بٹھایا اور خود کھانے پینے کے لئے باہر نکل گئی۔

چنانچہ وہ شہر کے ایک امیر آدمی کے پاس پہنچی جو مسلمان تھا اور اسے اپنی ساری سرگزشت سنائی،مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا تم ایسے گواہ لاؤ جو تمہارے بیان کی تصدیق کرے،تب میں تمہاری امداد کروں گا۔وہ عورت یہ کہہ کر وہاں سے چل دی کہ میں غریب الوطن گواہ کہاں سے لاؤں؟ پھر وہ ایک مجوسی کے پاس آئی اور اسے اپنی کہانی سنائی۔چنانچہ اس مجوسی نے اس کی باتوں کو درست مان کر اپنے یہاں کی ایک عورت کو بھیجا کہ اسے اور اس کی بیٹیوں کو میرے یہاں پہونچادو۔اس مجوسی شخص نے ان کی عزت واحترام میں کوئی کمی باقی نہ رکھی جب آدھی رات گذر گئی تو اس مسلمان

امیر نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور نبی کریم ﷺ اپنے سر اقدس پر لواء الحمد باندھا ہے اور ایک عظیم الشان محل کے قریب کھڑے ہیں۔ اس امیر نے آگے بڑھ کر پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ محل کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک مسلمان مرد کے لئے ہے، امیر نے کہا میں خدا کو ایک ماننے والا مسلمان ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس بات کے گواہ لاؤ کہ واقعی تم مسلمان ہو؟ وہ بہت پریشان ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اسے اس سیدہ عورت کی بات یاد دلائی جس سے اس نے گواہ مانگے تھے۔

امیر یہ سنتے ہی اچانک جاگ کھڑا ہوا اور اسے انتہائی غم واندوہ نے آگھیرا وہ اس سیدہ عورت اوران کی بچیوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور تلاش کرتے کرتے اس مجوسی کے گھر جا پہنچا اور اس سے کہا کہ یہ سیدزادی اور اس کی بچیوں کو مجھے دے دو مگر مجوسی نے انکار کر دیا اور کہا میں نے ان کے سبب عظیم برکتیں پائی ہیں۔ امیر نے کہا مجھ سے ہزار دینار لے لو اور انہیں میرے سپرد کر دو لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا تب اس امیر کے دل میں اسے تنگ کرنے کا خیال آیا اور مجوسی اس کی بری نیت دیکھ کر بولا جنہیں تم لینے آئے ہو میں ان کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور تو نے خواب میں جو محل دیکھا ہے وہ میرے لئے بنایا گیا ہے کیا تجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔ بخدا میں اور میرے تمام گھر والے اس سیدہ کے ہاتھ پر اسلام لاچکے ہیں اور میں نے بھی تیری طرح خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ نے فرمایا سیدزادی اور اس کی بیٹیاں کیا تیرے پاس ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ! پھر آپ نے فرمایا یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے ہیں۔ مسلمان امیر یہ بات سنتے ہی واپس لوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس حرمان و مایوسی کے ساتھ واپس ہوا ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۴۹۰ تا ۴۹۲)

سبق: رسول اکرم ﷺ کے گھر والوں سے سچی محبت کا صلہ یہ ملا کہ اس مجوسی کا پورا گھر مسلمان ہوگیا اور جنت میں اس کے لئے ایک عالیشان محل بنایا گیا۔ صرف اس لئے کہ وہ اہل بیت رسول ﷺ سے سچی محبت کرنے والا تھا۔

ہم تو سرکار کا کلمہ پڑھنے والے ہیں ہم اگر آقائے دوعالم ﷺ سے سچی محبت کریں تو یقیناً ہمارا

ٹھکانہ بھی جنت الفردوس میں ہوگا کہ

ہر حال میں تعظیم کرو آل وعبا کی ۔۔۔ آتی ہے نظر ان میں جھلک شیر خدا کی
ہے آیت تطہیر کا مظہر یہ گھرانہ ۔۔۔ محشر میں اسی گھر سے ہے امید وفا کی

......☆☆☆......

قدرت کا کرشمہ

ایک عورت خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔ یا کریم یا کریم عھد ک القدیم اس عورت کی پشت پر ایک بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ ایک بزرگ نے عورت سے پوچھا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا عہد ہے؟ جواب میں اس عورت نے اپنا پورا واقعہ اس بزرگ کو سنا دیا کہ تاجروں کے ایک گروہ کے ہمراہ میں ایک کشتی پر سوار تھی۔ سمندر میں زبردست طوفان آیا اور سب ڈوب گئے میں اپنے بچے کے ساتھ ایک تختہ پر زندہ بچ گئی اور دوسرے تختہ پر ایک حبشی سلامت رہا۔ صبح ہوئی تو حبشی پانی طے کرتا ہوا میرے قریب آیا اور میرے تختہ پر سوار ہوگیا۔ پھر مجھے اپنی خواہش کے لئے راضی کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا تجھے ذرا بھی اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہم تو خود مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اس مصیبت سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ضرورت ہے اور تو نافرمانی کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ میں نے جو کہا وہ ضروری ہے اور یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا اس نے چٹکی بھر کر جگا دیا اور وہ رونے لگا میں نے کہا ذرا اس بچے کو سلا تو لوں، حبشی نے بچہ کو اُٹھا کر پانی میں ڈال دیا۔ اس وقت میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ! تو آدمی اور اس کے دلی ارادے کے درمیان حائل ہونے والا ہے اپنی طاقت وقدرت کے ذریعہ میرے اور اس کے درمیان جدائی کردے یقیناً تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ بخدا میں ابھی اپنے کلمات پورے بھی نہ کرسکی تھی کہ سمندر سے ایک جانور منہ پھاڑے ہوئے نکلا اور اس نے اس حبشی کو نگل لیا اور غوطہ مار

کرتہ میں چلا گیا۔ اس طرح پروردگار عالم نے اپنی قدرت سے مجھے بچالیا۔

پھر موجوں نے مجھے تھپیڑے دیتے اور میں ایک جزیرہ پر پہونچ گئی میں نے سوچا جب تک میرے لئے کوئی صورت ظاہر نہ ہواس جزیرہ کے سبزے اور پانی پر گزارہ کروں گی۔ اس طرح میں نے وہاں چار دن گزارے، پانچویں دن مجھے دور سے ایک کشتی گزرتی دکھائی پڑی میں نے ایک پہاڑی ٹیلہ پر چڑھ کران کی جانب کپڑے سے اشارہ کیا، تو ان میں سے تین شخص ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ اس بڑی کشتی میں پہونچی تو وہاں میں نے اپنے بچے کو دیکھا جسے حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ میں بے قابو ہوگئی اور خود کو بچہ پر گرا کر اسے چومنے لگی۔ ان لوگوں نے کہا شاید تو پاگل ہوگئی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ بلکہ مجھ پر ایسا ایسا واقعہ گزرا ہے۔ ان لوگوں نے عورت کی بات سن کراس سے کہا: اب ہم سے سن ہماری کشتی موافق ہوا کے رخ پر چل رہی تھی کہ اتنے میں ایک سمندری جانور ہماری راہ میں حائل ہوگیا اور یہ بچہ اس جانور کی پشت پر تھا اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اگر اس بچہ کو نہیں بچاؤ گے تو ہلاک ہوجاؤ گے۔ چنانچہ ہم میں سے ایک شخص نے جانور کی پشت پر سے بچہ کو اُٹھالیا اور جانور فوراً غوطہ مار کر غائب ہوگیا بچہ کا قصہ اور تیرا واقعہ نہایت تعجب ناک ہے۔ ہم سب لوگ اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آج کے بعد ہمیں گناہ میں نہ دیکھے اور میں نے بھی عہد کیا۔ سبحان اللہ اللطیف الخبیر جمیل العوائد سبحان مدرك اللهوف عند الشدائد۔

(روض الریاحین، ص ۲۴۱)

سبق: مصیبت و پریشانی کے عالم میں اگر کوئی خداوند قدوس کو حاضر و ناظر جان کر یقین کے ساتھ پکارے کہ پروردگار عالم اس کی مصیبت کو ضرور دور کردے گا۔ تو یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوتا ہے اور اہل ایمان کا مصیبت کے وقت غیر اختیاری طور پر بھی خدا کی طرف خیال جاتا ہے۔ گویا خدا کی ہستی کا اقرار فطری چیز ہے۔

اے مرے معبود حق! اے کردگار　　سارے عالم کا تو ہے پروردگار

......☆☆☆......

حاسد کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ بادشاہوں کے دربار میں جاتا اور ان کے سامنے اچھی اچھی باتیں کرتا، بادشاہ خوش ہوکر اسے انعام واکرام سے نوازتے اور اس کی خوب حوصلہ افزائی کرتے۔ ایک مرتبہ وہ ایک بادشاہ کے دربار میں گیا اور اس سے اجازت چاہی کہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ بادشاہ نے اجازت دی اور اسے اپنے سامنے کرسی پر بٹھایا اور کہا: ''اب جو کہنا چاہتے ہو کہو' اس شخص نے کہا: محسن کے ساتھ احسان کرو اور جو برائی کرے گا اس کی برائی کا بدلہ اسے خود مل جائے گا۔ بادشاہ اس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے ایک درباری کو اس سے حسد ہوگیا اور وہ دل ہی دل میں اس سے جلنے لگا کہ اس عام آدمی کو بادشاہ کے دربار میں اتنی عزت اور بلند مقام کیوں حاصل ہوگیا۔ آخر کار وہ حسد کی بیماری سے مجبور ہوکر بادشاہ کے پاس گیا اور بڑے خوشامدانہ انداز میں بولا۔ ''بادشاہ سلامت! ابھی جو شخص آپ کے سامنے گفتگو کر کے گیا ہے اگرچہ اس نے باتیں اچھی کی ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کو منہ سے بدبو آنے کا مرض لاحق ہے۔

جب بادشاہ نے سنا تو پوچھا تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ میرے بارے میں ایسا گمان رکھتا ہے؟ وہ حاسد بولا حضور! اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ آزما کر دیکھ لیں۔ اسے اپنے پاس بلائیں جب وہ آپ کے قریب آئے گا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ اسے آپ سے بدبو نہ آئے۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: تم جاؤ جب تک میں اس معاملہ کی تحقیق نہ کرلوں۔ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔

چنانچہ وہ حاسد دربار شاہی سے چلا گیا اور اس شخص کے پاس آیا جس سے وہ حسد کرتا تھا اور

اسے کھانے کی دعوت دی۔اس نے حاسد کی دعوت قبول کی اوراس کے ساتھ چل دیا۔حاسد نے اسے جو کھانا کھلایا اس میں بہت زیادہ لہسن ڈال دیا۔اب اس شخص کے منہ سے لہسن کی بد بو آنے لگی بہر حال وہ اپنے گھر آ گیا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ کا قاصد آیا اوراس نے کہا: بادشاہ نے ابھی آپ کو دربار میں بلایا ہے۔وہ شخص قاصد کے ساتھ دربار میں پہنچا۔بادشاہ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور کہا ہمیں وہ کلمات سناؤ جو تم سنایا کرتے تھے۔اس شخص نے کہا: محسن کے ساتھ احسان کر اور جو برائی کرے گا اسے برائی کا بدلہ خود ہی مل جائے گا۔

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''میرے قریب آؤ'' وہ بادشاہ کے قریب گیا تو اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ لہسن کی بد بو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو جب بادشاہ نے یہ صورت حال دیکھا تو اپنے دل میں کہا: اس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا، میرے تعلق یہ شخص گمان رکھتا ہے کہ مجھے منہ سے بد بو آنے کی بیماری ہے۔بادشاہ اس شخص کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو گیا۔اور بلا تحقیق اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کو سخت سزا ملنی چاہئے۔چنانچہ اس نے اپنے گورنر کے نام اس طرح خط لکھا: ''اے گورنر! جیسے ہی یہ شخص تمہارے پاس پہنچے اسے ذبح کر دینا۔اوراس کی کھال اتار کر اس میں بھوسا بھر دینا اوراسے ہمارے پاس بھجوا دینا۔پھر بادشاہ نے خط پر مہر لگائی اوراس شخص کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ خط لے کر فلاں علاقہ کے گورنر کے پاس پہنچ جاؤ۔''

بادشاہ کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی کو کوئی بڑا انعام دینا چاہتا تو کسی گورنر کے نام خط لکھتا اوراس شخص کو گورنر کے پاس بھیج دیتا وہاں اسے خوب انعام واکرام سے نوازا جاتا۔کبھی بھی بادشاہ نے سزا کے لئے کسی کو خط نہ لکھا تھا۔آج پہلی مرتبہ بادشاہ نے کسی کو سزا دینے کے لئے گورنر کو خط لکھا اور نہ اس بادشاہ کے بارے میں مشہور تھا کہ جب کسی کو انعام دیتا تو اسے گورنر کے پاس بھیجتا۔ بہر حال یہ شخص خط لے کر دربار شاہی سے نکلا اس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ اس خط میں میری موت کا حکم ہے۔یہ شخص خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ اس کی ملاقات راستے میں اسی حاسد سے ہو گئی۔اس نے پوچھا بھائی کہاں کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا میں نے بادشاہ کو اپنا کلام سنایا تھا تو اس نے مجھے ایک خط مہر لگا کر دیا اور کہا کہ فلاں گورنر کے پاس یہ خط لے کر جاؤ۔ میں اسی گورنر کے پاس یہ خط لے کر جارہا ہوں۔ حاسد کہنے لگا بھائی تم یہ خط مجھے دے دو۔ میں ہی اسے گورنر کے پاس پہنچادوں گا چنانچہ اس شریف آدمی نے خط حاسد کے حوالے کر دیا۔ وہ حاسد وہ خط لے کر خوشی خوشی گورنر کے دربار کی طرف چل دیا۔ وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہورہا تھا کہ اس خط میں بادشاہ نے گورنر کے نام پیغام لکھا ہوگا کہ جو شخص یہ خط لے کر آئے اسے انعام واکرام سے نوازا جائے۔ میری قسمت کتنی اچھی ہے میں نے اس شخص کو جھانسہ دے کر یہ خط لے لیا ہے اب میں مالا مال ہو جاؤں گا۔ وہ حاسد انہیں سوچوں میں مگن خوشی کے حال میں جھومتا ہوا گورنر کے دربار کی طرف جارہا تھا، اسے کیا معلوم تھا کہ وہ موت کے منہ میں جارہا ہے اور جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔

بہرحال وہ گورنر کے پاس پہنچا اور بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں بادشاہ کا خط گورنر کو دیا۔ گورنر نے جیسے ہی خط پڑھا تو پوچھا اے شخص کیا تجھے معلوم ہے، اس خط میں بادشاہ نے کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت نے یہی لکھا ہوگا کہ مجھے انعام و اکرام سے نوازا جائے اور میری تمام حاجت کو پورا کیا جائے۔ گورنر نے کہا: اے نادان شخص بادشاہ نے اس خط میں مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جیسے ہی یہ شخص خط لے کر پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اتار کر اس میں بھوسا بھر دینا۔ اور اس کی لاش میرے پاس بھجوا دینا۔ یہ سن کر اس حاسد کے ہوش اُڑ گئے اور وہ کہنے لگا۔ خدائے پاک کی قسم یہ خط میرے بارے میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہ تو فلاں شخص کے متعلق ہے۔ بے شک آپ بادشاہ کے پاس کسی قاصد کو بھیج کر معلوم کر لیں۔

گورنر نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ ہم بادشاہ سے اس معاملہ کی تصدیق کریں۔ بادشاہ کی مہر اس خط پر موجود ہے اس لئے ہمیں بادشاہ کے حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ اتنا کہنے کے بعد اس نے جلاد کو حکم دیا اور اس حاسد شخص کو ذبح کر کے اس کی کھال میں بھوسا بھر دیا گیا۔ اور اس لاش کو بادشاہ کے پاس بھجوا دیا گیا وہ شخص جس سے یہ حسد کرتا تھا حسب معمول بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ دہرائے۔ محسن کے ساتھ

احسان کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے گا، اسے عنقریب اس کی برائی کا صلہ مل جائے گا۔
جب بادشاہ نے اس شخص کو صحیح و سالم دیکھا تو اس سے پوچھا میں نے تجھے جو خط دیا تھا اس کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا میں آپ کا خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں فلاں شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا یہ خط مجھے دے دو۔ چنانچہ میں نے وہ خط اسے دے دیا اور وہ خط لے کر گورنر کے پاس چلا گیا ہے۔ بادشاہ نے کہا اس شخص نے تمہارے بارے میں مجھے یہ بتایا تھا کہ تم میرے متعلق یہ گمان کرتے ہو کہ میرے منہ سے بدبو آتی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے؟ اس شخص نے کہا بادشاہ سلامت میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔

تو بادشاہ نے پوچھا جب میں نے تجھے اپنے قریب بلایا تھا تو تو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ اس شخص نے جواب دیا: بادشاہ سلامت آپ کے پاس آنے سے کچھ دیر پہلے اس شخص نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں مجھے بہت زیادہ لہسن کھلایا تھا جس کی وجہ سے میرا منہ بدبودار ہو گیا تھا، جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے منہ کی بدبو سے بادشاہ سلامت کو تکلیف پہنچے اسی لئے میں نے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔

جب بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: اے خوش نصیب شخص تو نے بالکل ٹھیک کہا تیری یہ بات بالکل سچی ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے عنقریب اس کی برائی کا بدلہ مل جائے گا اس شخص نے تیرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور تجھے سزا دلوانی چاہی لیکن اسے اپنی برائی کا صلہ خود ہی مل گیا۔ سچ ہے جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گر جاتا ہے۔ اے نیک شخص! میرے سامنے بیٹھ اور اپنی اسی بات کو دہرا۔ چنانچہ وہ شخص بادشاہ کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا: ''محسن کے ساتھ احسان کرو اور برائی کرنے والے کو عنقریب اس کی برائی کی سزا مل جائے گی۔''

(عیون الحکایات، جلد اول، ص ۲۹۸، ۳۰۰)

سبق: حسد بہت بری بلا ہے ایک حاسد کو اپنے حسد کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا، جو دوسروں کے گرنے کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ خود ہی اس کنویں میں گر پڑتا ہے، جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے۔ اور جو کسی کے لئے برا چاہتا ہے اس کے ساتھ برا

معاملہ ہوتا ہے۔ جو دوسروں کو برباد کرنا چاہتا ہے وہ خود ہی برباد ہوجاتا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: ''ومن شر حاسد اذا حسد ''یعنی حاسد سے خدا کی پناہ طلب کرو۔

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں: بمیر تابرہی اے حسود کیس رنج است
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

یعنی اے حسد کرنے والے تو مرجا اس لئے کہ حسد ایک ایسا رنج ہے کہ بغیر مرے اس سے چھٹکارا نہیں ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

......☆☆☆......

جرأت مند قاضی

حضرت سیدنا نمیر مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفۂ منصور جب مدینہ منورہ میں آیا تو اس وقت حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے عہدۂ قضا پر فائز تھے۔ آپ بہت جرأت مند اور عادل قاضی تھے۔ حق دار کو اس کا حق دلواتے، اگرچہ مدمقابل کتنا ہی اثر ورسوخ والا ہو۔ آپ اس معاملے میں بالکل رعایت نہ کرتے۔

میں ان کا کاتب تھا جب خلیفہ منصور مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو کچھ لوگوں نے خلیفہ کے خلاف قاضی کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ ہمارے اونٹ ناجائز طریقے سے خلیفہ نے چھین لیئے ہیں لہٰذا ہمیں انصاف دلایا جائے۔

ان غریب لوگوں کی فریاد سن کر حضرت قاضی محمد بن عمران طلحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ اے نمیر فوراً خلیفہ کی جانب پیغام لکھو چند لوگوں نے آپ کے خلاف دعویٰ کیا ہے اور وہ انصاف چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ فوراً تشریف لائیں تا کہ فریقین کی موجودگی میں شرعی فیصلہ کیا جا سکے۔ حضرت سیدنا نمیر مدنی فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی صاحب سے عرض کی: حضور! مجھے اس معاملہ سے دور رکھیں خلیفہ میری تحریر کو جانتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی مشکل میں پھنس جاؤں۔ قاضی صاحب نے فرمایا: اے نمیر! یہ پیغام تم ہی لکھو گے اور تم ہی اسے لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ گے، جلدی کرو اور پیغام لکھو میں نے جب آپ کی بات سنی تو پیغام لکھا اس پر مہر لگائی پھر آپ نے فرمایا اب جلدی سے یہ خط لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ مجھے مجبوراً جانا ہی پڑا۔ میں سیدھا خلیفہ منصور کے مشیر خاص ربیع کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: آپ یہ پیغام خلیفہ تک پہنچا دیں۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ربیع نے کہا تم خود جا کر خلیفہ کو قاضی کا خط دو۔ لہٰذا چار و ناچار مجھے خلیفہ کے پاس جانا ہی پڑا میں جا کر خلیفہ کو قاضی صاحب کا خط دے دیا اور فوراً واپس چلا آیا۔ قاضی صاحب عدالت میں بیٹھے تھے اور لوگوں کے مسائل حل فرما رہے تھے۔ وہاں مدینہ منورہ کے بڑے بڑے علماء کرام امراء اور دیگر لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں خلیفہ منصور کا مشیر خاص ربیع کمرہ عدالت میں آیا اور اس نے خلیفۂ منصور کا پیغام سنایا۔

اے لوگو! خلیفۂ منصور نے آپ سب کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے بطور مدعا علیہ عدالت میں طلب کیا گیا ہے اس لئے مجھے عدالت میں حاضر ہونا لازم ہے۔ تمام لوگوں کو تاکید ہے کہ جب میں آؤں تو کوئی بھی میری تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا، نہ ہی کوئی سلام کرنے کے لئے میری طرف بڑھے۔ لوگوں کو خلیفہ کا پیغام سنانے کے بعد ربیع وہاں سے چلا گیا۔ میں بھی ساتھ تھا کچھ دیر بعد خلیفہ منصور، ربیع اور مسیّب کے ساتھ آیا، میں بھی اس کے پیچھے خلیفہ کو دیکھ کر مجلس سے کوئی شخص بھی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا اور نہ کسی نے سلام میں پہل کی۔ بلکہ خود خلیفہ نے آتے ہی سلام کیا پھر وہ رسول اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا۔ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد ربیع سے کہا۔ اگر آج قاضی محمد بن عمران طلحی نے میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا اور میرے منصب کی وجہ سے کوئی

غلط فیصلہ کیا تو اسے فوراً معزول کر دوں گا۔

پھر خلیفہ منصور قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اس وقت اس کے جسم پر چادر تھی اور ایک تہبند تھا جب حضرت سیدنا قاضی محمد بن عمران طلحی نے خلیفہ کو دیکھا تو ذرہ برابر بھی مرعوب نہ ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ خلیفہ کی چادر اس کے کندھے سے گر گئی تو کسی نے بھی اسے چادر اُٹھا کر نہ دی بلکہ اس نے خود ہی اپنی چادر اُٹھائی۔

قاضی محمد بن عمران نے مقدمہ کی کاروائی شروع کی۔ دونوں فریقوں کو اپنے سامنے بلایا پھر دعویٰ کرنے والوں سے پوچھا: تمہارا خلیفہ پر کیا دعویٰ ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے اونٹوں کو جبراً چھینا گیا ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے خلیفہ کے خلاف ان لوگوں کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اور خلیفہ سے کہا ان غریبوں کو ان کا پورا پورا حق دیا جائے۔ چنانچہ انہیں خلیفہ کی طرف سے ان کے اونٹ واپس کر دیئے گئے۔

اس فیصلہ کے بعد خلیفہ منصور اپنی قیام گاہ کی طرف واپس ہو گیا۔ قاضی صاحب اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مشغول رہے اور خلیفہ کی طرف بالکل توجہ نہ دی پھر خلیفہ نے ربیع کو بلایا اور کہا: جاؤ اور قاضی صاحب کو بلا کر لاؤ۔ ربیع نے کہا خدا کی قسم قاضی صاحب اس وقت تک آپ کے پاس نہیں آئیں گے جب تک مجلس میں موجود تمام لوگوں کی فریاد نہ سن لیں۔ بہر حال میں چلا جاتا ہوں اور آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیتا ہوں۔

چنانچہ ربیع قاضی صاحب کے پاس آیا اور انہیں خلیفہ کا پیغام دے کر واپس آ گیا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل سنتے رہے اور فیصلے کرتے رہے۔ جب سب لوگ چلے گئے اور مجلس برخاست ہو گئی تو آپ خلیفہ منصور کے پاس گئے۔ اسے سلام کیا خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور قاضی صاحب یوں مخاطب ہوئے۔

اے مردِ مجاہد! اے جرأت مند قاضی! اللہ تعالیٰ تجھے تیرے دین کی طرف سے تیری ذہانت، جرأت مندی اور اچھا فیصلہ کرنے پر اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تیرے حسب ونسب میں برکتیں عطا فرمائے۔ پھر خلیفہ منصور نے خادم کو حکم دیا کہ دس ہزار دینار اس مرد مجاہد قاضی کو ہماری

طرف سے بطور انعام پیش کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا محمد بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کودس ہزار دینار بطور انعام پیش کئے گئے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے آئے۔(عیون الحکایات، جلداول، صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷)

سبق: دور حاضر کے قاضیوں کو اس حکایت سے سبق حاصل کرنا چاہے کہ حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ وقت کی پرواہ کئے بغیر حق فیصلہ فرمایا اور خلیفہ وقت سے ذرہ برابر بھی مرعوب نہیں ہوئے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے وہ دنیا کے کسی بادشاہ یا خلیفہ سے خوف نہیں کھاتے ہیں۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

......☆☆☆......

پہاڑی حسینہ اور سلیمان بن یسار

حضرت سلیمان بن یسار بہت خوبصورت نوجوان تھے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے تشریف لے گئے جب ابوا میں پہنچے تو رفیق کچھ کھانا خریدنے کے لئے بازار چلا گیا اور آپ خیمے میں بیٹھے رہے ایک بدوی عورت کی نگاہ جب ان کے حسن و جمال پر پڑی تو وہ سوجان سے عاشق ہوگئی اور پہاڑ سے اتر کر سامنے آ گئی وہ چونکہ خود بھی مہ پارہ تھی برقعہ اُٹھا کر چاند جیسی اپنی حسین صورت دکھائی اور ان سے کہا کہ مجھے کچھ دیجئے انہوں نے سمجھا کہ کھانا مانگتی ہے۔روٹی دینے لگے اس نے کہا میں یہ نہیں مانگتی میری تمنا وہ ہے جو میاں بیوی میں ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا تجھے شیطان میرے پاس لایا ہے۔ پھر اپنا سر گھٹنوں کے اندر کر کے خوب رونے لگے جب اس نے یہ حال دیکھا تو اپنا سامنہ لے کر واپس چلی گئی جب ان کا رفیق آیا تو دیکھا کہ روتے روتے ان کی آنکھیں سوجھ گئیں ہیں اور گلا پھول گیا ہے۔ پوچھا کہ آپ کیوں

روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ نہیں مجھے میری بچی یاد آ گئی ہے۔اس نے کہا کوئی اور بات ہے۔تین منزل میں آپ کو بچی یاد نہ آئی آج کیا ہوا؟ بہت اصرار سے پوچھا تو آپ نے بدوی عورت کا قصہ کہہ دیا وہ رفیق بھی خوب رونے لگا۔انہوں نے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں اس لئے روتا ہوں کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو مجھ سے نہ رہا جاتا اور میں معصیت میں مبتلا ہو جاتا،تھوڑی دیر تک دونوں روتے رہے جب مکہ پہنچے اور طواف وسعی کے بعد حجر اسود کے پاس آئے تو سلیمان بن یسار وہاں بیٹھ گئے اور ان کو نیند آ گئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص دراز قد خوبصورت لباس فاخرہ پہنے اور عمدہ خوشبو لگائے ہوئے ہیں۔انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں یوسف ہوں۔پوچھا کہ یوسف صدیق فرمایا: ہاں۔کہا آپ کا حال زلیخا کے ہاں بڑا عجیب ہے۔آپ نے فرمایا تمہارا حال ابواوالی عورت کے ساتھ اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے۔(احیاء العلوم،جلد سوم،صفحہ ۱۸۰)

سبق: اللہ والوں کے دل میں کسی قسم کا بھی برا خیال پیدا نہیں ہوتا اور اگر انہیں کوئی برائی کی طرف بلاتا تو وہ اللہ کے خوف سے لرزہ ہو جاتے تو ایسے سچے اور نیک بندے کیوں نہ برائیوں سے محفوظ ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیائے کرام وصال فرمانے کے بعد بھی زندہ ہیں اور لوگوں کے حالات سے باخبر ہیں۔تبھی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا حال ابواوالی عورت کے ساتھ عجیب تر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں کے صدقے برائیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

......☆☆☆......

عقلند باغبان

منقول ہے کہ چار شخص مالک کی اجازت کے بغیر باغ میں چلے گئے اورانہوں نے باغ کے میوہ جات خوب کھائے وہ چار اشخاص یہ تھے۔

۱:عالمِ دین ۲:علوی ۳:فوجی ۴:بازاری

جب باغ کا مالک باغ میں پہنچا،تو دیکھا کہ باغ کا ستیاناس کردیا گیا ہے سوچا کہ چاروں کو بیک وقت گرفتار کرنا بہت مشکل ہے۔کیونکہ وہ چار ہیں اور میں اکیلا ہوں اب سوائے حیلہ گری کے کام نہ چلے گا۔چنانچہ یوں حیلہ کیا کہ ان چاروں کے پاس پہنچ کر عالم دین سے عرض کی۔ حضرت آپ ہمارے پیشوا ہیں بلکہ ہمارے معاش ومعاد کے جملہ امور آپ کے دم قدم اور مبارک قلم کے نیچے ہیں۔آپ کی ذرہ نوازی کہ آپ میرے باغ میں تشریف لائے۔میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔پھر علوی سے عرض کی۔حضرت! آپ خاندان نبوت واہلبیت کرام سے ہیں ہم لوگ آپ کے دروازے کے غلام ہیں اور آپ کے در کے بھکاری ہیں۔آپ کے خاندان کی عقیدت ومحبت ہمارا ایمان ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:''قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ ۔'' آپ کا لطف وکرم کہ آپ ہمارے باغ میں تشریف لائے،پھر فوجی سے مخاطب ہوکر کہا بھائی آپ لوگوں پر ہماری جان فدا ہے یہ باغ کیا چیز ہے؟ آپ کی تشریف آوری کا شکریہ لیکن یہ بدبخت بازاری کون ہے میرے باغ میں آنے والا اس کمبخت کو کس نے کہا میرے باغ میں آنے کو یہ کہہ کر اسے گرفتار کرلیا اور اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے جکڑ کر ایک درخت کے نیچے بٹھادیا۔پھر فوجی کو کہا کہ علماء کرام اور سادات عظام تو ہمارے سر کے تاج ہیں لیکن تمہارا افسوس ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں اس باغ کا بادشاہ کو ٹیکس ادا کرتا ہوں۔ سادات کرام وعلماء عظام تو ہمارے باغ ہماری جان ومال کے بھی مالک ہیں اور تم بدبخت کون ہو

میرے باغ کا نقصان کرنے والے یہ کہہ کر فوجی کو بھی گرفتار کر کے ایک درخت سے لٹکا دیا پھر عالمِ دین سے کہا آپ کو معلوم ہے کہ سادات کرام کی تمام دنیا نیاز مند اور اپنی تمام ملکیت کا انہیں مالک جانتی ہے۔اور میں بھی ان کے جان نثاروں سے ہوں لیکن افسوس تمہارا کہ تم ایک عالم دین ہوکر بیگانے مال پر ہاتھ صاف کر رہے ہو۔آپ کو معلوم ہے کہ غصب کا مال حرام ہوتا ہے۔ سادات کرام پر ہر چیز حلال ہے کیونکہ ہم تہہ دل سے ان پر اپنا مال اور جان قربان کرتے ہیں اور عالم دین کون ہے کہ پرایا مال کھاتا ہے تجھ سے تو وہ جاہل اچھا ہے۔جو سارا دن مزدوری کر کے حلال کھاتا ہے یہ کہہ کر عالم دین کو بھی گرفتار کر لیا۔اب علوی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے مکار، غدار! تم نے غیروں کے مال کو اپنا سمجھ لیا ہے تم اپنی قوم کو بھی بدنام کر رہے ہو تمہیں شرم لازمی ہے۔باغ میں کیوں قدم رکھا کس طرح تمہاری یہ جرأت ہوئی ؟ کیا حضور اکرم ﷺ نے پرائے مال سے نہیں روکا تم نے بہت بڑا ظلم کیا یہ کہہ کر علوی کو بھی گرفتار کر لیا اور حیلہ گری سے کامیاب ہوا ۔اب ان سب سے اپنے مال کا خرچہ لے کر لوگوں کی منت کے بعد ان سب کو ایک ایک کر کے چھوڑ دیا۔(تفسیر روح البیان،جلد۴،ص ۲۸۷)

سبق: انسان کو چاہئے کہ مشکل اوقات میں عقل و تدبیر سے کام کرے تاکہ اس کی مشکل آسانی کے ساتھ حل ہوجائے بے چارہ باغبان اگر عقل و تدبیر سے کام نہ کرتا تو بیک وقت وہ چار لوگوں سے مقابلہ کیسے کرتا؟

پروردگار عالم ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

......☆☆☆......

فاتحہ کی برکت

حضرت خواجہ امیر خورد کیرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک بوڑھا حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا حال ہے اس قدر پریشان کیوں ہو؟ اس بوڑھے نے کہا کہ چالیس سال سے میرا ایک بیٹا غائب ہے مجھے اس کی خبر نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں کہ آپ سے فاتحہ کی درخواست کروں کہ میرا بیٹا مل جائے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراقب ہوئے جب دیر ہوگئی، تو مراقبہ سے سر اُٹھا کر حاضرین مجلس سے فرمایا آؤ ہم سب مل کر اس نیت سے فاتحہ پڑھے کہ اس بوڑھے کا بیٹا اسے مل جائے جب تمام لوگ فاتحہ پڑھ چکے تو حضرت خواجہ نے اس بوڑھے سے فرمایا جاؤ تمہارا بیٹا تمہارے گھر آ گیا ہوگا۔

بوڑھے صاحب اپنے گھر آئے تو گھر کے باہر آنے جانے والوں نے اسے اس کے بیٹے کے آنے کی مبارکبادی دی، کہ مبارک ہو تمہارا بیٹا آ گیا ہے۔ بوڑھے کی اپنے بیٹے سے ملاقات ہوئی پھر باپ اور بیٹے دونوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ حضرت خواجہ نے اس بوڑھے کے لڑکے سے پوچھا کہ اب تک تم کہاں تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میں جزائر دریائے دیوان کے ایک جزیرہ میں قید تھا اور مجھے زنجیریں ڈالی گئیں تھیں۔ میں آج بھی اسی مقام پر تھا کہ ایک درویش نے جو بالکل آپ کی ہم شکل تھا زنجیر پر ہاتھ ڈالا تو زنجیر فوراً ٹوٹ گئی پھر اس درویش نے مجھے اپنے پاس کھڑا کر کے کہا میرے قدم بقدم آؤ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ چند قدم چلنے کے بعد اس درویش نے کہا کہ آنکھیں بند کرلیں پھر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر پایا۔
(سیر الاولیاء، اُردو صفحہ ۱۰۸)

سبق: اس مستند واقعے سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو اللہ والوں کے خداداد تصرفات و کرامات اور فاتحہ کا انکار نیز بزرگانِ دین کی توہین و تنقیص کو توحید و ایمان کی بنیاد ٹھہرائے ہوئے ہیں۔ان کم عقلوں کو کیا معلوم کہ وقت کے بڑے بڑے شہنشاہوں نے ان اللہ والوں کے آستانوں پر فیض و کرم کی بھیک مانگی ہے اللہ والوں کی قوت و طاقت اور روحانی تصرفات کا کیا کہنا۔شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی اندازہ کرسکتا ہے ان کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

......☆☆☆......

خدمت گزار خلیفہ اور مسافر

رات بہت گذر چکی ہے۔مدینہ طیبہ کی پوری بستی نور کی چاندنی میں نہا رہی ہے، دن بھر کے تھکے ماندے چرواہے اپنے مویشیوں کو ڈیروں پر چھوڑ کر میٹھی نیند لے رہے ہیں امن و سلامتی کا دور ہے شب زندہ دار مقربانِ حق یادِ حق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔مسلمانوں کا خلیفہ مومنوں کا امیر فاروقِ اعظم اپنے فقیرانہ لباس میں مدینہ منورہ کے راستوں سے گذر رہا ہے بستی کے ایک حصہ میں کچھ آہٹ سی ہوئی شاید کوئی مسافر خیمہ زن ہے تھکا ماندہ ہوگا۔ایسا نہ ہو کہ اس امن و امان والے شہر میں پہنچ کر تھکا ہارا گہری نیند سو جائے اور کوئی اس کا کچھ چرا لے جائے میں باشندگانِ ریاست کی جان و مال اور حدودِ اسلامیہ کے امن و امان کا ذمہ دار ہوں ۔ مجھے اس خیمہ کی نگرانی کرنی چاہئے ۔قریب پہنچ کر دیکھا تو خیمہ سے کسی کی درد بھری سسکیاں ابھر رہی ہیں اور خیمہ کے باہر ایک مرد کھڑا ہے۔آپ سے سلام کر کے پوچھا کون ہو؟ مسافر نے بتایا میں ایک دیہات کا رہنے والا ہوں ۔اور امیر المؤمنین کے پاس اپنی کچھ حاجت لے کر آیا ہوں۔آپ نے پوچھا خیمہ میں کس کے رونے کی آواز آرہی ہے؟ مسافر نے کہا: آپ اپنی راہ لیجئے ہر بات پوچھنے کی نہیں ہوتی۔آپ نے جب بہت اصرار سے معلوم کیا تو مسافر نے بتایا کہ میری بیوی دردِ زہ کی وجہ سے

رو رہی ہے اورافسوس کہ کوئی عورت بھی موجود نہیں ہے۔ جواس وقت اس کی مدد کرے۔ آپ فوراً اپنے گھر لوٹ آئے اور اپنی اہلیہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر غلہ اور کپڑا ساتھ لیا اور اس مسافر کے خیمہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ام کلثوم کو خیمہ کے اندر بھیجا اور خود خیمہ کے باہر آگ جلا کر کھانا تیار کرنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ مسافر سے باتیں بھی کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد خیمے کے اندر سے نومولود کی ننھی سی آواز گونجی۔ مسافر کو کیا معلوم کہ اس سے خیریت پوچھنے والا۔ اس کی اہلیہ کی خدمت کے لئے بنت مولائے کائنات اور اپنی بیوی کو دایہ کی حیثیت سے پیش کرنے والا اپنی پشت پر غلہ اور کپڑا وغیرہ لا دکر لانے والا اور لکڑیاں جلا کر کھانا تیار کرنے والا مسلمانوں کا بارعب خلیفہ عمر بن خطاب ہے جس کے نام سے قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت ام کلثوم نے بچہ کی پیدائش کے بعد خیمہ کی اوٹ سے آواز دی۔ امیر المؤمنین اپنے رفیق کو بچہ کی ولادت کی خوش خبری سنایئے۔ مسافر نے جب امیر المؤمنین کا لفظ سنا تو حیرت واستعجاب کے دربار میں ڈوب گیا اور خوف سے کانپتے ہوئے آپ سے اپنے پچھلے رویہ پر معذرت کرنے لگا۔ آپ نے اسے تسلی دی اور پکا ہوا کھانا زچہ کے لئے حضرت ام کلثوم کے ذریعہ بھیجا اور جب وہ کھانا کھا چکی تو مسافر کو انتہائی شفقت ومروت کے ساتھ کھانا کھلایا بہت تھکے ہوئے ہو رات بھر آرام نہ کر سکے اور بیوی کی تکلیف سے بہت فکرمند تھے۔ کھالو صبح کو میرے پاس آجانا۔

صبح کو مسافر دربار فاروقی میں حاضر ہوا آپ نے اس کی حاجت روائی کی اور نومولود کا وظیفہ مقرر کر کے اسے خوش کر دیا۔ (اسلام اور امن عالم، ص۱۱۳، ۱۱۴)

سبق: اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس نے انسان کو اس کی پیدائش سے لے کر آخر تک کے تمام معاملات سے آگاہ کر دیا ہے۔ ایک غلام کو کس طرح زندگی گزارنا چاہئے۔ ایک بادشاہ کو اپنی رعایا کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنا چاہئے۔ ایک عام آدمی کو کیسے اپنی زندگی کے شب و روز بسر کرنا چاہئے۔ اسلام نے مکمل طور پر بیان فرما دیا ہے۔ وقت کے حکمرانوں کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کرنا

چاہئے۔ پروردگار عالم وقت کے حکمرانوں کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شفیق امکاں ہے سقراط و جالینوس کا لیکن
زمانہ کر نہیں سکتا ابوبکر و عمر پیدا
(علامہ شفیق جونپوری)

......☆☆☆......

پرہیزگاری کا عملی درس

حضرت لقمان کے بارے میں بیان ہے کہ آپ سیاہ فام غلام تھے۔ آپ کا مالک آپ کو بیچنے کی نیت سے بازار لے گیا۔ جب کوئی خریدار آتا تو آپ پوچھتے تم مجھے لے جا کر کیا کام لو گے؟ جب وہ ضرورت بیان کرتا تو آپ فرماتے: بہتر یہ ہے کہ اس کام کے لئے مجھے نہ خریدو۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں تم سے دربانی کا کام لوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے خرید لو اس شخص کی تین بدکار لڑکیاں تھیں جو گھوم گھوم کر عزت فروشی کرتی تھیں۔

ایک دن مالک کو اپنے کسی کام سے باہر جانا تھا۔ اس نے کھانے، پینے اور ضرورت کی چیزیں گھر میں مہیا کر دیں اور حضرت لقمان سے کہا جب میں چلا جاؤں تو دروازہ بند کر کے باہر نگرانی کرنا۔ اور جب تک میں واپس نہ آ جاؤں دروازہ نہ کھولنا۔ باپ کے جانے کے بعد لڑکیوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ تو حضرت لقمان نے انکار کر دیا۔ بالآخر لڑکیوں نے مل کر انہیں مارا اور زخمی کر دیا اور جہاں جانا تھا وہاں جا کر واپس آ گئیں۔ آپ نے اپنے کو صاف کیا اور پاسبانی کے لئے دروازے پر بیٹھے رہے۔

مالک جب واپس آیا تو آپ نے اسے اس واقعہ کی خبر نہ دی اور دوبارہ جب مالک گیا تو اس وقت بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ان لڑکیوں کے ظلم کو سہتے مگر ان کے باپ کو کچھ نہ بتاتے۔ اور اپنی عبادت میں مشغول رہتے۔ اس کا اثر سب سے پہلے بڑی لڑکی پر ہوا۔ اس نے

سوچا حبشی غلام کتنا اچھا ہے۔غلام ہونے کے باوجود ہم لوگوں سے زیادہ عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی بدکاریوں سے توبہ کی۔اس ک بعد چھوٹی لڑکی نے بھی یہی بات سوچی اور وہ بھی تائب ہوگئی۔ان دونوں کے بعد تیسری اور منجھلی لڑکی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوکر اس سے کنارہ کش ہوئی۔آبادی کے اوباشوں نے جب یہ بات سنی تو انہیں احساس ہوا کہ حبشی غلام اور لڑکیاں صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی گزارنے لگیں ہمیں بھی اپنی بری عادتوں سے توبہ کرلینا چاہیئے۔ اس طرح ان تمام لوگوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے میں مشغول ہوگئے۔اس طرح یہ لوگ گاؤں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بندوں میں شمار کئے جانے لگے۔(بزم اولیاء صفحہ نمبر ۵۳۱،روض الریاحین ۲۸۷)

سبق: تقویٰ اور پرہیزگاری کے قولی اور زبانی درس سے کہیں زیادہ عملی درس زود اثر اور پرتاثیر ہوتا ہے۔حضرت لقمان کے ایک عملی درس نے ان کے مالک کی تین بدکار لڑکیوں اور اس علاقے کے اوباشوں کو صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی جانب مائل کردیا۔دور حاضر کے مبلغین اور مقررین کو اس حکایت سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔جو صرف زبانی دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو عمل خیر کی دعوت دیتے ہیں۔اگر پہلے وہ خود عمل کریں تو ان شاء اللہ ان کے بیانات ضرور پرتاثیر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کہنے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

......☆☆☆......

با اختیار درزی اور ظالم افسر

حضرت قاضی ابوالحسین محمد بن عبدالواحد ہاشمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ معتضد باللہ کے دورِ خلافت میں ایک تاجر کا کسی افسر پر بہت سامان قرض تھا۔ جب بھی مطالبہ کیا جاتا وہ حیلے بہانے کر کے تاجر کو واپس کر دیتا۔ اس تاجر کا بیان ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ میرا مال کسی طریقے سے نہیں مل رہا ہے تو میں نے اہل ثروت اور اعلٰی عہدداروں سے بات کی حتّٰی کہ وزیر سے بھی سفارش کروائی لیکن مجھے میرا مال نہ مل سکا۔ اب صرف خلیفہ تک شکایت پہنچانا باقی تھی لیکن یہ کام آسان نہ تھا ایک دن میرے ایک دوست نے کہا۔ آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہارا مال واپس دلوا دے گا اور خلیفہ کے پاس شکایت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے ایک درزی کے پاس لے گیا جو قریب ہی ایک مسجد میں امام بھی تھے۔ میرے دوست نے میرا حال بیان کیا اور آنے کا مقصد بتایا تو امام صاحب فوراً ساتھ ہو لئے اور ہم اس افسر کے گھر کی طرف چل دیئے میں نے اپنے دوست سے کہا تم نے مجھے اپنے آپ کو اور اس غریب درزی کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ وہ ظالم افسر تو بڑے بڑے لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، پھر بھلا اس غریب درزی کی بات کو وہ کیا اہمیت دے گا۔ میری بات سن کر میرے دوست نے مسکراتے ہوئے کہا: تم خاموشی سے دیکھتے رہو کیا ہوتا ہے میں چپ چاپ چلتا رہا جیسے ہی ہم اس ظالم افسر کے گھر کے قریب پہنچے اس کے غلاموں نے بڑے باادب طریقے سے آگے بڑھ کر درزی کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا عالی جناب آپ کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟ ہمارا مالک ابھی ابھی سفر سے آیا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم فورا اسے بلا لاتے ہیں اور آپ چاہے تو اندر تشریف لے چلیں اور خدمت کا موقع دیں ہمارا مالک کچھ

ہی دیر میں آجائے گا۔درزی نے کہا چلو ہم اندر چل کر بیٹھ جاتے ہیں۔

ہم اندر جا کر ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھ گئے۔کچھ دیر بعد وہ آفسر آیا اور درزی کو دیکھتے ہی بڑی تعظیم وتوقیر کے ساتھ بولا: حضور ابھی ابھی سفر سے واپسی ہوئی ہے بس اس وقت تک سفر کے کپڑے نہیں بدلوں گا جب تک آپ کے آنے کا مقصد پورا نہ کردوں۔حکم فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔امام صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس کا مال اسے فوراً دے دو۔افسر نے کہا عالی جاہ اس وقت میرے پاس صرف پانچ ہزار درہم ہیں۔آپ اس سے کہیں فی الحال یہی رقم قبول کرلے اور بقیہ رقم کے بدلے میرا سامان تجارت گروی رکھ لے۔ میں ایک مہینہ کے اندر اندر اس کی رقم واپس کردوں گا۔امام صاحب نے میری طرف دیکھا تو فوراً میں نے شرط قبول کرلی۔افسر نے پانچ ہزار درہم اور مال تجارت میرے حوالے کیا۔میں نے امام صاحب اور اپنے دوست کو گواہ بنایا کہ اگر ایک ماہ کے اندر اندر اس نے میری رقم واپس نہ کی تو میں اپنی رقم کی مقدار کے مطابق سامان تجارت بیچنے کا اختیار رکھتا ہوں۔پھر دستاویز پر دستخط ہوئے اور ہم واپس آگئے۔میں اپنا حق ملنے پر بہت خوش ہوا اور حیران بھی کہ نہ جانے اس امام کے اندر کون سی ایسی طاقت ہے جس کی وجہ سے ظالم افسر مہربان ہوگیا اور اس کی تعظیم وتوقیر کی۔

بہر حال ہم واپس درزی کے دکان پر آئے تو میں نے سارا مال درزی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: اللہ تعالٰی نے آپ کی برکت سے میرا مال واپس مجھے دلوادیا میں اپنی خوشی سے کچھ مال آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔آپ اس رقم سے تہائی یا نصف مال قبول کرلیں۔

امام صاحب نے کہا کیا تم ایک اچھے کام کا بدلہ بری چیز سے دینا چاہتے ہو؟ میں اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کروں گا۔جاؤ اللہ تبارک وتعالٰی تمہیں برکت عطا فرمائے۔میں نے کہا: عالی جاہ مجھے آپ سے ایک اور کام ہے۔کہا بتاؤ میں نے کہا اس ظالم افسر کے سامنے بڑے بڑے لوگ بے بس ہوگئے لیکن آپ کی بات اس نے فوراً مان لی۔آخر وہ آپ کی اتنی تعظیم کیوں کرتا ہے؟ امام صاحب نے کہا: تمہارا مال تمہیں مل چکا ہے۔جاؤ اب اپنا کام کرو اور مجھے بھی اپنا کام کرنے دو۔ میں نے جب بہت اصرار کیا تو امام صاحب نے اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کیا ہے۔

''ہمارے گھر کے راستے میں ایک ترکی افسر کا گھر ہے ایک مرتبہ جب میں اپنے گھر جارہا تھا تو دیکھا کہ نشے میں بدمست ترکی افسر ایک عورت کو پکڑ کر اپنے گھر کی جانب کھینچ رہا تھا اور وہ بے چاری مدد کے لئے پکار رہی تھی لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہ آیا وہ رو رو کر کہہ رہی تھی ۔اے لوگو! مجھے اس ظالم سے بچاؤ میرے شوہر نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے اس کے گھر کے علاوہ کسی اور کے یہاں رات گزاری تو وہ مجھے طلاق دے دے گا اگر یہ ظالم مجھے اپنے گھر لے گیا تو میرا گھر برباد ہو جائے گا۔اور میں رسوا ہو جاؤں گی خدا کے لئے مجھے اس ظالم سے نجات دلاؤ اور وہ مظلومہ اسی طرح فریاد کرتی رہی لیکن کوئی بھی اس کی مدد کے لئے تیار نہ ہوا۔ میں جذبہ ایمانی کی بدولت اس ظالم کی طرف بڑھا اور عورت کو چھوڑنے کے لئے کہا۔اس نے ایک لوہے کا ڈنڈا میرے سر میں مارا اور خوب طمانچے مارے۔ پھر اس عورت کو زبردستی اپنے گھر لے گیا۔

میں زخمی حالت میں غمگین و پریشان اپنے گھر آیا زخم سے خون دھو کر پٹی باندھی اور کچھ دیر بستر پر لیٹ گیا پھر عشاء کی نماز پڑھنے مسجد گیا۔اور نماز کے بعد تمام نمازیوں کو اس ظالم افسر کی حرکت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: تم سب میرے ساتھ چلو! یا تو وہ عورت کو چھوڑ دے گا ورنہ ہم اس سے مقابلہ کریں گے۔لوگوں نے میری تائید کی اور ہم اس کے گھر کی جانب چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے عورت کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس ظالم ترکی افسر کے کئی غلاموں نے مل کر ہم پر ڈنڈوں سے حملہ کیا سب مجھے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے، چند غلاموں نے مجھے پکڑ کر خوب مارا اور شدید زخمی کر دیا۔ میرا ایک پڑوسی مجھے اُٹھا کر گھر لے آیا گھر والوں نے زخموں پر دوائی لگا کر پٹی باندھ دی مجھے کچھ دیر نیند آ گئی لیکن کچھ ہی دیر بعد درد کی شدت سے آنکھ کھل گئی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بے چاری کو کس طرح بچایا جائے۔ اگر فجر طلوع ہونے تک وہ اسی ظالم کے قبضہ میں رہی تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کا گھر برباد ہو جائے گا۔ اے کاش! طلوع فجر سے قبل ہی وہ ظالم اسے چھوڑ دے۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ اس ظالم نے شراب پی رکھی ہے۔ اسے اوقات کی معلومات بھی نہیں اگر میں ابھی اذان دے دوں۔ تو وہ یہی سمجھے گا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے اور وہ اس عورت کو چھوڑ دے گا۔اس طرح کم از کم اس بے چاری کا گھر تو بچ جائے گا۔ بس یہ خیال آتے

ہی میں گرتا پڑتا مسجد گیا اور مینارے پر چڑھ کر بلند آواز سے آذان دی اور اس ترکی افسر کے گھر کی طرف دیکھنے لگا ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ باہر کی ساری سڑک گھوڑوں اور سپاہیوں سے بھر گئی۔ سپاہی بلند آواز سے کہہ رہے تھے، اس وقت اذان کس نے دی ہے؟ پہلے تو میں خاموش رہا پھر یہ سوچ کر کہ شاید اس عورت کی رہائی پر یہ سپاہی میری مدد کریں۔ میں نے پکار کر کہا۔ میں یہاں موجود ہوں۔ اور میں نے ہی اذان دی ہے۔'' سپاہیوں نے کہا جلدی نیچے آؤ، تمہیں امیرالمؤمنین بلا رہے ہیں۔'' میں ان سپاہیوں کے ساتھ خلیفہ معتضد باللہ کے پاس آیا اس نے بڑی شفقت سے مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ اور تسلی دینے لگا میرا خوف جاتا رہا، اور میں بالکل مطمئن ہو گیا تو کہا: '' تجھے کس نے مجبور کیا، وقت سے پہلے اذان دینے کے لئے کہ تو مسلمانوں کو دھوکہ دے'' ذرا سوچ تو سہی کہ مسافر تیری اذان سے دھوکہ کھا کر سفر شروع کر دیں گے۔ روزہ دار کھانے پینے سے رک جائیں گے۔ حالانکہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ بتا کس چیز نے تجھے اس کام پر مجبور کیا؟ میں نے ڈرتے ہوئے کہا اگر امیرالمؤمنین مجھے جان کی امان عطا فرمائے تو میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا: تمہیں امان دی جاتی ہے سچ سچ بتاؤ۔

میں نے اس ظالم ترکی افسر اور عورت کا سارا واقعہ کہہ سنایا اور اپنے زخم بھی خلیفہ کو دکھایا خلیفہ نے غضبناک ہو کر سپاہیوں کو حکم دیا ابھی ابھی اس ترکی افسر اور اس مظلومہ کو میرے سامنے حاضر کرو۔ کچھ ہی دیر میں سپاہی اس ترکی افسر اور عورت کو خلیفہ کے پاس لے آئے۔ خلیفہ نے مجھے ایک کمرے میں بھیج کر عورت سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے بھی وہی کچھ بتایا جو میں نے بتایا تھا۔ خلیفہ نے چند قابل اعتماد عورتوں اور سپاہیوں کے ساتھ عورت کو اس کے گھر بھیج دیا۔ اور اس کے شوہر کو پیغام بھجوایا کہ اس عورت کے ساتھ احسان اور بھلائی والا معاملہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ بےقصور ہے اگر اس پر سختی کی گئی تو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر خلیفہ نے مجھے بلایا اور اس ترکی افسر کو مخاطب کر کے پوچھا: '' بتاؤ تجھے کتنی تنخواہ ملتی ہے؟'' بتا تجھ کو کاروبار سے کتنا نفع ملتا ہے؟ تیرے پاس کتنی کنیزیں اور لونڈیاں ہیں؟ تیری سالانہ آمدنی کتنی ہیں؟ ترکی افسر نے اپنی زیادہ آمدنی اور کنیزوں کے بارے میں بتایا تو خلیفہ نے کہا: اتنی نعمتیں ملنے کے باوجود تو نے اپنے پاک پروردگار

کی نافرمانی کی ہے۔کیا تجھے حلال چیزیں کافی نہ تھی؟ جوتو نے حرام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔اب تجھے دردناک سزادی جائے گی۔اے سپاہیوں! جلدی چمڑے کاتھیلااور چونا لے کرآ ؤ۔چمڑے کا تھیلااور چونالایا گیا۔اس ترکی افسر کوتھیلے میں بند کرکے اوراوپر سے چونا ڈال کر ہتھوڑوں سے مارا گیا۔کچھ ہی دیر میں ظالم کی ہڈیاں توٹ گئی اور وہ مردہ ہوگیا۔خلیفہ نے حکم دیا کہ اس نامراد کی لاش دریائے دجلہ میں پھینک دی جائے۔

تمام فوجی افسر،وزراءاعلیٰ اور عہدیداران یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ افسر جس کے ذمہ تیرامال تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔خلیفہ نے مجھے مخاطب کرکے کہا: اے شیخ! ہمارے ملک میں آپ جہاں بھی کوئی برائی دیکھے، جہاں کسی ظالم کوظلم کرتا دیکھے،تو اسے روکے، چاہے وہ کوئی بھی ہو، پھر ایک بڑے افسر کی طرف اشارہ کرکے کہا: چاہے کہ بڑاافسر ہی کیوں نہ ہو۔تم اسے برائی سے روکنا اگر کوئی تمہارے خلاف جرأت کرے تمہاری بات نہ مانیں تو مجھے فوراًاطلاع کردینا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان''اذان''نشانی ہوگی۔جب وقت سے پہلے اذان دے دینا میں سمجھ جاؤں گا اور تیری آواز سنتے ہی تیری مدد کو پہنچوں گا۔جو تجھے تکلیف دے گا اس ظالم ترکی افسر کی طرح اسے بھی عبرت ناک سزادوں گا۔اب جاؤ اور اپنے کام کی پابندی کرو۔

خلیفہ کی یہ بات سن کر میں وہاں سے آگیا۔صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی ہر خاص وعام کومیرے اختیارات کے بارے میں معلوم ہوگیا۔اس دن سے لے کر آج تک ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی کوانصاف دلوایا ہواوراسے انصاف نہ ملا ہو۔خلیفہ کی وجہ سے ہر شخص میری ہر بات مان لیتا ہے۔ابھی تک دوبارہ وقت سے پہلے اذان دینے کی ضرورت نہ آئی۔یہ ہے میرا واقعہ یہ کہہ کر درزی اپنے کام میں مشغول ہوگیا اور میں گھر چلا آیا۔

(عیون الحکایات،جلد دوم،صفحہ ۳۸۵،۳۸۶،۳۸۷)

......☆☆☆......

نفس پرست شہزادی کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''سیرالعجم'' میں پڑھا ہے کہ جب 'اردشیر' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کرلیا۔ اب اس کی نظر سلطنت ''سریانیہ'' کی طرف تھی۔ یہ ایک بڑا ملک تھا چنانچہ ''اردشیر'' نے اس ملک پر چڑھائی کردی وہاں کا بادشاہ ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا، اردشیر نے شہر کا محاصرہ کرلیا، کافی عرصہ گذرنے کے بعد بھی اس شہر کو فتح نہیں کرسکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کے دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اردشیر پر پڑی اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ کر شہزادی اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ اور عشق کی آگ میں جلنے لگی، بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے ایک عبارت اس طرح تیر پر لکھی۔

اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعہ تم تھوڑی سی مشقت کے بعد بآسانی اس شہر کو فتح کرلوگے۔ پھر شہزادی نے وہ تیر اردشیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ اس نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک دوسرے تیر پر یہ عبارت جواب میں لکھا: ''اگر تم نے ایسا راستہ بتادیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔ یہ ہمارا وعدہ ہے'' اور تیر شہزادی کی طرف پھینک دیا۔

شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستہ کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی جانب پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مروت شہزادی کے بتائے ہوئے راستہ سے اردشیر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کرلیا غفلت و بے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہر کا بادشاہ بھی قتل کردیا گیا۔ حسبِ وعدہ اردشیر نے شہزادی سے شادی کرلی۔ شہزادی کو

نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔ بس اپنے نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی سے وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے رہے اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک دن جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی وہ بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی۔ اردشیر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: کیا بات ہے؟ تمہیں نیند کیوں نہیں آرہی ہے؟ شہزادی نے کہا: میرے بستر پر کوئی چیز ہے؟ جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔ اردشیر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے۔ ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم و نازک جسم بے چین ہورہا تھا۔ اردشیر کو اس کے جسم کی نرمی و نزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا؟ جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم و نازک ہے؟ شہزادی نے کہا: میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودہ، مغز اور شہد ہوا کرتی تھی۔ اردشیر نے کہا: تیرے باپ کی طرح آسائش و آرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان و قرابت کا بدلہ اتنا برا دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ پھر اردشیر نے حکم دیا: ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔'' حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں نفسانی خواہشات کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین (عیون الحکایات، جلد دوم، صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲)

سبق: نفس کی پیروی کرنے والا شخص کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ جس شخص نے بھی نفس کی پیروی کی ہے وہ ہمیشہ کے لئے تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں پڑ گیا ہے۔ حسین و جمیل شہزادی نفس کے بہکاوے میں آکر نہ دنیا کی رہی نہ آخرت کی۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ مومن اپنے نفس کا حاکم ہوتا ہے اور اس کا محاسبہ کرتا ہے اور ان لوگوں کا قیامت میں حساب آسان اور ہلکا ہوگا۔ جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہے ہیں۔ اور قیامت میں ان لوگوں کا سخت محاسبہ ہوگا جو اپنے نفسوں کا محاسبہ نہیں کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں نفسانی خواہشات کی تباہ کاریوں سے محفوظ و مامون رکھے۔

مردہ خاتون پکار اُٹھی

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے اپنے لئے ایک عبادت خانہ بنا رکھا تھا وہ عبادت میں اتنا مخلص تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے انگور پیدا فرمائے وہ روزانہ انگور کی بیل سے انگور کا ایک خوشہ اتار کر کھالیتا۔ پانی کی ضرورت پڑتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتا پانی حاصل ہو جاتا۔ اسی طرح شب وروز گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک رات ایک حسین وجمیل عورت اس کے پاس پہنچ گئی اور کہنے لگی سفر لمبا ہے اور رات ہو چکی ہے۔ آپ مجھے اپنے پاس رات گزارنے دیں۔ جب اندھیرا چھا گیا تو اس عورت نے اپنے کپڑے اتار دیئے اور اس عابد سے چمٹ گئی عابد نے نظریں جھکالی اور بچاؤ کی صورت اختیار کی۔ مگر وہ مزید چھیڑخوانی کرنے لگی۔ راہب کے دل میں کچھ خواہش پیدا ہوگئی مگر وہ اس خوف کے باعث لرز گیا کہ زانی کی پیشانی پر تحریر ہوگا یہ زانی ہے۔ اور اللہ کی رحمت سے دور۔ نیز دوزخ کی گرفت سے اپنے آپ کا ڈرایا مگر نفس عورت کی جانب راغب ہوا۔ تو اس نے کہا: دوزخ کی آگ سے پہلے ذرا دنیا کی آگ کا مزا چکھو۔ یہ کہتے ہوئے اس نے دئے کی بتی کو لمبا کیا جب خوب آگ چمکی تو اس نے اپنی انگلی دیئے کی آگ پر رکھ دی، انگلی جل گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر عورت وجد کے عالم میں چلانے لگی اور خشیتِ الٰہی کا اتنا غلبہ ہوا کہ وہیں دم توڑ گئی۔ عابد نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گیا۔

شیطان نے مشہور کر دیا کہ فلاں راہب نے زنا کے بعد عورت کو ہلاک کر دیا ہے۔ بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا اور آواز دی۔ راہب باہر نکلا۔ بادشاہ نے کہا: فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے پاس ہے۔ بادشاہ نے کہا: اسے میرے پاس بھیج دو۔ راہب بولا وہ

مر چکی ہے۔ بادشاہ بولا: افسوس تیرا زناں سے دل نہ بھرا یہاں تک کہ تو نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

المختصر راہب کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر بطور سزا اس کے سر پر آرا چلا دیا گیا۔ جب جسم کا آدھا حصہ چیرا جا چکا تو اس نے ایک سرد آہ بھر لی اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ میرے بندے سے کہو کہ تمہاری آہ نے حاملین عرش اور آسمانوں کے فرشتوں کو رلا دیا ہے۔ اگر دوبارہ آہ نکلی تو آسمانوں کو زمین پر گرا دوں گا۔

یہ سنتے ہی اس نے صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور بادشاہ کے کہنے کے باوجود کوئی کیفیت نہ بتائی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ مردہ خاتون پکار اُٹھی یہ بے چارہ مظلوم ہے۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اس نے زنا نہیں کیا ہے۔ اس کے جلے ہوئے ہاتھ کی تمام کیفیت بتا دی۔ جب انہوں نے جلا ہوا ہاتھ دیکھا تو سبھی حیران و پشیمان ہوئے، پھر دونوں کی قبریں تیار کر کے دفن کر دیا۔

اس عابد کی مزار سے خوشبو آنے لگی پھر ہاتفِ غیبی سے آواز سنائی دینے لگی۔ لوگو! ابھی ٹھہرو فرشتے بھی ان دونوں پر نماز ادا کر لے۔ پھر ایک پرچہ آسمان سے ان کے سامنے گرا۔ جس پر لکھا ہوا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس بندے کے نام مکتوب گرامی۔

میں نے اس کے لئے عرشِ معلّٰی کے نیچے ممبر بچھا دیئے اپنے فرشتوں کو اس کے اعزاز میں جلسہ منعقد کرنے کے لئے جمع کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی منقبت میں خطاب کیا فرشتوں کو گواہ بنایا۔ اور اس کا پچاس ہزار حوروں سے نکاح فرمایا۔ ایسا ہی انعام اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈر کر زنا سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد دوم، صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴)

سبق: خدا کے خوف کی وجہ سے حرام کاری سے دور رہنے والے کا بہت اونچا مقام و مرتبہ ہے۔ چنانچہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سبز موتی کا محل پیدا فرمایا۔ اس میں ستر ہزار گھر ہیں۔ اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ خدا کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔

(مکاشفۃ القلوب)

پروردگارِ عالم ہمیں خشیت الٰہی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے عشق میں آنسو بہانے والی آنکھیں عطا فرمائے۔

ساری چمک دمک انہیں موتیوں سے ہے
آنسو نہ ہوتو عشق میں کوئی آبرو نہیں

......☆☆☆......

سرکش بادشاہ کا انجام

زمانہ گذشتہ میں ایک شخص تھا جو بڑا سرکش اور ظالم تھا اس نے ایک محل تیار کیا اور اسے بڑا پختہ بنوایا اور خوب سجایا۔ پھر قسم کھائی کہ جو شخص اس کے قریب جائے گا یا اس کی طرف بری نظر سے دیکھے گا اس کو قتل کرا دے گا۔ اس کے بعد اس شخص نے کئی لوگوں کو اس جرم میں قتل کروا دیا۔ ایک شخص اس کے پڑوسیوں میں سے تھا۔ اسے بڑی نصیحت کی مگر وہ نہ مانا ایک مرد صالح نے اس شہر سے باہر جا کر ایک جھونپڑی تیار کی جس میں نہ تو کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی سوراخ۔ عبادت کی خاطر تنہائی اختیار کی ادھر وہ سرکش بادشاہ عیش سے اس محل میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایک دن وہ محل میں بیٹھا تھا اور اس کے ساتھی اس کی خدمت کر رہے تھے۔ ادھر ملک الموت ایک حسین وجمیل نوجوان کی شکل میں تشریف لائے اور محل کے اردگرد گھوم رہے تھے۔ اور بار بار اس کی چوٹیوں کو دیکھ رہے تھے۔ کسی نے بادشاہ سے کہا کہ تیرے محل کو ایک نوجوان دیکھ رہا ہے۔

دیکھا تو کہا یہ تو پاگل معلوم ہوتا ہے یا تو ناواقف یا مسافر ہے۔ لیکن تم میں سے کوئی جا کر اسے بلا لائے چنانچہ ان میں سے ایک شخص گیا اور سختی سے پیش آیا، نیام سے تلوار نکال کر اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ تو ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ بادشاہ کو کسی نے آ کر کہا وہ دیکھو آپ کے فرستادہ کو اس نوجوان نے مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں

آ کر دوسرے آدمی کوتلوار دے کرحکم دیا کہ جاؤ اسے قتل کر دو اس نے دوسرے کا بھی وہی حال کیا۔ بادشاہ نے غصے میں کانپتے ہوئے غیظ وغضب میں چور ہو کر تلوار پکڑا اور خود باہر آیا اور ملک الموت سے کہنے لگا۔ تجھے موت کا ڈر نہیں۔ایک تو میرے محل کے قریب گھوم رہا ہے، دوسرے یہ کہ تو نے میرے دو آدمیوں کو قتل بھی کر ڈالا ہے۔ ملک الموت نے کہا: بادشاہ سلامت! ذرا سوچ کر بولئے۔آپ کو علم ہے کہ میں کون ہوں؟ میں روح قبض کرنے والا فرشتہ عزرائیل ہوں۔ بادشاہ یہ کلمہ سنتے ہی کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور کہا: ہاں میں نے آپ کو پہچان لیا یہ کہہ کر واپس ہونے لگا۔ ملک الموت نے فرمایا شاہ جی کہاں جا رہے ہو؟ میں تو آپ کے لئے کھڑا ہوں۔اب تو آپ کو قبر میں جانا ہے۔ بادشاہ نے کہا صرف ایک منٹ کی مہلت چاہئے تا کہ میں اپنے اہل وعیال سے کچھ باتیں کرلوں اور انہیں کچھ وصیت بھی کرلوں۔ ملک الموت نے کہا: اب تک تم کہاں تھے اب کوئی فرصت نہیں یہ کہہ کر ملک الموت نے روح قبض کر لی اور چلتے بنے۔

مرنے کے بعد رونا کیسا؟

ملک الموت اس سے فراغت کے بعد سیدھے اس مردِ صالح کے پاس پہنچے اور فرمایا: مبارک باد۔تمہارا وہ سرکش بادشاہ آج موت کے کڑوے گھونٹ پی کر مر گیا۔تمام واقعہ سنایا۔مرد صالح کا ارادہ ہوا کہ واپس اپنے گھر جائے ملک الموت کو اس کی موت کا حکم آ پہنچا۔ چنانچہ ملک الموت نے اس مردِ صالح سے کہا۔آیئے اب آپ کی باری بھی آ گئی۔مردِ صالح نے کہا: بسر وچشم اگر مہلت عنایت ہوتو میں گھر جا کر ان سے کچھ باتیں اور وصیت کرلوں۔اللہ رب العزت کا حکم ہوا کہ اسے کچھ مہلت دے دو۔ چنانچہ مہلت لے کر چند قدم چلے۔سوچا اور نادم ہو کر ملک الموت سے کہا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر گھر جاؤں تو کہیں کسی برے فعل کا ارتکاب نہ کر بیٹھو۔اللہ تعالیٰ میرے اہل کا خود مالک ہے وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے۔آیئے میری روح قبض کر لیجئے۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن، پ۱،ص۱۶۸، ۱۶۹)

سبق: انسان کو چاہئے کہ وہ ہمہ وقت خدا کی عبادت میں لگا رہے۔ظلم وعدوان سے کنارہ کش رہے۔کیا معلوم کب موت آ جائے اور ہم اس کے لئے تیار بھی نہ ہو۔ہم یہی سوچتے ہیں کہ

ابھی تو زندگی بہت باقی ہے۔آخری وقت میں توبہ کرلیں گے اور اللہ کی عبادت و بندگی میں لگ جائیں گے۔تو ہماری یہ سوچ غلط اور ہمیں حقیقت سے غافل کرنے والی ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ابھی سے پروردگار عالم کی عبادت وشکر گذاری اور نیک اعمال میں مصروف ہوجائیں۔کیونکہ:

ہر ایک زندگی کا انجام موت ہے
حسن عمل کا پہلا انعام موت ہے
روز شباب غافل کچھ ہوش سے گزار
ہر آنیو الی صبح کی اک شام موت ہے
اس سے کوئی پرند نہ آزاد ہوسکا
فطرت کا وہ بچھایا ہودام موت ہے

......☆☆☆......

طلبِ دنیا کا عبرت آموز واقعہ

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا۔اور ہمہ وقت آپ کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔کچھ دن بعد اس نے لوگوں کے سامنے یہ کہنا شروع کردیا کہ ''حدثنیٰ موسیٰ صفی الله ''مجھ سے موسیٰ صفی اللہ نے یہ بیان کیا ہے''حدثنی موسیٰ نجی اللہ''مجھ سے موسیٰ نجی اللہ نے یہ بیان کیا ہے۔''حدثنی موسیٰ کلیم اللہ''مجھ سے موسیٰ کلیم اللہ نے یہ بیان کیا ہے۔اوراس کا لوگوں کے سامنے طرح طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرنے کا مقصد لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا تھا،تاکہ لوگ اس کی طرف مبذول ومتوجہ ہوجائیں اوراس کو تحائف اور نذرانے دینے لگیں جس سے وہ شخص مالدار ہوجائے۔چنانچہ اس طریقہ سے اس نے کافی مال جمع کرلیا اور خوب دولت مند ہوگیا۔پھر وہ شخص اچانک غائب ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھی نہ آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے

بارے میں تفتیش کی لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رسی میں بندھا ہوا خنزیر تھا۔ اس شخص نے آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ فلاں شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جانتا ہوں لیکن کافی دنوں سے وہ مجھ سے ملنے نہیں آیا ہے۔ حالانکہ میں اس کو بہت دریافت کرایا ہے۔

یہ جواب سن کر اس شخص نے کہا کہ یہ میرے ہاتھ میں جو کالی رسی ہے بندھا ہوا خنزیر ہے یہ وہی شخص ہے جس کی آپ کو تلاش ہے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دے تا کہ میں اس سے دریافت کروں کہ یہ آدمی کسی وجہ سے خنزیر بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ یہ دعا تو میں آپ کی قبول نہیں کروں گا۔ البتہ اتنا آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہم نے اس شخص کو اس وجہ سے خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا کیونکہ یہ دین کے ذریعہ سے دنیا کا طالب تھا۔ (حیات الحیوان، جلد دوم، ص ٦٠)

سبق: اس واقع سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے جو چند دنوں کی دنیاوی زندگی کو روشن وتابناک بنانے کے لئے طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے مال ودولت حاصل کرتے ہیں اور اخروی زندگی جو ہمیشگی کی زندگی ہے اس کو بھول بیٹھے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دنیا کے مکر وفریب اور اس کی رنگینیوں سے محفوظ و مامون رکھے۔

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی دیکھی بھالی ہے

......☆☆☆......

علم دین لازوال نعمت ہے

روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوعبدالرحمٰن فروخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنوامیہ کے دورِ خلافت میں ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے خراسان چلے گئے اور آپ کی زوجہ محترمہ امید سے تھیں اور آپ کا بیٹا ربیعہ ماں کے شکم میں تھا۔ آپ اپنی زوجہ کے پاس تیس ہزار دینار چھوڑ گئے تھے۔ مسلسل ستائیس سال تک آپ جہاد میں رہے جب واپس مدینہ منورہ آئے تو آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اور آپ گھوڑے پر سوار تھے گھر پہنچے نیزے سے دروازہ ڈھکیلا تو حضرت سیدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر نکلے جیسے ہی انہوں نے ایک مسلح شخص کو دیکھا تو بڑے غضب ناک انداز میں بولے۔ اے اللہ کے بندے! کیا تو میرے گھر پر حملہ کرنا چاہتا ہے؟

حضرت سیدنا فروخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نہیں میں حملہ کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے گھر میں داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی؟ پھر دونوں میں تلخ کلامی ہونے لگی اور قریب تھا کہ دونوں آپس میں دست وگریبان ہوجاتے۔ لیکن پڑوسی بیچ میں آگئے اور لڑائی نہ ہوئی۔ جب حضرت سیدنا مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بزرگوں کو خبر ہوئی تو وہ فورا چلے آئے۔ لوگ انہیں دیکھ کر خاموش ہوگئے۔ حضرت سیدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے کہا: خدا کی قسم میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں سلطان کی عدالت میں نہ لے جاؤں۔

حضرت سیدنا فروخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا خدا کی قسم میں بھی تمہیں سلطان کی عدالت میں لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ ایک تو تم میرے گھر میں بلا اجازت داخل ہوئے اور پھر مجھ ہی سے لڑ رہے ہو۔ حضرت سیدنا مالک بن انس نے حضرت سیدنا ابوعبدالرحمٰن فروخ سے فرمایا: اے شیخ

یہ گھر تمہارا نہیں ہے۔آپ نے فرمایا: میرا نام فروخ ہے اور یہ گھر میرا ہی ہے۔ یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ جو دروازے کے پیچھے ساری باتیں سن رہی تھیں باہر آئیں اور کہا: یہ میرے شوہر ہیں اور یہ ربیعہ ان کا بیٹا ہے۔جس وقت یہ جہاد پر گئے تھے تو ربیعہ میرے پیٹ میں تھا۔ یہ سن کر دونوں باپ، بیٹے گلے ملے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔حضرت سیدنا فروخ خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ سے پوچھا یہ میرا بیٹا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں الحمدللہ! تمہارا ہی بیٹا ہے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: اچھا وہ تیس ہزار دینار کہاں ہیں؟ جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟ عرض کی میں نے وہ سب ایک جگہ دفنا دیئے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد نکالوں گی۔ پھر حضرت سیدنا ربیعہ مسجد چلے گئے اور اپنے حلقہ درس میں بیٹھ گئے۔حضرت سیدنا مالک بن انس حسین بن زید، ابن ابی علمی لبی، مساحقی، اور مدینہ منورہ کے دوسرے معزز حضرات نے آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے ۔پھر آپ درس حدیث میں مشغول ہو گئے۔

حضرت سیدنا فروخ گھر ہی پر تھے۔آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا آپ مسجد نبوی شریف میں جا کر نماز ادا فرمائیں۔ چنانچہ آپ مسجد گئے تو دیکھا کہ ایک حلقہ لگا ہوا ہے۔ وہ لوگ بڑے ادب اور توجہ سے علم دین سیکھ رہے ہیں۔اور ایک خوب رو نوجوان انہیں درس دے رہا ہے۔آپ قریب گئے تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ کشادہ کی آپ بیٹھ گئے۔حضرت سیدنا ربیعہ نے اپنا سر تھوڑا نیچے کر لیا اور حضرت سیدنا فروخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو پہنچان نہ سکے۔آپ نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں جو علم کے موتی لٹا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن ہیں یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے بیٹے کو کیسا عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔پھر آپ وہاں سے خوشی خوشی گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا: میں نے تمہارے لخت جگر کو آج ایسے عظیم مرتبے پر فائز دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کسی علم والے کو ایسے مرتبے پر نہیں دیکھا۔وہ تو علم کے موتی لٹانے والا سمندر ہے۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: آپ کو اپنے تیس ہزار دینار چاہئے یا اپنے بیٹے کی یہ رفعت

وعظمت۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشادفرمایا: رب العالمین کی قسم مجھے تواپنے بیٹے کی اس عظیم نعمت کے بدلے دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: تو پھر سنئے میں نے وہ تمام مال ودینار تمہارے بیٹے کی تعلیم وتربیت اور علم دین سکھانے میں خرچ کرڈالا ہے۔ یہ سن کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: خدائے پاک کی قسم تم نے مال ضائع نہیں کیا۔ بلکہ ان اشرفیوں کو بہت اچھی جگہ خرچ کیا ہے۔ (ابن خلکان ،،جلد اول،ص۱۸۳، عیون الحکایات، جلد دوم، ص۵۵،۵۶)

سبق: دورِحاضر کی مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ حضرت مالک بن انس اور حضرت خواجہ حسن بصری کے استاد حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اولادوں کو علم دین کی دولت لازوال سے آراستہ وپیراستہ کرکے اپنی اوران کی اخروی زندگی کو روشن وتابناک بنائیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ اس دور کی ماؤں کو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

یہ وہ مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

......☆☆☆......

عجیب وغریب حکایت

ابونعیم نے اپنی کتاب ''الحلیۃ ''میں مجاہد کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول ''اینما تکونوا یدرك كم الموت ولو كنتم في بروج مشيدةٍ ''یعنی جہاں کہیں بھی تم رہو گے موت تم کو آجائے گی۔اگر تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو۔ تفسیر میں فرمایا کہ دورِسابقہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت بڑی مالدارتھی۔اس نے کاروبار کے لئے ایک ملازم رکھ چھوڑا تھا۔ایک دفعہ اس نے زنا کرایا،حمل ٹھہر گیا،اور کچھ دنوں کے بعد اس سے لڑکی پیدا ہوئی۔عورت نے اپنے ملازم سے کہا باہر کہیں سے آگ لے آؤ۔ جب ملازم گھر

سے نکلا تو دیکھا کہ اس کے دروازہ پر ایک بزرگ مرد کھڑا ہے۔ اس نے ملازم سے پوچھا اس عورت کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اس اجنبی مرد نے کہا کہ یہ لڑکی اپنی موت سے پہلے ایک سو مردوں سے زنا کرائے گی اور آخر میں اپنے ملازم یعنی زانی باپ سے نکاح کرے گی۔ اور لڑکی کی موت مکڑی کے ذریعہ واقع ہوگی۔ ملازم نے دل میں سوچا کہ لڑکی میرے نطفے سے پیدا ہوئی ہے پھر مناسب نہیں ہے کہ یہ سو آدمیوں سے زنا کا ارتکاب کرے۔ بہتر ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ چنانچہ اس نے اسی وقت چھرا لیا۔ اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور فوراً ہی گھر سے باہر نکلا، دریا پار کر کے کہیں دور کے شہر میں مقیم ہو گیا۔ لڑکی کو چھرا گھونپا گیا وہ جان لیوا نہ تھا۔ بلکہ ایک شدید زخم تھا۔ ڈاکٹروں اور جراحوں کی مرہم پٹی سے درست کر لیا گیا اور چند دنوں کے بعد وہ لڑکی تندرست ہو گئی۔ پھر جب وہ جوان ہو گئی اور اس کا رنگ و روپ نکھرا تو وہ اپنے وقت کی نہایت حسین و جمیل عورتوں میں شمار کی جانے لگی کچھ دن بعد اسے زنا کاری کی عادت پڑ گئی اور اس نے جسم فروشی کا دھندہ شروع کر دیا۔ ساحل سمندر سکونت اختیار کر لی۔ اور مسلسل اس برے کام میں مشغول ہو گئی اور خوب شہرت حاصل کر لی۔

وہ ملازم یعنی اس کا زانی باپ جو گھر سے نکل کر دریا کے پار چلا گیا تھا، اس نے کاروبار میں بہت نفع کمایا اور وہ بھی پھرتا پھراتا اسی دریا کے کنارے پہنچا جہاں اس زانیہ لڑکی نے اپنا اڈہ بنا رکھا تھا۔ ملازم مذکور نے کنارے پر رہنے والے پڑوسیوں کی ایک عورت سے کہا کہ: یہاں پر حسین و جمیل عورت کی نشاندہی کرو۔ تا کہ میں اس سے شادی کروں۔ اس عورت نے کہا: یہاں پر ایک بڑی حسین و جمیل عورت رہتی ہے۔ لیکن وہ زنا کار ہے، اس ملازم نے کہا: اس سے ہی بات کرو۔ چنانچہ اس نے بات کی کہ ایک شخص یہاں تجارت کرتا ہوا آیا ہے اور وہ کثیر مال لایا ہے۔ وہ تجھ سے نکاح کا خواہش مند ہے اگر تم چاہو تو میں اس سے بات چیت کروں۔ اس نے نکاح پر آمادگی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر وہ میرے ساتھ نکاح کرے تو میں زنا کاری سے تائب ہو جاؤں گی۔

چنانچہ ان دونوں کا نکاح ہو گیا۔ وقت گزرتا رہا، ایک دن ملازم نے اپنی سرگشت سنائی تو اس

کی منکوحہ نے کہا کہ میں وہی لڑکی ہوں اور وہ داغ اب تک میرے پیٹ پر موجود ہے۔ چنانچہ جیسے ہی پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو وہ داغ صاف ظاہر ہوگیا۔ساتھ یہ بھی بتادیا کہ میں اس وقت پورے سومردوں سے زنا کرا چکی ہوں۔

یہ تمام باتیں سن سنا کر بیٹھے تو اسے وہ بات یاد آ گئی جو اس بزرگ مرد نے فرمایا تھا۔ پھر ملازم نے اس سے کہا تمہاری موت ایک مکڑی کے ذریعہ واقع ہوگی۔تو اس نے عورت نے کہا: پھر تو میرا اتنا اونچا مکان بناؤ کہ جہاں کوئی آ جا نہ سکے۔ وہ بھی سنسان جنگل میں تاکہ کسی کو میرے متعلق معلوم نہ ہو۔ چنانچہ اس کے لئے جنگل میں بڑا قلعہ اور اس کے اندر بڑا مضبوط بلند و بالا مکان بنایا گیا، اور وہ اس میں رہنے لگی۔ ایک دن وہ مکان میں بیٹھی تھی اسے چھت پر مکڑی نظر آئی اسے خیال گذرا کہ یہی مکڑی میری موت ہے۔ چنانچہ اس نے کوشش شروع کردی کہ اسے قتل کردے۔ جب اس نے مکڑی کو نیچے سے کوئی چیز ماری تو اس نے ڈر کے مارے نیچے اترنے کی کوشش کی اور اس عورت کے پاؤں کے انگوٹھے پر آ گری اور گرتے ہی اس نے عورت کے پاؤں کے انگوٹھے پر ڈس لیا۔جس کا اثر یہ ہوا کہ عورت کے پاؤں کا انگوٹھا سیاہ ہوگیا اور اس سے وہ عورت مرگئی۔اس کی داستان عرب میں مشہور تھی۔

(تفسیر روح البیان، جلد دوم صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲۔حیات الحیوان، جلد دوم، ۵۱۳، ۵۱۴)

سبق: اس حکایت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ موت ایک حقیقت ہے اس سے کوئی شخص کبھی بھی انکار نہیں کرسکتا ہے۔لیکن کب آجائے، اس کے آنے کا سن کون سا ہوگا؟ وقت کون سا ہو اور کس مرض میں واقع ہوگی، اس کا علم کسی کو نہیں۔ لہٰذا انسان کو ہمیشہ اس کی تیاری میں لگا رہنا چاہئے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لذتوں کو مٹانے والی یعنی موت کو یاد کرو، جب آدمی موت کو یاد کرے گا تو اس کے دل سے دنیا کی محبت ختم ہوجائے گی اور اس کی اخروی زندگی کامیاب ہوجائے گی۔'' حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

جہاں اے پسر ملک جاوید نیست　　　ز دنیا وفاداری اُمید نیست

نصرانی طبیب اسلام کی آغوش میں

منقول ہے کہ ہارون رشید کا ایک نصرانی طبیب تھا جو ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ نوجوان اور حسین وجمیل بھی تھا۔ غرض کہ اس میں وہ تمام باتیں موجود تھیں، جو بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہونے والوں کے اندر ہونی چاہئے۔ ایک دن ہارون رشید نے اس سے کہا کہ کاش تم مسلمان ہوجاتے تو میں تم کو اپنے دربار کا سب سے بڑا اعزاز عطا کرتا۔ طبیب نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ کے قرآن کی ایک آیت مجھے اسلام لانے منع کرتی ہے۔ ورنہ میں مسلمان ہوجاتا۔

ہارون روشید نے حیران ہوکر پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ طبیب نے کہا کہ ''وکلمة القاها الی مریم وروح منه'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمہ ہیں جس کو اللہ نے بی بی مریم کی طرف ڈال دیا اور وہ اللہ کی روح ہیں۔ اس میں ''روح منہ'' کا لفظ آیا ہے۔ اور یہ من تبعیض کے لئے آیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا ایک ٹکڑا اور اس کا ایک جزو ہیں۔ طبیب کی یہ تقریر سن کر ہارون رشید متحیر ہوگیا اس نے اپنے دربار کے تمام علماء کو طلب کیا تاکہ طبیب کے اس شبہ کا ازالہ کریں۔ لیکن درباری علماء اس کا جواب نہ دے سکے یہاں تک کہ حج کے موقع پر اطراف واکناف کے علماء جمع ہوئے تو کسی نے ہارون رشید سے کہا کہ خراسان سے ایک عالم دین تشریف لائے ہیں اس شبہ کا ازالہ وہی فرما سکتے ہیں ان کا نام علی بن حسین بن واقد ہے اور وہ مردہ کے رہنے والے ہیں اور قرآنی علوم کے امام مانے جاتے ہیں۔ ہارون رشید نے اس عالم دین سے عرض کیا کہ اس نصرانی طبیب سے گفتگو کریں چنانچہ نصرانی طبیب لایا گیا، اس نے یہی اعتراض کیا وہ بھی ناگہاں یہ سوال سن کر چکرا گئے اور فوراً جواب نہ دے سکے، مگر انہوں

نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ خبیث نصرانی آپ کے دربار میں مجھ سے یہ سوال کرے گا۔لہٰذا میرا یہ ایمان ہے کہ ضرور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس شبہ کا جواب دیا ہوگا۔ جو اس وقت میرے خیال میں نہیں آرہا ہے۔مگر میں ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک اس کا جواب قرآن ہی سے نہ دوں گا خدا کی قسم میرے لئے کچھ کھانا، پینا، حرام ہے۔ یہ کہہ کر وہ ایک تاریک کوٹھری میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کرکے قرآن مقدس کی تلاوت کرنے لگے۔ جب سورہ جاثیہ کی آیت ''سخرلکم مافی السمٰوٰت ومافی الارض جمیعا منہ'' زبان پر آئی تو مارے خوشی کے اچھل پڑے اور فوراً دروازہ کھول کر باہر نکلے اور دربار میں جاکر ہارون رشید کے سامنے نصرانی طبیب کو یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی اور فرمایا دیکھ لے یہاں بھی ''روح منہ'' کی طرف ''جمیعا منہ'' آیا ہے تو اگر اس ''من'' کو تبعیض کے لئے مانا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ زمین وآسمان بھی خدا کے جز قرار پائیں گے۔لہٰذا تم خوب اچھی طرح جان لو کہ ''روح منہ'' میں ''من'' تبعیض کے لئے نہیں ہے۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز ہرگز خدا کے جز نہیں ہیں بلکہ وہ زمین آسمان کی طرح خدا کی مخلوق ہیں۔علی بن حسین کی یہ نورانی تقریر سن کر نصرانی طبیب کا سینہ کھل گیا اور اس کا شبہ بالکل رفع ہوگیا اور وہ اسی مجلس میں کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ ہارون رشید کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اس نے علی بن حسین کو گراں قدر انعام واکرام سے مالا مال کردیا۔

حضرت علی بن حسین نے وطن پہنچ کر اس موضوع پر ایک لاجواب کتاب جس کا نام ''النظائر فی القرآن'' ہے۔تصنیف فرمائی جو اپنی مثال آپ سے ہے اس کتاب کے اندر فاضل جلیل نے مخالفین اسلام کی جانب سے ہونے والے تمام اس قسم کے شبہات کو دفع فرمایا ہے۔کسی کی مجال نہیں کہ اب قیامت تک قرآن مقدس پر اس قسم کا اعتراض کرسکے۔

(تفسیر روح البیان، جلد دوم، صفحہ ۳۲۸)

سبق: اسلام کے دامن عصمت کو مخالفین کے اعتراضات اور ان کے شبہات کے گرد وغبار سے پاک وصاف رکھنے کے لئے ہمارے علماء سلف الصالحین نے کیسی کیسی کاوشیں کی اور باطل ومد

مقابل کو خاموش رکھنے کے لئے کیسے کیسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے آج بھی وہ تاریخ کے اوراق پر مثل نجوم درخشندہ وتابندہ ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی خدمات جلیلہ کو روشن کریں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں مگر افسوس کہ آج کل کے کچھ مولویوں کا حال یہ ہے کہ

خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں
ہوئے کسی درجہ فقیھان حرم بے توفیق

......☆☆☆......

زنا سے بچنے کا انعام

بزرگوں کا بیان ہے کہ شہر بصرہ میں ایک شخص تھے لوگ جنہیں مشکی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے جسم سے ہمیشہ مشک کی خوشبو اُٹھتی تھی جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ کون آیا ہے۔ اسی طرح بازار سے گزرتے تو بھی یہی کیفیت رہتی۔ ایک بزرگ ان سے ملنے گئے بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو ان کے پاس رہا، میں نے کہا برادر محترم آپ کو خوشبو پر بڑی رقم خرچ کرنی پڑتی ہوگی۔ انہوں نے کہا میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی خوشبو جسم اور کپڑے پر لگائی میں تم سے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے حق میں دعائے رحمت کرو۔

میں بغداد میں پیدا ہوا میرے والد مالدار آدمی تھے اور انہوں نے مجھے ویسی ہی تعلیم دلوائی جیسے امراء اپنے بچوں کو دلواتے ہیں۔ بچپن میں میں بہت خوبصورت تھا اور حیادار بھی میرے والد سے کسی نے کہا کہ اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ یہ لوگوں سے کھل مل جائے اور حیا کم ہو، تو مجھے ایک کپڑا بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا گیا میں ہر صبح وشام دوکان پر جا کر بیٹھتا ایک دن دوکان پر ایک بڑھیا آئی اور اس نے قیمتی کپڑے نکلوائے انہیں دیکھا اور کہا میرے ساتھ کسی کو لگا دو تا کہ جو پسند ہو اسے لینے کے بعد اس کی قیمت اور بقیہ کپڑے واپس لائے کپڑے بیچنے والے نے مجھ سے کہا

تم ہی چلے جاؤ۔تمہارا جی بھی بہل جائے گا۔میں چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس میں ایک قبہ تھا۔اور گیٹ پر پاسبان بیٹھے تھے دروازے پر پردے لٹک رہے تھے۔بڑھیا نے مجھ سے کہا تم قبہ میں چل کر بیٹھوں میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں ایک تخت کے منقش قالین پر بیٹھی ہے۔اور تخت وفروش سب کے سب زرین ہیں اور اس قدر نفیس کی ویسے آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا لڑکی لباس وزیورات سے آراستہ تھی مجھے دیکھ کر تخت سے اتری۔اور میرے پاس آئی اور میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی جانب کھینچا۔میں نے کہا: اللہ سے خوف کر اللہ سے خوف کر۔وہ بولی ڈرنے کی بات نہیں تجھے جو چاہے میں دوں گی میں نے کہا مجھے استنجا کی ضرورت ہے۔اس نے آواز دی چاروں طرف لونڈیاں آ گئیں،اس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلاء میں لے جاؤ میں جب وہاں گیا تو مجھے بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہ آئی میں پاخانہ اپنے ہاتھ وغیرہ میں لگایا اور بڑی بڑی آنکھیں کر کے اس کنیز کو ڈرایا جو باہر رومال اور پانی لئے کھڑی تھی میں جب اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح جھپٹا تو وہ ڈر کر بھاگی اور شور مچایا کہ یہ دیوانہ ہے پاگل ہے۔سب لونڈیاں اکھٹی ہوگئیں اور مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اُٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔میں نے جب یقین کر لیا کہ سب جا چکی ہیں تو اُٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن دھوئے اور گھر گیا مگر کسی کو کوئی بات نہ بتائی اس رات میں نے خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے کہ تم کو حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا ہی مناسبت ہے۔اور کہتا ہے کہ تم مجھے جانتے ہو میں نے کہا: نہیں کہا میں جبرئیل ہوں اس کے بعد انہوں نے میرے منہ اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا۔اس وقت سے میرے جسم سے یہ خوشبو آنے لگی یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دست مبارک کی خوشبو ہے۔(روض الریاحین،صفحہ ۳۲۷)

سبق: زنا ایک جرم عظیم اور گناہ کبیرہ ہے اس سے بچنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مسکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک عظیم انعام سے دنیا میں بھی نوازا اور اخروی فلاح وشادمانی کی بشارت دی ،ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کریں اور ہر برائی اور گناہ کے کاموں سے اجتناب کریں تا کہ ہماری بھی دنیا وآخرت بہتر سے بہتر ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

جنت کی خرید وفروخت

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلّہ میں ایک عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے دیکھا کہ وہاں ایک حسین وجمیل نوجوان مزدوروں اور مستریوں کو بڑی دلچسپی اور توجہ سے ہر ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینار نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا۔ دیکھتے ہیں یہ محل کی تعمیر وتزئین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے؟ مجھے تو اس کے حال پر رحم آرہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حال سے نجات دے کیا عجب کہ یہ جوانانِ جنت سے ہو جائے۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پہچانا۔ جب تعارف ہوا تو عزت وتعظیم کی اور عرض کیا حضرت کوئی کام ہے۔ حضرت مالک بن دینار: نے اس سے پوچھا کہ تم اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرو گے؟ نوجوان کے کہا ایک لاکھ درہم۔ حضرت مالک بن دینار: اتنی رقم اگر تم مجھے دے دو تو میں تمہارے لئے ایک ایسے عالیشان محل کی ضمانت لے لوں گا جو اس سے زیادہ پائیدار، خوبصورت اور مضبوط ہے جس کی مٹی مشک کی ہوگی وہ کبھی برباد نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم اور خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے اور اس محل کو معماروں نے نہیں بنایا۔ بلکہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ''کن'' فرمادینے سے بن کر تیار ہوگیا ہے۔

نوجوان: مجھے اس بارے میں ایک شب غور وفکر کرنے کی مہلت دیں۔ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: بہت اچھا۔ اس گفتگو کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے آئے۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات بھر بار بار اس نوجوان کا خیال آتا رہا اور رات سے صبح تک اس کے

حق میں دعائے خیر فرماتے رہے۔صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو جوان کو اپنے دروازے منتظر پایا۔نوجوان مسرت وخوشی سے ان لوگوں کا استقبال کرتے ہوئے بولا کیا کل کی بات یاد ہے؟ حضرت مالک بن دینار کیوں نہیں۔

نوجوان ایک لاکھ درہموں کی تھیلیاں حضرت مالک بن دینار کے حوالے کرتے ہوئے یہ رہی میری دولت اور یہ قلم، دوات اور کاغذ حاضر ہیں۔حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس مضمون کا بیع نامہ تحریر فرماتے ہیں۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ مالک بن دینار، فلاں بن فلاں کے لئے اس کے اس مکان کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضمانت دار ہے۔اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس ایک لاکھ درہم کے بدلے میں میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کے لئے خرید لیا ہے جو اس محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے فقط۔

اور کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے تمام دولت شام تک فقراء اور مساکین کے حوالے کر دیتے ہیں۔اس عظیم عہد نامے کو لکھے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مالک بن دینار کی نظر محراب مسجد پر پڑی تو کیا دیکھا کہ نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے۔اور اس کی پشت پر بقیہ سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے۔

عزیز وحکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے پروانہ برأت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس نوجوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ سے نوازا۔اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینار دوڑے ہوئے نوجوان کے گھر تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے اور اندر سے گریہ وزاری کی آواز آرہی ہے۔پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا ہے نوجوان کو غسل دینے والے شخص نے بتایا ہے کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو غسل وکفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی۔چنانچہ میں نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔

حضرت مالک بن دینار نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسالہ کو دیکھایا تو وہ چیخ پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا یہ ماجرا دیکھ کر ایک شخص نے مالک بن دینار کی خدمت میں دو لاکھ درہم کی پیش کش پر ضمانت نامہ لکھنے کی التجا کی تو آپ نے فرمایا: جو ہونا تھا ہو چکا۔ اللہ جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے، حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔

(عیون الحکایات، جلد دوم، صفحہ ۳۰، ۳۱، ۳۲)

جس کو خدا نے بخش دی وہ خوش نصیب ہے
سب سے عظیم چیز ہے دولت یقین کی

......☆☆☆......

بہشت کا بیعنامہ

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص مرید تھے جن کا نام شیخ جمال الدین خطیب تھا۔ مقام اونیہ میں ایک باغ تھا جسے وہ خریدنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درخواست کی کہ باغ کے مالک شیخ اسمٰعیل بن عبدالمنعم کو بلوا کر بات کریں۔ حضرت نے فرمایا میں خود تمہارے ساتھ ان کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ پیدل اونیہ جا کر اس بارے میں سفارش کی مگر شیخ اسمٰعیل نے بیچنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جو قیمت میں طلب کروں، وہ آپ دینے کو تیار ہو تو وہ باغ میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا: تم خود ہی بتاؤ کتنی قیمت لینا چاہتے ہو؟

شیخ اسمٰعیل: حضور! میں اس باغ کو جنت کے ایک محل کے عوض بیچوں گا۔ فرمایا: بیٹے میں جنت کے محل کو بیچنے والا کون ہوں مجھ سے دنیا کی چیز مانگو۔

شیخ اسمٰعیل: حضور دنیا کی چیز پر تو میں سودا نہیں کروں گا۔ لوں گا تو وہی قیمت لوں گا۔ یہ سن کر حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑی دیر اپنے سر کو جھکایا۔ اس وقت آپ کا رنگ متغیر ہو کر زرد ہو گیا۔ اس کے بعد سر اُٹھایا تو چہرۂ مبارک سرخ تھا اور فرمایا۔ ''اے اسماعیل تم نے جو مانگا اسکے

بدلے میں نے باغ خریدا۔''

شیخ اسماعیل: حضور ایک تحریر اپنے خط سے عنایت فرمائیں چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دستاویز اس جنتی محل کی ہے جو اسمٰعیل بن عبدالمنعم نے بندہ حقیر احمد بن ابوالحسن رفاعی سے خریدا ہے اور اس نے اللہ کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے ذمہ داری لی ہے جس محل کے حدود اربعہ یہ ہیں ایک طرف جنت عدن تک دوسری طرف جنت ماویٰ تک تیسری جنت خلد تک اور چوتھی حد جنت فردوس تک تمام حور وغلمان کے ساتھ، فروش، تخت، نہروں اور درختوں کے ساتھ، اس باغ کے بدلے جو میں نے دنیا میں خریدا اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے۔

یہ کاغذ تہ کر کے آپ نے شیخ اسمٰعیل کے سپرد کیا وہ دستاویز لے کر اپنے بیٹوں کے پاس گئے جو باغ کے کھیتوں میں آبپاشی کر رہے تھے۔ اور کہا آؤ دیکھو میں نے باغ کو فروخت کر دیا ہے۔ اور سید احمد رفاعی کو دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا ہے اس کی تو ہمیں ضرورت خود ہے انہوں نے اپنے بیٹیوں سے ساری بات بتائی اور حضرت کا نوشتہ ان کے ہاتھ میں تھا لڑکوں نے کہا ہم لوگوں کو بھی جب تک اس میں شامل نہ کیا جائے ہم رضامند نہیں ہوں گے۔ شیخ اسماعیل نے کہا اتر تو آؤ محل ہمارا بھی ہے اور تمہارا بھی۔ اللہ تعالیٰ اس کا وکیل ہے اسی طرح ان کے فرزند بھی راضی ہو گئے۔

کچھ زمانہ بعد شیخ اسماعیل کا انتقال ہوا اور حسب وصیت وہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک تحریر ان کے کفن میں رکھی گئی۔ دوسری صبح لوگوں نے دیکھا کہ شیخ اسماعیل کی قبر پر ایک تحریر نمایاں ہے اور وہ یہ تھی: اللہ کا وعدہ ہم نے سچا پایا۔ (روض الریاحین، صفحہ ۳۶۹)

سبق: ان دونوں واقعات کو بغور پڑھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ولیوں کو کیسے کیسے اختیارات وتصرفات سے نوازا ہے کہ جو کچھ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے وہ فوراً عالم وجود میں آجاتا ہے۔ اور بارگاہِ رب العالمین میں مقبول ہو جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا اپنے ان نیک بندوں پر اتنا کرم اور پیار ہوتا ہے کہ اس کے کرم کو یہ گوارا نہیں کہ اس کے محبوب بندے کی زبان سے نکلی

ہوئی بات جھوٹ اور غلط ہو جائے اس لئے وہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اس لئے کسی شاعر نے کہا ہے:

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

......☆☆☆......

ایک گنہگار کا عجیب وغریب واقعہ

بصرہ کے قریب ایک آدمی رہتا تھا جو ہمہ وقت گناہوں میں لگا رہتا تھا جب وہ مرا تو اس کی عورت نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو جنازہ اُٹھانے میں اس کا ہاتھ بٹاتا۔ کیونکہ اس کے پڑوسی اس کے کثرت گناہ کے سبب کنارہ کش ہو گئے۔ چنانچہ اس نے دو مزدور اجرت پر لئے اور وہ اسے جنازہ گاہ میں لے گئے مگر کسی نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور وہ اسے صحرا میں دفن کرنے کے لئے لے گئے اس علاقے کے نزدیک ایک بہت بڑا عابد پہاڑ میں عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ عورت جب اپنے شوہر کا جنازہ اُٹھوا کر لے گئے تو زاہد کو منتظر پایا۔ چنانچہ زاہد نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ زاہد پہاڑ سے اترا ہے تاکہ فلاں شخص کی نمازِ جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ شہر کے تمام لوگ وہاں آ گئے اور انہوں نے زاہد کی اقتدا میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

لوگوں کو زاہد کے اس فعل سے سخت حیرت ہوئی، زاہد نے کہا مجھ سے خواب میں کہا گیا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں تمہیں ایک جنازہ نظر آئے گا جس کے ساتھ صرف یک عورت ہوگی تم اس شخص کی نماز جنازہ پڑھو کیونکہ وہ مغفور ہے۔ یہ بات سن کر لوگوں کے تعجب میں اور اضافہ ہوا۔

زاہد نے عورت سے اس مرد کے حالات دریافت کئے اور اس کی بخشش ومغفرت کے اسباب کی تحقیق کرنی چاہی تو عورت نے کہا جیسا کہ مشہور ہے اس کا سارا دن شراب خانے میں گزرتا اور

شراب وکباب میں مست رہتے گزرتا تھا۔ زاہد نے کہا کہ کیا تم اس کی کسی نیک عادت کو بھی جانتی ہو؟ عورت نے کہا ہاں! تین چیزیں جانتی ہوں۔ جب وہ صبح کے وقت مدہوشی سے افاقہ پاتا تو کپڑے تبدیل کرتا وضو کرتا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا کرتا تھا۔ پھر شراب خانہ میں جاتا اور بدکاریوں میں مشغول رہتا۔ دوسرے یہ کہ اس کے گھر میں ہمیشہ ایک یا دو یتیم رہا کرتے تھے ان سے وہ اولاد سے بھی زیادہ مہربانی سے پیش آیا کرتا تھا۔ تیسرے یہ کہ جب وہ رات کی تاریکی میں نشہ کی مدہوشی سے افاقہ پاتا تو روتا اور کہتا اے رب کریم! جہنم کے کونوں میں سے کونسے کونے کو میرے اس خبیث نفس سے تو پر کرے گا۔ زاہد یہ سن کر لوٹ گیا اور اس کی بخشش کا راز کھل گیا۔

(مکاشفۃ القلوب، صفحہ ٦٦٦)

سبق: اس میں شک نہیں کہ مذکورہ شخص بہت ہی بدعمل تھا اور لوگ اس کو اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے لیکن غور فرمائے اس کے کچھ اعمال اللہ غفار وستار کے دربار میں مقبول ہوگئے تو یہی اس کی مغفرت کا ذریعہ بن گئے اور پروردگار عالم نے اس کو اپنی مغفرت سے سرفراز فرمایا اور وقت کے ایک عظیم زاہد سے اسکی نمازِ جنازہ پڑھوا کر لوگوں کی نظروں میں اس کو بزرگ و برتر کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مغفرت کا دارومدار خداوند قدوس کے دربار میں اعمال کی مقبولیت اور اسکے فضل وکرم پر ہے کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

رحمت حق بہانہ می جوید

......☆☆☆......

ایک عظیم شہزادہ کی انگوٹھی

حضرت سیدنا عبداللہ بن الفرض العابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے کسی تعمیری کام کے لئے مزدور کی ضرورت پڑی میں بازار آیا تو میری نظر سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے نوجوان پر پڑی جس کا چہرہ عبادت وشرافت سے چمک رہا تھا اس کا جسم بہت ہی کمزور تھا اس کے پاس ایک زنبیل اور رسی پڑی ہوئی تھی اس نے اون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک موٹی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: اے نوجوانوں! کیا تم مزدوری کرو گے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کتنی اجرت لو گے؟ اس نے جواب دیا ایک درہم اور درہم کا چھٹا حصہ لوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میرے ساتھ چلو وہ کہنے لگا جیسے ہی موذن ظہر کی اذان دے گا میں کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد دوبارہ کام کروں گا پھر جب عصر کی اذان ہوگی تو میں فوراً کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد کام کروں گا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو میں تمہارے ساتھ چلوں ورنہ کوئی دوسرا مزدور ڈھونڈ لو۔ میں نے کہا مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور کام کی تفصیل بتادی اس نے کام شروع کردیا اور مجھ سے کوئی بات نہ کی جب موذن نے ظہر کی اذان دی تو اس نے مجھ سے کہا: اے عبداللہ موذن نے ظہر کی اذان دے دی ہے۔ میں نے کہا آپ جایئے اور نماز کی تیاری کیجئے نماز سے فراغت کے بعد وہ نوجوان دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا اور بڑی دیانتداری سے اچھے انداز میں کام کرنے لگا، پھر عصر کی اذان ہوتے ہی اس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ! موذن اذان دے چکا ہے میں نے اس سے کہا جایئے اور نماز پڑھ لیجئے نماز کے بعد وہ دوبارہ کام میں مشغول ہوگیا اور غروب آفتاب تک کام کرتا رہا میں نے اسے طے شدہ اجرت دی اور وہ وہاں سے رخصت ہوگیا۔

کچھ دنوں کے بعد مجھے دوبارہ مزدور کی ضرورت پڑی تو مجھ سے میری زوجہ نے کہا اسی نوجوان کو لے کر آنا کیونکہ اس کے عمل سے ہمیں بہت نصیحت حاصل ہوئی ہے اور وہ بہت دیانتدار ہے۔ چنانچہ میں بازار گیا تو مجھے وہ نوجوان کہیں نظر نہ آیا میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے، کیا آپ اسی کمزور ونحیف نوجوان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو سب سے آخر میں بیٹھتا ہے۔ میں نے کہا ہاں: میں اسی نوجوان کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تو انہوں نے کہا وہ تو صرف ہفتہ کے دن آتا ہے اس کے علاوہ کسی دن کام نہیں کرتا یہ سن کر میں واپس آ گیا اور ہفتے کا انتظار کرنے لگا پھر ہفتہ کے دن میں دوبارہ بازار گیا تو میں نے اس عظیم نوجوان کو اسی جگہ موجود پایا اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا گیا تم مزدوری کرو گے؟ اس نے کہا: ہاں......لیکن میری وہی شرائط ہوں گی۔ جو میں نے پہلے بتا ہی تھیں، میں نے کہا: مجھے منظور ہے تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ میرے گھر آیا اور میں نے اسے کام کی تفصیل بتادی وہ بڑی دیانتداری سے پہلے کی طرح کام کرتا رہا اور اس نے کئی مزدوروں کی برابر کام کیا شام کو میں نے اسے طے شدہ رقم سے زیادہ دینا چاہی تو اس نے زائد رقم لینے سے انکار کر دیا میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور اجرت لئے بغیر ہی وہاں سے جانے لگا مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ وہ بغیر اجرت لیئے ہی جا رہا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور بصد عاجزی اسے اجرت دی۔ اس نے زائد رقم واپس کر دی اور طے شدہ مزدوری لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب دوبارہ ہمیں مزدور کی ضرورت پڑی تو میں ہفتہ کے دن بازار گیا اور اسی نوجوان کو تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ہفتہ میں صرف ایک دن کام کرتا ہے اور مزدوری میں ایک درہم اور ایک دانق اجرت لیتا ہے۔ وہ روزانہ ایک دانق اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ اور باقی رقم راہِ خدا میں خرچ کر دیتا ہے، آج وہ بیمار ہے اس لئے نہیں آیا ہے میں نے پوچھا وہ کہاں رہتا ہے۔ لوگوں نے بتایا فلاں مکان میں رہتا ہے میں پہونچا تو وہ ایک بڑھیا کے مکان میں موجود تھا۔ بڑھیا نے بتایا کہ یہ کئی دنوں سے بیمار ہے میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ سخت بیماری میں مبتلا ہے اور اینٹوں کا تکیہ بنایا ہوا ہے میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا اے میرے بھائی کیا تمہاری کوئی حاجت

ہے؟ کہنے لگا جی ہاں! مجھے تم سے ایک کام ہے۔ کیا تم اسے پورا کرو گے میں نے کہا: ان شاء اللہ! میں تمہارا کام ضرور پورا کروں گا۔ بتاؤ۔ کیا کام ہے؟

اس نوجوان نے کہا: جب میں مر جاؤں تو یہ لوٹا اور زنبیل بیچ کر گورکن کو اجرت دے دینا اور کفن کے لئے میرا یہی اون کا جبہ اور چادر کافی ہے مجھے اسی لباس میں سپرد خاک کر دینا اور میری جیب میں ایک انگوٹھی ہے اسے اپنے پاس رکھنا اور میری تدفین کے بعد اسے امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس لے جانا جب ان کی شاہی سواری فلاں دن فلاں مقام سے گذرے تو انہیں کہنا کہ میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے۔ پھر انہیں یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ خود ہی تمہیں اپنے پاس بلائیں گے اور اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ کام میری تدفین کے بعد ہی کرنا۔

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تمہاری وصیت پر عمل کروں گا پھر اس عظیم نوجوان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی مجھے اس کی موت کا بہت دکھ ہوا۔ بہر حال میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین کی اور پھر انتظار کرنے لگا کہ خلیفہ ہارون رشید علیہ الرحمہ کی سواری کس دن نکلتی ہے جب وہ دن آیا تو میں راستے میں بیٹھ گیا۔ امیر المؤمنین علیہ الرحمہ جاہ و جلال کے عالم میں ہزاروں شہسواروں کے ساتھ بڑی شان و شوکت کے ساتھ چلے آ رہے تھے جب ان کی سواری میرے قریب سے گذری تو میں نے بلند آوز سے کہا: اے امیر المؤمنین میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے پھر میں نے وہ انگوٹھی دیکھائی۔ انہوں نے انگوٹھی دیکھ کر حکم دیا کہ اسے ہمارے مہمان خانے میں لے جاؤ۔ میں اس سے علیحدگی میں گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مجھے محل میں پہنچا دیا گیا۔ جب خلیفہ ہارون الرشید کی واپسی ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور باقی تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا پھر مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا میرا نام عبداللہ بن فرض ہے۔ انہوں نے پوچھا تمہارے پاس انگوٹھی کہاں سے آئی؟ میں نے اس عظیم نوجوان کا سارا واقعہ خلیفہ ہارون الرشید کو سنا دیا۔ یہ سنکر وہ اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا پھر جب وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: اے امیر المؤمنین اس نوجوان سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ میرا بیٹا تھا میں نے پوچھا اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ آپ

نے فرمایا وہ مجھے خلافت ملنے سے پہلے پیدا ہوا تھا ہم نے اس کی خوب نیک ماحول میں پرورش کی اوراس نے قرآن کا علم سیکھا پھر جب مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میری دنیاوی دولت سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ یہ اپنی ماں کا بہت فرمانبردار تھا۔ میں نے اس کی ماں کو ایک انگوٹھی دی جس میں بہت ہی قیمتی یاقوت تھا اوراس سے کہا یہ میرے بیٹے کو دے دو تا کہ وہ بوقت ضرورت اسے بیچ کر اپنی حاجت پوری کر سکے۔ اس کے بعد وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا اور ہمیں اس کے متعلق بالکل معلومات نہ مل سکی؟ آج رات مجھے اس کی قبر پر لے چلنا۔

جب رات ہوئی اور ہم دونوں اس کی قبر پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور زاروقطار رونا شروع کر دیا اور ساری رات روتے رہے۔ تم روزانہ رات کے وقت میرے پاس آیا کرو ہم دونوں اس کی قبر پر آیا کریں گے۔ چنانچہ میں ہر رات ان کے پاس جاتا وہ میرے ساتھ قبر پر آتے اور رونا شروع کر دیتے پھر واپس چلے جاتے۔ حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید کا شہزادہ تھا۔ مجھے تو اس وقت معلوم ہوا جب خود امیر المؤمنین نے بتایا کہ وہ میرا بیٹا تھا۔ (روض الریاحین، صفحہ ۵۰، ۵۱)

سبق: خلیفۃ المسلمین ہارون رشید کے عقل مند لڑکے نے دنیاوی نعمتوں اور دنیاوی جاہ و جلال کو چھوڑ کر اخروی جاہ وجلال کو اپنایا کیونکہ یہ دنیاوی نعمتیں ناپائیدار ہیں اور آخرت کی نعمتیں ابدی اور لازوال ہیں۔ لہٰذا انسان کو اس دنیاوی زندگی میں غرق ہوکر آخرت کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو ہمیشگی کے گھر کو سنوارنے اور سجانے میں لگا رہے کیونکہ دنیا سے ہر ایک کو جانا ہے اور جانے کے بعد کوئی پھر ہمارا نام لیوا نہیں رہے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آخرت کو روشن وتابناک بنائیں۔

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے — مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے
اونچے اونچے مکان تھے جن کے — تنگ قبروں میں آج آن پڑے
آج وہ ہیں نہ ہیں مکان باقی — نام کو بھی نہیں بے نشاں باقی

ایک گائیکار کی توبہ

ایک انتہائی حسین وجمیل عورت جسے لوگ شعوانہ کے نام سے جانتے تھے۔ بصرہ میں رہا کرتی تھی ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی بڑی حسین و پرکشش تھی۔ اپنی حسین آواز کی وجہ سے وہ گانا گانے اور نوحہ خوانی میں مشہور تھی۔ گردونواح میں خوشی وغمی کی مجلسیں اس کے بغیر ادھوری سمجھی جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت جمع ہوگیا تھا۔ پورے بصرہ شہر میں زنا کاری اور دیگر گندے اعمال کے لئے اس کی مثال دی جاتی تھی۔ اس کا رہنے اور سہنے کا انداز امیروں جیسا تھا۔ وہ قیمتی سے قیمتی لباس پہنتی اور گراں سے گراں زیورات سے سجی رہتی تھی۔

ایک دن وہ اپنی حسین کنیزوں کے ساتھ کہیں جارہی تھی راستے میں اس کا گذر حضرت صالح المری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے قریب سے ہوا۔ آپ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے۔ عبادت وریاضت میں مشہور تھے۔ آپ اپنے مکان میں لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے لوگوں پر رقت طاری ہوجاتی اور لوگ زورزور سے رونا شروع کردیتے اور خوف خدا سے ان کی آنکھوں سے ساون بھادو کی طرح آنسوؤں کی بارش ہونے لگتی۔ جب شعوانہ وہاں سے گذرنے لگی تو اس نے مکان سے رونے کی آوازیں سنیں۔ آوزیں سن کر اسے بہت غصہ آیا۔ وہ اپنی کنیزوں سے کہنے لگی۔ تعجب کی بات ہے یہاں نوحہ خوانی ہورہی ہے اور مجھے خبر تک نہ دی گئی پھر اس نے ایک کنیز کو مکان کے اندر بھیجا تاکہ وہ اندر کے حالات معلوم کرے۔ لونڈی اندر گئی تو اندر کے حالات دیکھ کر اس پر بھی خوفِ خدا طاری ہوگیا اور وہ وہیں بیٹھ گئی۔ جب وہ واپس نہ آئی تو شعوانہ نے انتظار کے بعد دوسری اور پھر تیسری لونڈی کو اندر بھیجا مگر وہ بھی واپس

نہ لوٹیں۔ پھر اس نے چوتھی خادمہ کو اندر بھیجا جو تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آئی اور اس نے بتایا کہ گھر میں کسی کے مرنے پر ماتم نہیں ہو رہا ہے بلکہ اپنے گناہوں پر لوگ اللہ کے خوف سے رو رہے ہیں۔شعوانہ نے جب یہ سنا تو ہنسنے لگی اور مذاق اُڑانے کی نیت سے گھر کے اندر داخل ہوئی لیکن پروردگار عالم کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو پھیر دیا جب اس نے حضرت صالح المری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو دل میں کہنے لگی۔ ہائے افسوس! میری تو پوری عمر برباد ہوگئی میں نے اپنی انمول زندگی گناہوں میں ضائع کر دی۔ وہ میرے گناہوں کو کیونکر معاف کرے گا؟ انہیں خیالات سے پریشان ہو کر اس نے حضرت صالح المری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: اے امام المسلمین کیا پروردگار عالم نافرمانوں اور سرکشوں کے جرم کو بھی معاف فرما دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ وعظ و نصیحت اور وعدے وعیدیں سب انہی کے لئے تو ہیں تاکہ وہ گناہوں کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر آ جائیں۔اس کو تسلی نہ ہوئی تو وہ کہنے لگی میرے گناہ تو سمندر کے جھاگ اور آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں اگر تیرے گناہ شعوانہ سے بھی زیادہ ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ یہ سن کر وہ چیخ پڑی اور رونا شروع کر دیا اور اتنا روئی کہ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔

تھوڑی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگی: حضور! میں ہی وہ بدبخت شعوانہ ہوں جس کے گناہوں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اور گراں قدر زیور اتار کر پرانا لباس پہن لیا اور گناہوں سے کمایا ہوا سارا مال غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے تمام غلاموں اور کنیزوں کو بھی آزاد کر دیا اور اپنے مکان میں رہنے لگی۔اس کے بعد وہ شب و روز پروردگار عالم کی عبادت میں مصرف رہتی اور اپنے گناہوں پر روتی رہتی اور ان کی معافی مانگتی رہتی۔ رو رو کر گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتی اے توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھنے والے! اور گنہگاروں کو معاف کرنے والے مجھ پر رحم فرما میں کمزور ہوں تیرے عذاب کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے اور مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرما اس نے اسی حالت میں چالیس سال زندگی گزاری اور انتقال کر گئی۔(حکایات الصالحین صفحہ ۷۴)

سبق: آناں کہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

یعنی وہ لوگ جو اپنی نظر ڈال کر مٹی کو سونا بنادیتے ہیں، کاش ایسا ہوتا کہ کبھی وہ لوگ اپنی کنکھیوں سے ایک مرتبہ ہماری طرف بھی دیکھ لیتے تو ہمارے وجود کی خاک بھی عالم پاک کی کیمیا بن جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے اپنی نگاہ کرم سے لوگوں کا مقدر سنوار دیتے ہیں۔شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی اندازہ کرسکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

......☆☆☆......

حضرت حبیب عجمی کی توبہ

حضرت سیدنا حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتدائی دور میں بہت مالدار تھے اور بصرہ والوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے۔جب مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ آتے جب تک کہ قرض وصول نہ ہوجاتا۔اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ ہوتا تو مقروض سے اپنا وقت ضائع ہونے کا ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔ایک دن کسی کے پاس قرض وصول کرنے کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو شوہر گھر پر موجود ہے نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے۔جس کا تمام گوشت تو ختم ہوگیا ہے، البتہ سر باقی ہے اگر تم چاہو تو میں دے سکتی ہوں۔چنانچہ آپ اس سے سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا یہ سر سود میں لیا ہے۔اسے پکاؤں بیوی نے کہا کہ گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا۔میں کھانا کیسے تیار کروں؟ آپ نے کہا ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں بھی

خرید کر لائے جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ آپ نے کہا تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو مالدار نہ ہو جائے گا۔ لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے۔ چنانچہ سائل مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا تو وہ ہنڈیا سالن کے بجائے خون سے بھری تھی۔ اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے؟ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو گواہ بنا کر کہا: آج میں ہر برے کام سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے۔

راستے میں کچھ بچے کھیل رہے تھے آپ کو دیکھ کر بچوں نے آوازیں کسنا شروع کی کہ ہٹ جاؤ ۔حبیب سود خور آ رہا ہے۔ کہیں اس کے قدموں کی مٹی ہم پر نہ پڑ جائے۔ اور ہم بھی اس جیسے بدبخت بن جائیں۔ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ تو بہ کی۔ واپسی میں جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا: کہ تم مجھ سے مت بھاگو ۔اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہئے تا کہ ایک گنہگار کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے پھر جب آپ آگے بڑھے تو لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو۔ اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا نام گستاخوں میں درج کر لے ۔آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبانوں سے میری نیک نامی کا اعلان کرا دیا۔

اس کے بعد آپ نے منادی کرا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے اس کے علاوہ آپ نے اپنی تمام دولت راہ مولیٰ میں لٹا دی اور جب کچھ نہ رہا تو آخر میں ایک سائل کے سوال پر اپنا کرتا تک اتار کر دے دیا اور دوسرے سائل کے سوال پر اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے۔ اور یہ معمول بنا لیا کہ دن کو علم دین حاصل کرنے کے لئے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ چونکہ قرآن مقدس کا صحیح تلفظ اپنے مخرج کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ کو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔

ایک مرتبہ بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے تو آپ مزدوری کرنے کے لئے گھر سے نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بڑا کریم ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھے اجرت طلب کرنے کی ہمت نہ ہوسکی لیکن اس نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہوگی تو پوری اجرت دے دوں گا۔ پھر جب دس دن کے بعد آپ کو خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا۔ تو ایک طرف تو اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بوری آٹا ایک ذبح شدہ بکری، شہد، اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ آپ کے گھر پہنچا دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو ترقی دیں جس کے صلہ میں اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے۔ چنانچہ آپ جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر کے اندر سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ تک پہنچا دیا۔ یہ سن کر آپ کو خیال آیا کہ جب صرف دس دن کی بے توجہی کی ریاضت کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نعم البدل عطا فرمایا ہے تو اگر زیادہ دل جمعی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا کیا انعامات حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اسی دن سے دنیا چھوڑ کر اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچ گئے اور آپ کی دعاؤں سے مخلوق خدا کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۳)

سبق: پروردگار عالم کتنا بڑا کریم ہے کہ بندہ زندگی بھر اس کی نافرمانی کرتا رہتا ہے۔ اور گناہوں میں سر سے پاؤں تک غرق رہتا ہے لیکن جب گناہوں کو چھوڑ کر سچے دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح معاف فرما دیتا ہے گویا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو گنہگار توبہ کرنے والے کی آواز سے

زیادہ محبوب اور کوئی آواز نہیں ہے۔ جب وہ اللہ کو بلاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: میں موجود ہوں جو چاہے مانگ! میری بارگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے میں تیرے دائیں، بائیں اوپر ہوں اور تیری دلی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

گویا کہ پروردگار عالم اپنے بندوں سے فرماتا ہے:

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہِ دکھلائیں کسے راہ رو و منزل ہی نہیں

......☆☆☆......

تین لوگوں کی آزمائش

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب ان کا امتحان لینا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ سب سے پہلے ایک آدمی کی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھے اچھا رنگ اور اچھی صورت محبوب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری دور ہوگئی جس کی وجہ سے لوگ گھن کرتے تھے اور اس کا رنگ اور جلد بھی اچھی ہوگئی۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھے اونٹنی محبوب ہے۔ اسی وقت فرشتے نے اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی اور دعا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ اس نے کہا مجھے خوبصورت بال زیادہ پسندیدہ ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں وہ دور ہو جائے فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس سے وہ چیز جاتی

رہی جس کی وجہ سے لوگ گھن کرتے تھے اور اس کے سر پر خوبصورت بال آ گئے۔ پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا مجھے گائے بہت پسند ہے چنانچہ فرشتے نے اس کو ایک گابھن گائے دی اور اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعا کی۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے تا کہ میں اس کے ذریعہ لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں پھر اس نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پیارا ہے؟ اس نے کہا بکری چنانچہ فرشتہ نے اسے ایک گابھن بکری دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔

اب اونٹنی گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے جانور اتنے زیادہ ہوگئے کہ ایک کے اونٹوں دوسرے کے گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس کوڑھی کی صورت میں آیا اور اس سے کہا: میں ایک غریب ومسکین آدمی ہوں میرے پاس زادِراہ ختم ہوگیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے اور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اس ذات کے جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جلد، اور مال عطا کیا تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اونٹ دے دے تا کہ میں اپنی منزل تک آسانی سے پہنچ سکوں۔ یہ سن کر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا: میرے حقوق بہت ہیں لہٰذا میں تجھے کچھ نہیں دے پاؤں گا، یہ سن کر فرشتے نے کہا مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں کیا تو پہلے کوڑھی نہیں تھا جس سے لوگ گھن کرتے تھے۔ اور تو فقیر ومحتاج تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا، اس نے کہا مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے میں باپ دادا سے مالدار ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کی صورت میں اس شخص کے پاس گیا جو گنجا تھا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو کوڑھی سے کہی تھی، تو اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جیسا کوڑھی نے جواب دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنی پہلی حالت میں لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اندھا بن

کر اندھے کے پاس گیا اور اس سے کہا میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادراہ ختم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دی تا کہ میں آسانی سے منزل تک پہنچ سکوں۔ تو وہ کہنے لگا بے شک پہلے میں آندھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں عطا فرمائی۔ اے سائل تو جتنا چاہے اس مال سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ یہ سب مال اسی کا ہے میں تجھے منع نہیں کروں گا یہ سن کر فرشتے نے کہا: تیرا مال تجھے مبارک ہو یہ سارا مال تو اپنے پاس ہی رکھ تم تینوں کا امتحان لیا گیا ہے، تیرے لئے اللہ کی رضا ہے اور کوڑھی اور گنجے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر ۳۴۶۴، صفحہ ۶۶۶)

سبق: پروردگار عالم نے ایک فرشتے کے ذریعہ ان تینوں شخصوں کی آزمائش کی کہ کون بندہ میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور میرے راستہ میں خرچ کرتا ہے اور کون نعمتیں پا کر مجھے بھول جاتا ہے۔ اس امتحان میں اندھا کامیاب ہوا تو اس کی دنیا و آخرت دونوں آباد ہو گئی اور کوڑھی و گنجا ناکام ہوئے تو ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆☆☆......

شیر غلام بن گیا

ایک زاہد تابعی نے مروان بن حکم خلیفہ کے سر توڑ ڈالے انہیں مروان کے نوکر بادشاہ کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ بادشاہ نے غصہ میں آ کر حکم دیا کہ اس کو بھوکے شیر کے سامنے ڈال دو۔ تا کہ وہ اسے پھاڑ کھائے حکم کے مطابق انہیں شیر کی جگہ میں لایا گیا۔ اور شیر کے سامنے ڈال دیا گیا انہوں نے شیر کے سامنے جاتے ہی نوافل شروع کر دیئے۔ شیر نے اُٹھ کر نماز پڑھنے والے بزرگ کو چاٹنا شروع کر دیا۔ اس مرد خدا کو ذرا بھی خطرہ نہ ہوا۔ رات ایسے ہی گزر گئی، صبح کو مروان نے پوچھا اس درویش کے ساتھ کیا کیا گیا۔ نوکروں نے کہا ہم نے آپ کے حکم کے مطابق اسے شیر کے سامنے ڈال دیا۔ مروان نے کہا: جاؤ دیکھو شیر نے اسے پھاڑ کھایا ہوگا۔ نوکر وہاں پہنچے تو

دیکھا کہ شیر تو اس مرد خدا کا غلام بن گیا ہے۔ متعجب ہوکر مروان کو جا کر سنایا، مروان نے کہا اس فقیر کو لاؤ، فقیر تشریف لائے تو مروان نے کہا آپ کو شیر سے ذرہ برابر بھی خوف نہ ہوا اس کی کیا وجہ ہے؟ درویش نے کہا میں ایک سوچ میں پڑ گیا تھا۔ نہ اس سے فرصت ملی نہ خوف کا خیال آیا۔ مروان نے پوچھا وہ کون سی سوچ تھی؟ درویش نے کہا میں نماز میں کھڑا تھا اور شیر نے مجھے چاٹنا شروع کر دیا مجھے مسئلہ معلوم نہ تھا کہ شیر کا لعاب پاک ہے یا ناپاک اس سوچ میں صبح ہوگئی۔ مروان نے تعجب کیا اور کہا چھوڑ دو اس اللہ والے کو۔ (تفسیر روح البیان، جلد دوم، صفحہ ۴۱۳)

سبق: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے تو پھر دنیا کی تمام چیزیں اس سے ڈرنے لگتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کے مقدس بندوں کا قدم چومنا شیروں کا فعل ہے، گدھے یہ عمل نہیں کرتے۔

تمنا دردل کی ہوتو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

......☆☆☆......

صدقہ کی دو روٹیوں کی برکت

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ملک کا بادشاہ بہت ظالم اور کنجوس تھا ،اس نے اپنے ملک میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی بھی شخص کسی فقیر یا مسکین کو کوئی چیز صدقہ نہ دے۔ کوئی کسی غریب کی مدد نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

یہ خبر سن کر لوگوں میں سنسنی پھیل گئی۔ اب ہر شخص صدقہ دینے سے ڈرنے لگا۔ ایک دن ایک فقیر مجبور ہوکر ایک عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مجھے کوئی چیز کھانے کے لئے دو۔ وہ عورت بولی، ہمارے ملک کے بادشاہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو کوئی کسی کو صدقہ دے گا اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اب میں تمہیں کسی طرح کوئی چیز دوں؟ فقیر نے کہا تم مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی کھانے کی چیز دے دو؟ عورت کو اس

فقیر پر بہت ترس آیا اور اس نے بادشاہ کی ناراضگی اور سزا کی پرواہ کئے بغیر صرف اللہ کی رضا کے لئے اس فقیر کو دو روٹیاں دے دیں۔فقیر روٹیاں لے کر دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عورت نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو اس نے عورت کی طرف اپنے سپاہی بھیجے اور عورت کے دونوں ہاتھ کٹوا دیئے۔کچھ زمانہ گزرنے کے بعد بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا: مجھے کسی ایسی عورت کے بارے میں بتاؤ جو سب سے زیادہ حسین وجمیل ہو۔تاکہ میں اس سے شادی کروں۔تو اس کی والدہ نے بتایا۔ ہمارے ملک میں ایک ایسی خوبصورت اور بے مثال حسن و جمال کی پیکر عورت رہتی ہے کہ میں نے آج تک اس جیسی حسین و جمیل عورت نہیں دیکھی۔لیکن اس میں ایک بہت بڑا عیب ہے۔بادشاہ نے پوچھا: اس میں عیب کیا ہے؟ اس کی والدہ نے کہا: اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔

بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فلاں عورت کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔چند سپاہی گئے اور اسی عورت کو بادشاہ کے پاس لائے جس کے ہاتھ فقیر کو روٹیاں دینے کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے تھے۔جب بادشاہ نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے حسن و جمال نے بادشاہ کو حیرت میں ڈال دیا۔بادشاہ نے اس سے کہا: کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟ عورت نے کہا: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔اگر تم مجھ سے شادی کرنا چاہو تو مجھے منظور ہے۔چنانچہ ان دونوں کی شادی بڑے دھوم دھام سے ہوئی جشن منایا گیا اور اس طرح وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

بادشاہ کی دوسری بیویوں کو اس عورت سے حسد ہو گیا اور وہ دن رات حسد کی آگ میں جلنے لگیں ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بادشاہ اب ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اس غریب و نادار نئی دلہن کو دیتا ہے۔

چنانچہ وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتیں کہ کسی طرح اس نئی دلہن کو بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا جائے۔لیکن وہ اپنے اس برے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔پھر اچانک بادشاہ کسی محاذ پر چلا گیا اور وہاں کافی دن دشمنوں سے لڑنا پڑا۔بادشاہ کی بیویوں کو یہ بہت اچھا موقع مل گیا۔انہوں نے بادشاہ کو خط لکھا کہ تمہاری نئی دلہن نے تمہاری عزت کو داغدار کر دیا ہے اور وہ بدکار ہو گئی ہے۔

اوراس بدکاری کے نتیجہ میں اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہوا ہے۔ جب بادشاہ کو یہ خط ملا تو وہ آگ بگولا ہوگیا۔ اس نے فوراً قاصد کو یہ پیغام دے کر اپنی والدہ کے پاس بھیجا کہ اس بدکار عورت کو اس کے بچے سمیت میرے ملک سے نکال دو۔ اس کے گلے میں کپڑا باندھ کر بچہ اس میں ڈال دو اور انہیں جنگل میں چھوڑ دو۔

جب اس کی والدہ کو یہ پیغام ملا تو اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر بچہ اس میں ڈال دیا پھر اسے ملک سے دور ایک جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا جنگل میں رہ گئی۔ لیکن اسے اپنے رب سے کسی قسم کا کوئی شکوہ نہ تھا۔ وہ تو اپنے رب کی رضا پر راضی تھی وہ بیچاری اس طرح جنگل میں گھومتی رہتی۔ پیاس کی شدت نے اسے پریشان کر رکھا تھا بالآخر اسے دور ایک نہر نظر آئی وہ نہر پر گئی اور جیسے ہی پانی پینے کے لئے جھکی تو اس کا بچہ پانی میں گر گیا اور ڈوبنے لگا۔

جب عورت نے اپنے بچے کو ڈوبتا دیکھا تو رونے لگی۔ اتنے میں اس کے پاس دو خوبصورت نوجوان آئے اور اس سے پوچھا: تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا میں پانی پینے کے لئے جھکی تو میرا بیٹا اس نہر میں گر کر ڈوب گیا۔ میں اسی کے غم میں رو رہی ہوں، ان خوبصورت جوانوں نے پوچھا، تم کیا چاہتی ہو کہ ہم تیرے بچے نکال لائیں عورت نے بیتاب ہو کر کہا: ہاں! میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا بیٹا لوٹا دے۔

ان نوجوانوں نے دعا کی اور اس کا بیٹا اسے نکال کر دے دیا پھر انہوں نے پوچھا۔ اے رحم دل عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرے ہاتھ تجھے واپس کر دیئے جائیں اور تو ٹھیک ہو جائے۔ اس نے کہا: ہاں! میں چاہتی ہوں۔ چنانچہ دونوں جوانوں نے دعا کی اور اس کے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور حیران کن نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔ جن کی برکت سے اسے ڈوبا ہوا بچہ بھی مل گیا اور اس کے ہاتھ بھی لوٹا دیئے گئے پھر ان نوجوانوں نے پوچھا: اے عظیم عورت کیا تو جانتی ہے کہ ہم کون ہیں؟ عورت نے کہا: میں آپ کو نہیں پہنچانتی۔ عورت کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ہم تیری وہی دو روٹیاں ہیں جو تو نے ایک مجبور سائل کو

صدقہ میں دی تھیں۔ (عیون الحکایات، جلد دوم، ص۲۲۶، ۲۲۷)

سبق: صدقہ کی بڑی فضیلتیں احادیث مبارکہ میں وارد ہوئیں ہیں۔ چنانچہ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، اور سلام کرو۔ سلامت جنت میں جاؤ گے اور فرمانِ نبوی ہے کہ رحمت کے نزول کے اسباب میں سے مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانے اور پینے سے سیراب کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ستر خندقوں کا فاصلہ کر دے گا۔ جس میں سے ایک خندق کا فاصلہ پانچ سو سال کے سفر کی مسافت پر ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حسین وجمیل عورت کے لئے صدقہ کی کتنی برکتیں حاصل ہوئیں اس کے دونوں ہاتھ صدقہ کی برکت سے درست ہو گئے اور اس کا ڈوبا ہوا بچہ بسلامت اس کے پاس آ گیا یہ تو صدقہ کی دنیاوی برکتیں ہیں اور اخروی انعام واکرام جو پروردگار عالم اسے عطا فرمائے گا اس کا کوئی حساب نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ بیکس و مجبور سائل کو صدقہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

......☆☆☆......

ایک صدقہ کی برکت

حضرت شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک دن میں دیہات کی جانب جارہا تھا راستے میں ایک طرف ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بہت کمزور اور دبلا پتلا تھا اس کے جسم پر گرد، بال الجھے ہوئے لباس شکستہ تھے۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھا مٹی اُٹھا اُٹھا کر اپنے چہرے پر ملتا اور بار بار آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھتا تھا۔ اس کے لب ہل رہے تھے اور چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ مسلسل ذکر استغفار اور دعا کئے جارہا تھا میں نے دیکھا تو میرا دل اس کی طرف راغب ہوا اور مجھے ملاقات کرنے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ میں راستہ چھوڑ کر اس کی جانب چلا لیکن اس نے مجھے آتے دیکھا تو اُٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا میں نے بھی سبقت کی شاید اسے پالوں۔

شیخ شبلی: اے اللہ کے دوست مجھ پر مہربانی کرو۔

نوجوان: واللہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

شیخ شبلی: تمہیں اللہ کا واسطہ۔ ٹھہر جاؤ۔ نوجوان: انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے، میں نہیں رکوں گا۔ اور کہا: اللہ۔

شیخ شبلی: اگر تم اس کے بارے میں سچے ہو تو اس کی صداقت ظاہر کرو یہ سن کر نوجوان نے درد بھری آواز میں اللہ اللہ، اللہ، کہا اور گر کر بیہوش ہوگیا۔ شیخ شبلی فرماتے ہیں میں نے جا کر اسے اُٹھایا تو وہ انتقال کر چکا تھا۔ میں یہ دیکھ کر فکر مند ہوا اور اس کے حال وصداقت پر حیرت زدہ بھی اور دل میں کہا ''یختص برحمته من یشاء'' اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص کرے۔

بعد اس کے لاحول پڑھتے ہوئے اس کی تجہیز وتکفین کے خیال سے ایک قریبی عرب قبیلہ میں

گیا واپس آیا تو اس نوجوان کی لاش نہیں ملی اور نہ ہی کوئی سراغ ہاتھ آیا۔ اتنی میں کسی کی آواز آئی۔ اے شبلی! تو اس نوجوان کی فکر نہ کر ملائکہ نے اس کا کام پورا کر دیا۔ تم اپنے پروردگار کی عبادت پر توجہ دو۔ اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو۔ یہ نوجوان ایک صدقہ کے ذریعہ ہی اس مقام پر پہنچا ہے جو صدقہ اس نے تمام زندگی میں ایک ہی مرتبہ کیا تھا۔

شیخ شبلی: بخدا بتاؤ اس نے کیا صدقہ کیا تھا؟ ہاتف: شبلی! یہ شخص ابتدائی عمر میں نافرمان، فاسق اور زانی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک خواب دکھایا گیا جسے دیکھ کر وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو گیا۔ خواب یہ تھا کہ اس کا عضو تناسل اژدھا بن گیا جو اس کے پورے جسم کو گھیر کر منہ کے سامنے منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر اژدھے کے منہ سے آگ کے شعلے نکل کر نوجوان کے چہرے کو جھلسانے لگے۔ اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا یہ خواب دیکھ کر نوجوان ڈر گیا اور دنیا سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔ بارہ سال اسی طرح گریہ وزاری، اور آہ و نالہ میں گزارے۔ کل اس سے مانگنے والے نے ایک دن کی غذا مانگی نوجوان نے اسے اپنے کپڑے اتار کر دیئے سائل بہت خوش ہوا اور اس نے نوجوان کے حق میں بخشش کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دعا قبول کی اسی صدقہ کی برکت سے جس سے فقیر کا دل خوش ہو گیا تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اس وقت سائل کی دعا کو بہت غنیمت جانو جب صدقہ سے اس کا دل خوش ہو گیا ہو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بھما۔ (بزم اولیاء، صفحہ ۴۷۷، ۴۷۸، روض الریاحین، صفحہ ۲۶۱)

سبق: صدقہ دینے سے مال میں اور اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس بخشش کے بدلے انسان کی عزت و وقار کو اور بڑھاتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ یہ صدقہ ہی کی برکت ہے کہ ایک گنہگار انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب بندہ بن گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

......☆☆☆......

دو چادروں والا نوجوان

حضرت سیدنا علی بن محمد شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے دو چادریں اپنے جسم پر لی ہوئی تھیں، ایک کا تہبند بنایا ہوا تھا اور دوسری کندھوں اور بقیہ جسم پر ڈالی ہوئی تھی وہ خوبصورت نوجوان خانہ کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا کافی دیر تک وہ طواف کرتا رہا۔ پھر نماز پڑھنا شروع کردی وہ نوجوان دنیا سے بے خبر اپنے پرورگار کی عبادت میں مصروف تھا۔ اس کے نورانی چہرے اور عبادت و ریاضت کو دیکھ کر میرے دل میں اس کی عظمت بیٹھ گئی اور وہ میری نظروں میں بہت زیادہ معزز ہوگیا۔ میں روزانہ اس نوجوان کو اس طرح طواف و نماز میں مشغول دیکھتا رہا۔ میرے پاس چار سو درہم تھے میں انہیں لے کر اس نوجوان کے پاس گیا وہ نوجوان مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے تمام درہم اس کے قریب رکھ دیئے اور کہا: اے میرے بھائی! یہ حقیر سا نذرانہ میری جانب سے قبول کرلو۔ اس رقم کے ذریعہ اپنی ضروریات پوری کرو، اس پر وہ نوجوان کھڑا ہوا اور تمام درہم اُٹھا کر ادھر اُدھر بکھیر دیئے۔ اور کہنے لگا: اے ابراہیم میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستر ہزار دینار خرچ کئے ہیں۔ پھر مجھے یہ حالت اور اس جگہ عبادت کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اتنی قم کے بدلے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس نوجوان کی یہ بات سن کر میں شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنے لگا، پھر میں نے وہ درہم اکھٹا کرنا شروع کر دیئے۔ میں بکھرے ہوئے درہم کو اٹھا رہا تھا اور وہ نوجوان کھڑا میری طرف دیکھ رہا

تھا۔ آج میری نظروں میں اس سے زیادہ معزز کوئی نہیں تھا وہ مجھے سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار نظر آرہا تھا۔ (عیون الحکایات، جلد اول، صفحہ ۳۸۳)

سبق: جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا سچا عاشق ہوتا ہے تو پھر دنیا کی نعمتیں مال و دولت اس کے نزدیک بے قدر و قیمت ہوجاتے ہیں۔ وہ صرف عبادت الٰہی میں لگ جاتا ہے اور اخروی دولت جمع کرنے میں مستغفرق ہوتا ہے۔

ہر کس و ناکس کا یہ درجہ کہاں
عارف مقبول کی یہ شان ہے

......☆☆☆......

اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں

حضرت علامہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے ایک مرتبہ گبریلا دیکھ کر کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ کیا اس کی خوبصورتی یا اس کی خوشبو اس کے پیدا کرنے کی وجہ ہے؟ اس شخص نے یہ جملہ گویا کہ اعتراض کے طور پر کہا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کردیا جو اس قدر شدید تھا کہ اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوگئے اور اس شخص نے بھی آخر تنگ آکر علاج ترک کردیا اور اپنے گھر میں محصور ہوگیا۔ اتفاقاً ایک دن اس نے ایک طبیب کی آواز سنی جو باہر گلیوں اور سڑکوں پر آواز لگارہا تھا اور لوگوں کا علاج کرتا تھا، اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اس طبیب کو بلاؤ اور میرا زخم دکھاؤ۔ گھر والوں نے کہا تم نے ماہر سے ماہر حکیم کا علاج کرلیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بھلا یہ سڑکوں پر آواز لگانے والا طبیب تمہارا کیا علاج کرے گا۔ اس نے کہا اس میں تمہارا کیا نقصان ہے اگر وہ ایک نظر دیکھ لے۔ چنانچہ لاجواب ہوکر گھر والوں نے طبیب کو بلایا اور اس کا زخم دکھایا۔ طبیب نے زخم دیکھ کر کہا کہ ایک گبریلا لاؤ۔ اس پر تمام گھر والے ہنسنے لگے اور کہنے لگے ہم نے

پہلی ہی کہا تھا کہ یہ اناڑی طبیب کیا علاج کرے گا۔لیکن مریض کو گبریلا کا نام سن کر اپنا وہ کہا ہوا یاد آ گیا جو اس نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا جو کچھ حکیم صاحب طلب کریں وہ انہیں ضرور لا کر دو، گھر والوں نے ایک گبریلا لا کر حکیم صاحب کو دے دیا۔حکیم صاحب نے اس گبریلے کو جلا کر اس کی راکھ زخم پر چھڑک دی۔اللہ کے حکم سے زخم اچھا ہو گیا، اس کے بعد مریض نے حاضرین سے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا اللہ تعالیٰ کو مجھے یہ دیکھانا مقصود تھا کہ اس کی حقیر سے حقیر مخلوق بھی بڑی سے بڑی دوا کا کام دے سکتی ہیں۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی۔(حیات الحیوان، جلد دوم، ص ۶۷)

سبق: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے یعنی حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی کام میں اعتراض نہ کریں کہ اللہ نے فلاں چیز کیوں پیدا کی۔اس میں کیا حکمت ہے؟ بلکہ بندے کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بے چوں وچرا تمام جہاں کا خالق و مالک تسلیم کرے اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے اللہ ہمیں ایسی سوچ وفکر سے بچائے جو ہماری دنیا وآخرت کے بربادی کا سبب ہو۔

......☆☆☆......

عبادت گذار شہزادی

بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی بیٹی بڑی عبادت گذار اور نیک تھی۔ایک شہزادے نے اس سے شادی کرنی چاہی، اس نے انکار کر دیا۔اور اپنی ایک رازدار کنیز سے کہا کہ میرے لئے ایک فقیر عابد وزاہد نیک آدمی تلاش کرو۔کنیز ایک نیک صفت فقیر آدمی کو تلاش کر لائی۔شہزادی نے اس سے کہا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو چلو کسی قاضی کے پاس چلیں اور نکاح منعقد کرالیں۔فقیر نے منظور کیا اور نکاح ہو گیا۔

شہزادی نے کہا: آپ مجھے اپنے گھر لے چلو۔فقیر نے کہا: خدائے بزرگ و برتر کی قسم میرے پاس اس کمبل کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے اسی کو رات میں اوڑھ لیتا ہوں اور دن میں

پہنتا ہوں۔شہزادی نے کہا کوئی بات نہیں میں تیری اس بات پر راضی ہوں۔

فقیر اسے اپنے مسکن پر لے گیا اور یہ معمول بنالیا کہ دن بھر محنت کر کے شام کو کچھ افطار کا انتظام کر لیتا۔شہزادی بھی دن بھر روزہ رکھا کرتی تھی، اور شام کو جو کچھ فقیر لاتا اس سے دونوں افطار کرتے اور اللہ تبارک وتعالٰی کا شکر ادا کرتے شہزادی کہتی: اب میں اللہ کی عبادت کے لئے فارغ ہوئی۔ایک دن صبح سے شام تک دوڑ دھوپ کے باوجود فقیر کچھ حاصل نہ کر سکا بہر حال اسی سوچ وفکر میں اس نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر دعا کی۔

اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں دنیا کے لئے کچھ نہیں مانگتا صرف اپنی نیک و پارسا بیوی کی رضا کے لئے طلب کرتا ہوں۔اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما تو ہی سب سے اچھا رزق عطا فرمانے والا ہے۔

اسی وقت آسمان سے ایک موتی گرا فقیر اسے لے کر اپنی نیک بیوی کے پاس گیا۔شہزادی نے موتی دیکھا تو وہ گھبرا گئی اور کہا کہ یہ موتی کہاں سے لائے ہو؟ ایسا موتی تو میں نے اپنے خاندان میں بھی نہیں دیکھا۔فقیر نے سارا قصہ سنا دیا۔شہزادی نے کہا اے میرے شوہر اسی جگہ پھر جاؤں جہاں آپ نے یہ دعا کی تھی اور خوب گڑگڑا کر اس طرح دعا کرو۔

اے اللہ، اے میرے پروردگار اگر یہ چیز تو نے ہمارے لئے دنیاوی روزی بنا کر نازل فرمائی ہے تو ہمیں اس میں برکت دے اور اگر ہمارے ذخیرہ آخرت سے عطا فرمائی ہے تو اسے واپس اُٹھا لے۔

فقیر نے جب یہ دعا کی تو وہ موتی اُٹھالیا گیا۔شہزادی نے کہا:شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارا ذخیرہ آخرت ہمیں دنیا میں دکھا دیا اب میں اس فانی دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتی۔اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔(روض الریاحین،۳۷۶،۳۷۷)

سبق: اللہ رب العزت کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو فاقہ اور تنگ دستی میں بھی اپنے پاک پروردگار کا شکر بجالاتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی رضا وخوش نودی حاصل کرنے کے لئے کوشاں ومصرف عمل رہتے ہیں اور کبھی بھی زبان پر حرف شکایت نہیں لاتے۔وہ ہمیشہ اپنی

اخروی زندگی کوسنوارنے اور روشن کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔اس دنیائے فانی کی کسی چیز سے الفت ومحبت نہیں کرتے وہ ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

پروردگار عالم ہمیں بھی ان پاک ہستیوں کے نقش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

......☆☆☆......

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

مشہور بادشاہ حضرت ذوالقرنین سفر کرتے ہوئے کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے پاس دنیا کا مال ودولت بالکل نہیں تھا۔انہوں نے اپنی قبریں تیار کررکھی تھیں۔جب صبح ہوتی تو وہ قبروں کی طرف آتے۔ان کی یادتازہ کرتے۔انہیں صاف کرتے اوران کے قریب نمازیں پڑھتے اور جانوروں کی طرح کچھ گھاس پات کھالیتے۔اورانہوں نے اپنا گذر بسر صرف زمین سے اگنے والی سبزیوں وغیرہ پر محدود کررکھا تھا۔ذوالقرنین نے ان کے سردار کوایک آدمی بھیج کر بلوایا لیکن سردار نے کہا: ذوالقرنین کو جواب دینا کہ مجھے تم سے کوئی کام نہیں ہے۔اگر تمہیں کوئی کام ہے تو میرے پاس آجاؤ۔ذوالقرنین نے یہ جواب سن کر کہا واقعی اس نے سچ کہا ہے۔چنانچہ ذوالقرنین ان کے پاس آئے اوراس سے کہا میں تمہاری طرف آدمی بھیج کر تمہیں بلوایا مگر تم نے انکار کردیا، لہٰذا میں خود آیا ہوں۔سردار نے کہا: اگر مجھے تم سے کوئی کام ہوتا تو ضرور آتا۔ذوالقرنین نے کہا: میں نے تمہیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ کسی قوم کو اس حالت میں نہیں دیکھا۔سردار نے کہا: آپ کس حالت کی بات کررہے ہیں۔ذوالقرنین نے کیا یہی کہ تمہارے پاس دنیاوی مال ودولت کچھ بھی نہیں ہے جس سے تم بہرہ اندوز ہوسکوسردار نے کہا ہم سونا چاندی کا جمع کرنا بہت برا سمجھتے ہیں کیونکہ جس شخص کو یہ چیزیں ملتی ہیں وہ ان میں مگن ہوجاتا ہے اوراس

چیز کو جو اس سے کہیں بہتر ہے بھول جاتا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا تم نے قبریں کیوں تیار کر رکھی ہیں اور ہر صبح ان کی زیارت کرتے ہو، انہیں صاف کرتے ہو اور ان کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہو، سردار نے کہا: یہ اس لئے کہ جب ہم قبروں کو دیکھیں گے اور دنیا کی آرزو کریں گے تو یہ قبریں ہمیں دنیا سے بے نیاز کر دیں گی اور ہمیں لالچ وخواہش سے روک دیں گی۔ ذوالقرنین نے پوچھا: میں نے دیکھا ہے کہ زمین کے سبزے کے علاوہ تمہاری کوئی غذا نہیں ہے۔ تم جانور کیوں نہیں رکھتے تا کہ تم انکا دودھ دوہو، ان پر سواری کرو اور ان سے فائدہ حاصل کرو۔ سردار نے کہا ہم ان چیزوں کو اچھا نہیں سمجھتے کہ ہم اپنے پیٹوں کو ان کی قبریں بنائیں اور ہم زمین سے کافی غذا حاصل کر لیتے ہیں۔ اور یہ انسان کی گذراوقات کے لئے کافی ہے جب کھانا حلق سے اتر جاتا ہے چاہے وہ کیسا ہی ہو پھر اس کا کوئی مزہ باقی نہیں رہتا۔

پھر اس سردار نے ذوالقرنین کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر کے ایک کھوپڑی اُٹھائی اور کہا ذوالقرنین! جانتے ہو یہ کون ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں! یہ کون ہے؟ قائد نے کہا یہ دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا والوں پر شاہی عطا فرمائی تھی لیکن اس نے ظلم وستم کیا اور سرکش بن گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اسے موت دے دی اور یہ ایک گرے پڑے پتھر کے مانند بے وقعت ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے اعمال شمار کر لئے ہیں تا کہ آخرت میں اسے سزا دے۔

پھر اس نے ایک اور کھوپڑی اُٹھائی جو بوسیدہ تھی اور کہا ذوالقرنین جانتے ہو یہ کون ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں! بتاؤ یہ کون ہے؟ سردار نے کہا: یہ ایک بادشاہ ہے جیسے پہلے بادشاہ کے بعد حکومت ملی یہ اپنے پیشرو بادشاہ کا مخلوق پر ظلم وستم اور زیادتیاں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے تواضع کی اللہ تعالیٰ کا خوف کیا اور ملک میں عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا۔ پھر یہ بھی مر کر ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا شمار فرما لیا ہے یہاں تک کہ اسے آخرت میں ان کا بدلہ دے گا۔ پھر وہ ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ بھی انہی کی طرح ہے۔ ذوالقرنین خیال رکھنا تم کیسے اعمال کر رہے ہو؟

ذوالقرنین نے اس کی باتیں سن کر کہا: کیا تم میری دوستی میں رہنا چاہتے ہو؟ میں تمہیں اپنا بھائی اور زیریا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال و دولت دیا ہے میں تمہیں اس میں اپنا ناشریک بنالوں گا۔ سردار نے کہا: میں اور آپ صلح نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم اکھٹے رہ سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا وہ کیوں؟ سردار نے کہا اس لئے کہ لوگ تمہارے دشمن اور میرے دوست ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا وہ کیسے؟ سردار نے کہا وہ تم سے تمہارا ملک و مال اور دنیا کی وجہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور چونکہ میں نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے کوئی بھی میرا دشمن نہیں ہے اور اسی لئے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور نہ میرے پاس کسی چیز کی کمی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ذوالقرنین یہ باتیں سن کر انتہائی متاثر ہوئے اور حیران واپس لوٹ آئے۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۶۳، ۴۶۴، مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، عیون الحکایات، جلد دوم، صفحہ ۱۸۳)

سبق: افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب دنیا کی تمام محبوب اشیاء کو چھوڑ کر وہ اس دار فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔ لہٰذا عقلمند وہی شخص ہے جو ہمیشگی کے گھر کو آراستہ کرے نہ کی چندروزہ دنیا کی رنگینیوں سے محبت کرے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

......☆☆☆......

زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام

تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت حضرت ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے آئی جب ان لوگوں کو وہاں بیٹھے کچھ دیر ہوگئی تو حضرت ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہمارا ایک ہمسایہ انتقال کر گیا ہے۔ چلو تعزیت کے لئے اس کے بھائی کے پاس چلیں۔ محمد بن یوسف الغریابی کہتے ہین کہ ہم آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے اور اس کے بھائی کے پاس پہونچے تو دیکھا وہ بہت آہ و بکا کر رہا تھا۔ ہم نے اسے کافی تسلیاں دیں صبر کی تلقین کی مگر اس کی گریہ وزاری برابر جاری رہی۔ ہم نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر شخص کو آخر مرنا ہی ہے؟ وہ کہنے لگا یہ صحیح ہے

لیکن میں اپنے بھائی کے عذاب پر روتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب سے تمہارے بھائی کے عذاب کی خبر دی ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ ہوا یوں کہ جب سب لوگ میرے بھائی کو دفن کر کے چل دیئے تو میں وہیں بیٹھا رہا۔ میں نے اس کی قبر سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: آہ! وہ مجھے تنہا چھوڑ گئے۔ اور میں عذاب میں مبتلا ہوں۔ میری نمازیں اور روزے کہاں گئے؟ مجھ سے برداشت نہ ہوسکا میں نے اس کی قبر کھودنا شروع کر دی تا کہ دیکھوں میرا بھائی کس حال میں ہے جونہی قبر کھلی میں نے دیکھا اس کی قبر میں آگ دہک رہی ہے۔ اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے مگر میں محبت میں دیوانہ وار آگے بڑھا اور اس طوق کو اتارنا چاہا جس کو ہاتھ لگاتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا ہے۔

ہم نے دیکھا واقعی اس کا ہاتھ بالکل سیاہ ہو چکا تھا اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لوٹ آیا۔ اب اگر میں نہ روؤں تو کون روئے گا؟ ہم نے پوچھا تیرے بھائی کا کوئی عمل ایسا بھی تھا جس کے باعث اسے یہ سزا ملی ہے؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا، ہم بے ساختہ پکار اُٹھے کہ یہ اس فرمان الٰہی کی تصدیق ہے: "ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیر لھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلوابہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر۔ "(سورۃ آل عمران: آیت ۱۸۰) ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے۔ آسمانوں اور زمین کا۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

تیرے بھائی کو قیامت سے پہلے ہی عذاب دے دیا گیا۔

جناب محمد یوسف الغریابی کہتے ہیں: ہم وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور انہیں سارا ماجرا سنایا اور دریافت کیا کہ یہود و نصاریٰ مرتے ہیں مگر ان کے ساتھ کبھی ایسا اتفاق نہیں دیکھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی

شک نہیں کہ وہ دائمی عذاب میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ تمہیں عبرت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی یہ حالتیں دکھاتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:"قد جاء کم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا وانا علیکم بحفیظ "ترجمہ:تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں۔تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔(مکاشفۃ القلوب،صفحہ۱۶۴،۱۶۵)

سبق: پروردگار عالم ہمیں اگر مال و دولت عطا فرمائے تو ساتھ ہی ساتھ ایسا دل بھی عطا فرمائے کہ ہم بے حساب اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے دلوں سے دنیاوی مال و دولت کی رغبت و خواہش دور فرمائے۔اور عذاب قبر و حشر سے ہماری حفاظت فرمائے۔(آمین)

......☆☆☆......

ایفائے عہد کا صلہ

حضرت عبداللہ قلانسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سفر کے لئے کشتی پر سوار ہونا پڑا۔دریا میں مخالف ہوا چلی جس سے تمام کشتی والے دعاؤں اور منتیں ماننے میں مصروف ہو گئے۔مجھے دیکھا کہ میں کچھ بھی نہیں کر رہا ہوں تو مجھ سے بھی انہوں نے دعا کرنے کو کہا اور کہا کہ کچھ منت مانئے۔میں نے کہا مجھے کوئی خطرہ ہی نہیں۔میرا اس سے کچھ بگڑنے والا ہی نہیں۔انہوں نے بہت مجبور کیا تو میں نے منت مانی کہ اگر ہم نے یہاں سے نجات پائی تو میں ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔انہوں نے کہا یہ کون سی اچھی قسم ہے؟ جب ہاتھی کا گوشت کوئی کھاتا نہیں تو اس قسم سے کیا فائدہ؟ میں نے کہا: میرے دل میں یہی خیال گذرا ہے۔چنانچہ کچھ آدمیوں کے ساتھ نجات ملی کہ دریا کے کنارے پہنچا دیئے گئے۔چند روز ایسے ہی گذر گئے ہم بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے کہ اچانک ہاتھی کا ایک بچہ مل گیا جسے وہ ذبح کر کے کھانے لگے۔مجھے کھانے کے لئے کہا: میں نے کہا میں اپنی قسم کو توڑنا نہیں چاہتا ہوں۔مجھے بہت مجبور کیا گیا کہ اب مجبوری ہے اور

مجبوری کے وقت قسم توڑ دینی چاہیے۔ مگر میں نے ان کی ایک نہ مانی انہوں نے ہاتھی کے بچے کا گوشت خوب کھایا اور میں نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ بالآخر وہ سب گوشت کھا کر سو گئے۔

اس بچے کی ماں آئی اور اس نے دیکھا کہ اس کے بچے کو کھالیا گیا ہے وہ اس کی ہڈیاں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئی اور سونے والی اس جماعت سے اپنے اس بچے کے گوشت کی بو سونگنے لگی۔ جس جس نے اس کے بچے کا گوشت کھایا تھا وہ اس کے سونگنے سے مر گیا۔ چنانچہ اس نے مجھے بھی سونگھا لیکن اس نے مجھ میں گوشت کی بو نہ پائی تو مجھے کچھ نہ کیا اور اس طرح سے میں بچ گیا۔ اس نے مجھے اپنی پیٹھ پر بیٹھایا اور ایسی جگہ لے گئی جہاں انسانوں کی آبادی تھی۔ میں وہاں صبح کو جا ملا اور وہاں کے لوگوں سے اس واقعہ کو بتایا انہوں نے مجھے خوب کھلایا پلایا اور میرے حالات سن کر متعجب ہوئے اور کہا کہ جہاں کی تم بات کرتے ہو وہ یہاں سے آٹھ دنوں کا سفر ہے تم نے ایک رات میں اتنا لمبا سفر کیسے طے کر لیا؟ میں نے ان لوگوں کو بتایا کہ مجھے وہی ہتھنی تیز رفتاری سے یہاں پہنچا گئی ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد دوم، ص ۴۱۶)

سبق: اس واقعہ سے سبق ملا کہ تقویٰ اختیار کرنے اور عہد و پیمان پورا کرنے میں کتنی برکتیں ہیں ان پر عمل کرنے سے انسان کی دین و دنیا دونوں روشن و تابناک ہو سکتے ہیں۔ صرف دنیاوی شہوت کے چکر میں پڑ کر اپنی آخرت کو بھلا دینا عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ شہوت اور خواہش کے غلام بن جانے کی وجہ سے انسان مصائب و آلام میں پھنس جاتا ہے۔ بلکہ یہ جان لیجئے کہ شہوت انسان کے لئے ایک جال ہے جس میں پھنس کر انسان ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں گر جاتا ہے اور پھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ہاتھی کے بچے کا گوشت کھانے والوں کے ساتھ ہوا۔ اس لئے شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کہ شہوت آتش ست ازوے پر ہنر
بخود برآتش دوزخ مکن تیز

......☆☆☆......

دیناروں بھری لکڑی دریا میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے ایک شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگا تو اس نے کہا گواہوں کو لاؤ۔ تو اس نے کہا کہ "کفی باللہ شهيدا" یعنی خدا کی گواہی کافی ہے۔ پھر اس نے ضامن طلب کیا۔ تو اس نے کہا کہ "کفی باللہ کفيلا" یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضمانت کافی ہے۔ تو قرض دینے والے نے کہا کہ تم بالکل سچ کہتے ہو۔ اور اس نے ایک مدت کے لئے ایک ہزار دینار قرض دے دیا۔ قرض لینے والا ان دیناروں کو لے کر سمندر کے پار چلا گیا۔ جب قرض ادا کرنے کی مدت قریب آئی تو اس نے کشتی تلاش کی۔ لیکن اس کو کوئی کشتی نہ ملی تو اس نے ایک لکڑی میں سوراخ کر کے اس میں ایک ہزار دینار رکھ کر اپنا خط بھی رکھ دیا۔ اور کیل ٹھونک کر لکڑی کا سوراخ وغیرہ بند کر دیا تا کہ اس میں پانی وغیرہ نہ جا سکے۔ اور سمندر کے کنارے آ کر یہ کہا کہ اے پروردگار عالم تجھے معلوم ہے کہ فلاں آدمی سے میں نے قرض مانگا تھا تو اس نے مجھ سے گواہ لانے کو کہا تو میں نے اس سے "کفی باللہ شهيدا" یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی گواہی کافی ہے، کہہ دیا۔ پھر اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا تو میں نے کہہ دیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضمانت کافی ہے۔ تو اللہ کی شہادت، اللہ کی ضمانت پر راضی ہو کر اس اس نے ایک ہزار دینار مجھے قرض دے دیا۔ اور میں نے کوشش کی کہ میں مقررہ مدت پر اس کی قرض کی رقم اس کو واپس کر دوں مگر مجھے کشتی نہ مل سکی تو اے پروردگار عالم! میں تجھ کو امین بناتا ہوں کہ تو اس رقم کو اس کے پاس پہنچا دے یہ کہا اور اس لکڑی کو سمندر میں ڈال دیا اور واپس اپنے گھر چلا گیا۔

ادھر قرض دینے والا مقررہ مدت پر سمندر کے کنارے پہنچا کہ شاید کسی کشتی سے اس کی رقم آئی

ہوگی۔مگر اس کو سمندر کے کنارے بجائے کشتی کے ایک لکڑی ملی جس کو اس نے جلانے کی لکڑی سمجھ کر اُٹھالیا مگر جب گھر آ کر اس لکڑی کو پھاڑا تو اس میں ایک ہزار دینار اور ایک خط نکلا۔اس کے بعد قرض لینے والے کو کشتی مل گئی۔اور وہ ایک ہزار دینار لے کر قرض دینے والے کے پاس آ گیا۔تو قرض دینے والے نے پوچھا: کہ کیا تم نے لکڑی میں رکھ کر میرے پاس کچھ بھیجا تھا؟ تو قرض لینے والے نے کہا: ہاں! جب مجھے کوئی کشتی نہ مل سکی تو میں نے لکڑی کے اندر ایک ہزار دینار اور اپنا خط بند کر کے خدا کے حوالے سے اپنی رقم تمہارے پاس بھیج دی تھی۔اور خط میں پوری صورت حال تحریر کر دی تھی تو قرض دینے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ رقم مجھ تک پہنچادی اور تمہارا قرض ادا ہو گیا یہ سن کر قرض لینے والا خوش ہو کر اپنے گھر چلا گیا۔(بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۰۶)

سبق: اگر کوئی شخص خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ قرض ادا کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قرض ادا کرنے کے غیب سے ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا جیسا کہ آپ نے حدیث مبارکہ میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک نیتی کے سبب اس کے رقم کو برباد نہیں ہونے دیا اور قرض دینے والے کے پاس سمندر کی موج کے ذریعہ قرض کی رقم کو سلامتی کے ساتھ پہونچا دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان کامل اور اس پر مضبوط اعتماد و توکل اور نیک نیتی لازوال دولت اور قابل تسخیر طاقت ہے۔

......☆☆☆......

رشوت خور قاضیوں کا انجام

بنی اسرائیل کا یہ اصول تھا کہ وہ اپنے فیصلہ کے لئے تین قاضی متعین کرتے تھے۔ایک کا فیصلہ سن کر اگر کوئی راضی نہ ہوتا تو دوسرے کے پاس چلے جاتے۔اگر دوسرے سے بھی کوئی راضی نہ ہوتا تو تیسرے کے پاس چلے جاتے اس طرح سے وہ مطمئن ہو جاتے۔

ایک مرتبہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں بنی اسرائیل کے ان قاضیوں کے فیصلے کی آزمائش کے لئے آیا۔اور ایک گھوڑی پر سوار ہو کر ایک کنویں کے پاس پہنچا۔وہ کنویں کے پاس کھڑا تھا کہ ایک شخص اپنی گائے کو پانی پلانے کے لئے حاضر ہوا اس کی گائے کے ساتھ ایک بچھڑا بھی تھا۔جب وہ اپنی گائے کو پانی پلا چکا تو واپس جانے لگا۔فرشتے نے گائے کے بچھڑے کو اشارہ کیا تو وہ فرشتے کی گھوڑی کے قریب آ گیا،گائے والے نے بچھڑے کو بہت بلایا لیکن وہ نہیں آیا۔فرشتے نے کہا: بھائی یہ میری گھوڑی کا بچھڑا ہے اور اسی سے پیدا ہوا ہے۔تم جاؤ اپنا کام کرو۔گائے والے نے کہا: خدا کا خوف کرو۔بھلا گھوڑی بھی بچھڑا جنتی ہے؟ یہ بچھڑا میرا ہے۔اور میری گائے نے اس کو جنا ہے اور میں نے اسے پالا ہے۔اب تم کہاں سے اس کے مالک بن گئے۔غرض کہ یہ دونوں لڑتے جھگڑتے بنی اسرائیل کے پہلے قاضی کے پاس گئے۔لیکن فرشتے نے جلدی سے اسے تنہائی میں مل کر کہا کہ اگر تم بچھڑے کا فیصلہ میرے حق میں کرو گے تو میں تمہیں اتنی رقم دوں گا۔قاضی نے بات مان لی،جب اس نے فیصلہ کیا تو بچھڑا فرشتے کو دے دیا لیکن گائے والا کب راضی ہوتا اس نے کہا: دوسرے قاضی کے پاس چلو چنانچہ فرشتے نے اسے بھی رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں کرالیا۔اس طرح وہ گائے والا راضی نہ ہوا اس نے کہا کہ تیسرے قاضی کے پاس چلو جب وہ تیسرے قاضی کے پاس گئے تو حسب دستور فرشتے نے اسے رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں

کرانا چاہا۔لیکن اس تیسرے قاضی نے کہا: اب مجھ سے تیرے حق میں فیصلہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ اب مجھے حیض شروع ہوگیا ہے۔فرشتے نے کہا تم یہ کیا کہتے ہو؟ کیا مردوں کو بھی حیض آتا ہے؟ حیض تو عورتوں کا خاصہ ہے۔قاضی نے کہا: تو پھر بچھڑے بھی گھوڑی سے پیدا نہیں ہوتے۔ وہاں پر فرشتہ نے کہا وہ دو قاضی جہنم میں جائیں گے اور تیسرا بہشت میں۔ یہ حدیث پاک اس فرشتہ سے حکائی طور پر منقول ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد دوم، صفحہ ۳۹۹)

سبق: رشوت ایسی لعنت ہے جو انسان کے ضمیر کو مردہ کر دیتی ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد مقدس ہے کہ رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ رشوت خور ایسے لعنتی ہوتے ہیں کہ ان کے چہروں پر رونق نہیں ہوتی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حاکم رشوت لیتے ہی معزول ہو جاتا ہے۔خواہ بظاہر اسے نہ بھی معزول کیا جائے۔رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی کا حق مارنے کے لئے اور ناحق کوئی چیز لینے کے لئے کسی حاکم کو دیا جائے۔لیکن اپنے دین، جان اور مال کی حفاظت کے لئے دی جائے تو حرام نہیں۔یہاں لینے والا گنہگار ہوگا۔(تفسیر ضیاء القرآن)

......☆☆☆......

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توبہ کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کے توبہ کرنے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک شرابی انسان تھا اور ہمہ وقت میں شراب کے نشے میں مست رہتا تھا۔اس وقت میں نے ایک حسین و جمیل کنیز خریدی اس کنیز کے بطن سے میری ایک بچی پیدا ہوئی۔اس بچی سے مجھے بے حد محبت ہوگئی وہ جب ذرا بڑی ہوئی تو گھسٹنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت اور بڑھ گئی۔پھر جب میں شراب لے کر بیٹھتا تو وہ میرے پاس آ جاتی اور شراب کا جام مجھ سے چھینتے ہوئے میرے کپڑوں پر گرا دیتی۔جب وہ دو سال کی ہوئی تو ایک روز اچانک وہ دنیا سے چل بسی۔اس کی موت کے غم نے مجھے بدحال کر دیا پھر جب

شبِ برأت آئی وہ جمعہ کی بھی رات تھی۔ میں اس رات میں بھی شراب پی اور شراب کے نشے میں سو گیا۔ عشاء کی نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ میں نے اس رات خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے اور مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر آ رہے ہیں۔ انہیں میں میں بھی ہوں، مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی آہٹ محسوس ہوئی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ منہ کھولے ہوئے میری جانب دوڑا چلا آ رہا ہے۔ اس وقت مجھ پر خوف طاری ہوا اور میں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ مجھے ایک سفید لباس والے بزرگ ملے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، میں نے ان سے منت سماجت کی کہ مجھے اس خطرناک سانپ سے بچالو۔ لیکن انہوں نے معذرت کی اور کہا میں کمزور ہوں اور وہ بہت زبردست ہے اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا، لیکن آگے جاؤ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری نجات کا کوئی راستہ ظاہر فرما دے۔ میں وہاں سے آگے بڑھا اور ایک بلند ٹیلے پر جا پہنچا۔ جہاں سے دوزخ کی آگ، اس کے طبقات اور بھڑکتے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پیچھے آنے والے سانپ سے مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں دوزخ کے اندر نہ گر پڑوں اتنے میں میں نے ایک آواز سنی پیچھے ہٹ جا تو دوزخی نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے کچھ اطمینان ہوا، میں وہاں سے پلٹا تو سانپ بھی میرے ساتھ آیا، میں ایک اور آواز سن کر ضعیف مرد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے اس سانپ سے بچانے میں میری مدد نہ کی۔ ضعیف مرد میری بات سن کر رونے لگے کہ میں تو کمزور ہوں لیکن تم اس ٹیلے پر چلے جاؤ جہاں اہل ایمان کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی امانت ہوگی تو تمہیں اس سے ضرور مدد ملے گی۔ میں ادھر اُدھر بھاگا وہ ایک گول پہاڑی تھی اور اس کے اندر بہت سے دروازے تھے دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے اور ہر دروازہ پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے سونے کے پٹ لگے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر دوڑا تو سانپ بھی میرے تعاقب میں آیا میں دروازے کے قریب پہنچا تو ایک فرشتے نے پکارا۔ پردہ اُٹھادو۔ دروازہ کھول دو شاید اس پریشان حال کی یہاں کوئی امانت ہو جو اس کو دشمن سے بچا سکے۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے چاند جیسے حسین چہرے والے بچے میرے پاس آ گئے۔ اتنے میں سانپ بھی میرے قریب آ چکا تھا۔ بچوں میں سے ایک نے چیخ مار

کر کہا سب کے سب جلدی پہونچو سانپ تو اس کے قریب آ گیا ہے اسی دوران میری بیٹی بھی وہاں آ گئی۔اور مجھے دیکھ کر رو پڑی اور بولی بخدا یہ تو والد ہیں یہ کہہ کر وہ بجلی کی رفتار سے میرے پاس آپہونچی اور اپنا بایاں ہاتھ میرے داہنی جانب بڑھایا جس کو میں نے تھام لیا پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ سانپ کی جانب بڑھایا تو وہ بھاگ گیا۔پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود میری گود میں آ کر بیٹھ گئی۔اور میری داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی:''الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر الله ومانزل من الحق ''(الحدید،آیت١٦)

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس کے حق کے لئے جو اترا۔(کنزالایمان)

یہ سن کر میں نے روتے ہوئے پوچھا:اے بیٹی کیا تم قرآن مقدس بھی پڑھنا جانتی ہو؟بیٹی:ہم لوگوں کو آپ لوگوں سے زیادہ اس کا علم ہے۔

باپ:تو بتاؤ یہ سانپ کیسا تھا جو مجھے دوڑا رہا تھا؟

بیٹی:یہ آپ کا برا عمل تھا آپ نے اسے مضبوط اور طاقتور بنا دیا ہے وہ اب آپ کو دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔

باپ:یہ بزرگ کون تھے؟بیٹی:یہ آپ کا نیک عمل تھا جسے آپ نے اتنا کمزور کر دیا کہ اس کے اندر آپ کے برے عمل سے لڑنے کی طاقت نہ رہی۔

باپ:بیٹی اس پہاڑی میں تم لوگ کیا کرتی ہو؟

بیٹی:ہم سب مسلمانوں کی اولاد ہیں اور ہم قیامت تک یہیں رہیں گے ہم لوگوں کو آپ لوگوں کا انتظار ہے۔آپ لوگ آئیں تا کہ ہم سب آپ لوگوں کی شفاعت کریں۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو میں حیران و پریشان تھا اور مجھ پر خوف طاری تھا۔صبح ہوئی تو جو سرمایہ تھا اسے لوگوں کو دے دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی یہی واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا۔(روض الریاحین،صفحہ١٥٧،١٥٨)

سبق: حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ توبہ کرنے سے پہلے بہت بڑے شرابی تھے

ہمہ وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتے تھے۔لیکن جب انہوں نے سچی توبہ کی اور شراب نوشی ترک کردی تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہو گئے ۔

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اور جو کچھ اب تک ہم نے برائیاں کیں اس سے سچی توبہ کرلیں اور اپنے اقوال واعمال کی اصلاح کریں۔ کیونکہ آخرت کا معاملہ بہت قریب ہے اور آنکھ بند ہونے کے بعد کفِ افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔

کوچ ، ہاں، اے بے خبر ہونے کو ہے
کب تلک غفلت؟ سحر ہونے کو ہے
کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے
کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

......☆☆☆......

شہوت پرست بادشاہ اور لالچی عورت

حضرت سیدنا میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گزار لکڑہارا تھا اس کی بیوی بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھی دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے، اس ملک کے بادشاہ کو لکڑہارے کی بیوی کے حسن وجمال کی خبر ملی تو اس کے دل میں شیطانی خیال آیا اور اس نے مکمل اردہ کرلیا کہ کسی طرح اس حسن وجمال کی ملکہ کو ضرور حاصل کروں گا۔ چنانچہ اس ظالم اور شہوت پرست بادشاہ نے ایک بڑھیا کو اس عورت کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ورغلائے اور لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ لکڑہارے کو چھوڑ کر شاہی محل میں ملکہ بن کر زندگی گزارے۔

چنانچہ وہ مکار بڑھیا لکڑہارے کی بیوی کے پاس گئی اور اس سے کہا تو کتنی عجیب عورت ہے حسن وجمال کی ملکہ ہونے کے باوجود تو ایسے شخص کے ساتھ زندگی بسر کررہی ہے جو بہت ہی غریب اور نادار ہے جو تجھے زندگی کی تمام ضروریات کے سامان اور آرام وآسائش نہیں دے

پاتا۔ اگر تو چاہے تو بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہے بادشاہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تو لکڑ ہارے کو چھوڑ دے گی تو میں تجھے اپنی ملکہ بنا کر محل کی زینت بناؤں گا تجھے ہیرے جواہرات سے آراستہ کردوں گا تیرے لئے عمدہ ریشمی اور قیمتی کپڑوں کا لباس ہوگا۔ ہمہ وقت تیری خدمت کے لئے کنیزیں اور خدام ہوں گے تجھے عمدہ سے عمدہ بستروں پر آرام سے زندگی گزارنے کا حسین موقع مل جائے گا بس تو لکڑ ہارے تو چھوڑ کر میرے پاس آجا۔ جب اس عورت نے یہ باتیں سنیں تو وہ لالچ میں آگئی اور اس کی نظروں میں بلند و بالا محلات اور اس کی آسائشیں گردش کرنے لگیں۔ چنانچہ اس نے لکڑ ہارے سے بے رخی اختیار کرلی اور ہر وقت اس سے ناراض رہنے لگی۔ جب لکڑ ہارے نے محسوس کیا کہ یہ مجھ سے بے رخی اختیار کررہی ہے تو اس نے پوچھا: اے اللہ کی بندی تم نے یہ رویہ کیوں اختیار کرلیا ہے؟ یہ سن کر اس عورت نے اور زیادہ سخت رویہ اختیار کرلیا۔ آخر کار مجبوراً لکڑ ہارے نے اس حسین وجمیل لالچی اور بے وفا عورت کو طلاق دے دی۔ وہ خوشی خوشی بادشاہ کے پاس چلی گئی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس نے فوراً ہی اس سے شادی کرلی۔ بڑی دھوم دھام سے جشن منایا گیا پھر جب بادشاہ اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس حجرۂ عروسی میں پہنچا اور پردہ ہٹایا تو اچانک بادشاہ اور اس کی دلہن دونوں اندھے ہوگئے۔ نہ تو وہ عورت بادشاہ کو دیکھ سکی اور نہ بادشاہ ہی اس بے وفا لالچی عورت کے حسن و جمال کا نظارہ کرسکتا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دلہن کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے چھو سکے لیکن اس کا ہاتھ خشک ہوگیا، پھر عورت نے بادشاہ کو چھونا چاہا تو اس کے ہاتھ بھی خشک ہوگئے پھر جب انہوں نے ایک دوسرے سے بات کرنا چاہا تو دونوں ہی گونگے اور بہرے ہوگئے اور ان کی شہوت بالکل ختم ہوگئی۔ اب دونوں بہت پریشان ہوئے۔ صبح جب خدام خدمت کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ بادشاہ اور اس کی نئی ملکہ دونوں ہی گونگے بہرے اور اندھے ہوچکے ہیں اور ان کے ہاتھ بھی بالکل بے کار ہوچکے ہیں۔

جب یہ خبر اس دور کے نبی علیہ السلام کو پہونچی تو انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ان دونوں کے بارے میں عرض کی تو بارگاہ خدا سے ارشاد ہوا میں ہرگز ان دونوں کو معاف نہیں کروں گا۔ کیا انہوں نے گمان کرلیا ہے کہ جو حرکت وہ لکڑ ہارے کے ساتھ کررہے ہیں میں اس سے بے

خبر ہوں۔(عیون الحکایات،جلد اول،صفحہ۱۹۱)

سبق: شہوت اور لالچ یہ دونوں بہت بری چیزیں ہیں۔شہوت نے بادشاہ کو اور لالچ نے اس حسین وجمیل عورت کو اندھا، گونگا، اور بہرا بنادیا۔ایک عقلمند کا قول ہے جس انسان پراس کا نفس غالب آجاتا ہے۔وہ شہوات کا قیدی ہوجاتا ہے اور بیہودگی کا تابع بن جاتا ہے، اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہوجاتا ہے، جس کسی نے بھی اپنے اعضا کی زمین کو شہوات کے پانی سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی۔اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے۔

۱۔فرشتوں کو پیدا فرمایا، ان میں عقل رکھی، مگر شہوات سے پاک ومنزہ رکھا۔

۲۔جانوروں کو پیدا کیا، ان میں شہوت رکھی مگر عقل سے عاری کردیا۔

۳۔انسان کو پیدا فرمایا ان میں عقل اور شہوت دونوں ودیعت فرمائی اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آجاتی ہے وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس مسلمان کی شہوت پر اس کی عقل غالب آجاتی ہے وہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شہوت اور لالچ جیسی بلاؤں سے محفوظ ومامون رکھے۔

......☆☆☆......

ایمان کی دولت سے دنیوی دولت کا حصول

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو مجوسی آتش پرست بھائی تھے۔ایک دن چھوٹے نے اپنے بڑے بھائی سے کہا ہمیں ایک طویل مدت آگ کی پرستش کرتے گذری ہے، آیئے دیکھئے کیا آگ ہمیں محفوظ رکھتی ہے یا جلاتی ہے؟ یہ کہتے ہوئے دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈالا ہی تھا کہ اس نے جلانا شروع کردیا۔یہ دیکھتے ہوئے دونوں بھائی حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تاکہ ان کے ہاتھ پر اسلام کی دولت حاصل کریں۔لیکن بڑے پر بدبختی مسلط ہوئی وہ کہنے لگا: آگ کے سوا میں کسی کی پوجا نہیں کروں گا۔لیکن چھوٹا بھائی اسلام سے مشرف ہوا اور کھنڈرات میں جا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی

عبادت میں مصروف ہوگیا۔ اور اپنے کھانے پینے اور بچوں کی کفالت سے بھی بے نیاز ہوگیا۔ جب واپس گھر آیا تو اس کی زوجہ کہنے لگی کیا کمائی کر کے لائے ہو؟ اس نے جواباً کہا: میں نے ایک بادشاہ کے ہاں کام شروع کر رکھا ہے اس نے فرمایا ہے: کل تجھے عطا کیا جائے گا۔

القصہ تمام گھر والے رات بھر بھوکے رہے، دوسرے روز بھی فاقہ میں گزارا۔ جب تیسرا دن ہوا تو وہ اپنی عادت کے مطابق اسی غار میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض گزار ہوا اور کہا الٰہی! تو نے مجھے اسلام سے عزت وتکریم عطا فرمائی۔ بس اب میری گزارش ہے کہ اس دین اسلام اور اس دن جمعہ المبارک کے صدقے میں میرے دل سے بچوں کے نان ونفقہ کا خیال اور غم اُٹھالے پس جب وہ رات کو گھر پہنچا تو بچوں کو خوشی ومسرت کے عالم میں پایا اور ان کے پاس بکثرت طعام دیکھا۔

دریافت کرنے پر اس کی بیوی نے عرض کیا آج ظہر کے وقت ایک آدمی آیا تھا جس کے پاس ایک ہزار دینار سے بھری ہوئی پلیٹ تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ تمہارے خاوند کے اعمال کی اجرت ہے۔ اگر زیادہ کرے گا تو اور زیادہ عطا کیا جائے گا۔ پس میں نے ان دیناروں میں سے ایک دینار لیا اور نصرانی سنار کے پاس چلا گیا جب اس نے دینار دیکھا تو کہنے لگا بے شک یہ دنیا کے دیناروں میں سے نہیں ہے۔ یہ تو آخرت کے تحائف میں سے ہے۔ میں نے تمام قصہ سنایا تو اس نے اسلام قبول کرلیا اور اپنی طرف سے ایک ہزار درہم مزید دیتے ہوئے سجدۂ شکر بجالایا۔ (نزھۃ المجالس، اول، صفحہ۱۶۶)

سبق: پروردگار عالم کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے بس ہمیں مانگنے کا طریقہ معلوم نہیں ہے اگر ہم اس کے بتائے ہوئے طریقہ سے پاک پروردگار سے کسی چیز کا سوال کریں تو وہ ضرور عطا فرمائے۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

......☆☆☆......

مہمان نوازی کی برکت

حضرت شیخ ابوالربیع المالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نیک بخت عورت کا شہرہ سنا کہ فلاں بستی میں ہے اور وہ صاحب کرامت ہے ہماری عادت تھی کہ ہم غیر محرم عورتوں کو نہیں دیکھتے تھے۔لیکن اس کی کرامت دیکھنے کے شوق سے جانا پڑا۔ وہ بی بی فصہ کے نام سے مشہور ہوگئی تھی۔ہم اس بستی میں پہنچے تو لوگوں نے کہا اس کی بکری سے دودھ اور شہد آتا ہے ہم نے یہ منظر دیکھنے کے لئے جدید برتن خریدا جس میں پہلے کوئی شئی نہیں رکھی گئی تھی ہم اس بی بی کے گھر گئے اور اسی بکری کا دودھ طلب کیا۔اور برتن دے کر کہا بی بی اس بکری سے ہمیں دودھ پلا جس کا شہرہ ہے کہ اس سے دودھ اور شہد حاصل ہوتے ہیں۔ بی بی نے ہمارا برتن اور وہی بکری ہمارے ہاں بھیج دی اور فرمایا اس کا دودھ اپنے ہاتھوں خود دودھ لو ہم نے اسے دوہا تو واقعی برتن میں دودھ اور شہد تھا۔جیسے ہم نے پیا اس پر مزید یقین ہوگیا کہ واقعی بی بی کی کرامت حق ہے۔

ہم نے بی بی سے حالات پوچھے تو فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک چھوٹی سی بکری تھی اور ہم نہایت تنگدست تھے سوائے اس بکری کے بچہ کے ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔اچانک عید کے دن ہمارے یہاں مہمان آ گئے میرا شوہر نیک بخت صالح انسان ہے فرمایا: یہی بکری کا بچہ ذبح کر کے مہمان کو کھلا دیا جائے۔ میں نے کہا ایسا نہ کرو کیونکہ ہمارے لئے عید کی قربانی واجب بھی نہیں اور اللہ تعالٰی کو ہمارے حالات بخوبی معلوم ہیں،لیکن مہمان نوازی کی نیت سے ہم نے باہم مشورہ سے طے کر لیا کہ یہی بکری مہمان کی تعظیم وتکریم کے لئے ضروری ہے اس لئے یہ بکری کا بچہ ذبح کر دینا ہمارے لئے خیر و بھلائی ہے مشورہ طے ہوگیا لیکن ایک فکر لاحق ہوئی کہ اگر یہ بکری کا بچہ یہاں ذبح ہو تو ہمارے چھوٹے بچے اسے ذبح نہیں کرنے دیں گے۔ میں نے کہا اسے دیوار کے

پیچھے جا کر ذبح کردو وہ ذبح کرنے کے لئے اسے لے گئے لیکن یہی بکری چھلانگ لگا کر ہمارے گھر میں آ گئی میں نے سمجھا میرے شوہر نے بکری کو ذبح نہیں کیا میں نے آواز دی تو اس نے کہا بکری ذبح ہوگئی میں باہر آ گئی تو واقعی وہ ذبح کر چکا تھا۔اور اس کی کھال بھی اتار لی گئی لیکن یہ بکری ہمارے یہاں کہاں سے آ گئی ہم نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہمان نوازی کی برکت سے انعام بخشا ہے وہی بکری ہے جس سے دودھ اور شہد حاصل ہوتا ہے۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن، پ۲۹،صفحہ۱۱۵)

سبق: مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔مہمان بہت ساری برکتیں لے کر آتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مہمان بن کر خود آ جائے تو کچھ تکلف نہ کر اور اگر تو بلائے تو کچھ اُٹھا نہ رکھ یعنی جو تکلف تجھ سے ہو سکے کر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مہمان نہیں اس میں خیر نہیں اور ارشاد فرمایا مہمان کے واسطے تکلف نہ کریں کیونکہ جب تکلف کرو گے تو اس کے ساتھ دشمنی رکھو گے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔

اللہ میرے رزق کی برکت نہ چلی جائے　　　دو روز سے گھر میں کوئی مہمان نہیں ہے

......☆☆☆......

سچی توبہ کی برکت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بار بہت سخت قحط پڑا بنی اسرائیل جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اے اللہ کے نبی اپنے پروردگار سے بارش کی دعا فرمایئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو ساتھ لے کر آبادی سے باہر ویرانے میں نکلے وہ لوگ ستر ہزار سے زیادہ تھے۔آپ نے دعا فرمائی: ''الٰھی اسقنا غیثك وانشرعلینا رحمتك وارحمنا بالاطفال الرضع والبھائم الرقع والشیوخ الرکع ''ترجمہ: الٰہی ہم پر بارش برسا! اور اپنی رحمت ہم پر پھیلا اور ہم پر رحم فرما شیر خوار بچوں کے صدقہ، چرنے چگنے والے جانوروں کے طفیل اور نمازی بوڑھوں کے واسطے۔

مگر آسمان پہلے سے زیادہ صاف ہوگیا اور سورج کی گرمی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار! اگر تیرے حضور میرا رتبہ کم ہوگیا ہے تو میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں۔ ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔

وحی آئی کہ اے موسیٰ! میرے نزدیک آپ کا مرتبہ کم نہیں ہوا ہے اور نہ آپ کی وجاہت میں کمی آئی ہے۔ مگر ان لوگوں میں ایک ایسا شخص ہے جو چالیس سال سے گناہ کے ذریعہ مجھ سے برسرپیکار ہے۔ آپ اعلان کردیں کہ وہ شخص آپ کے صحابہ میں سے نکل جائے میں نے اسی کی وجہ سے بارش روک دی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مالک ومولیٰ میری کمزور آواز ان تمام لوگوں تک کیسی پہونچے گی؟ جب کہ یہ لوگ کم وبیش ستر ہزار ہیں۔ ارشاد عالی ہوا: آواز دینا تمہارا کام ہے اور پہونچانا ہمارا کام ہے۔ آپ نے اعلان کیا: اے چالیس سال سے گناہوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے والے انسان۔ ہمارے اندر سے نکل جا، تیری بداعمالی ہی کے سبب بارش رکی ہوئی ہے۔ اس اعلان کو سن کر وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ شاید اور کوئی نکلے مگر اسے کوئی اُٹھ کر جاتا نظر نہیں آیا۔ لہٰذا وہ سمجھ گیا کہ یہ حکم مجھے دیا جارہا ہے۔ اس نے فوراً چادر میں خود کو چھپا کر سچے دل سے توبہ کی اور عرض کی۔

اے غفور الرحیم رب! میں نے چالیس برس تک تیری نافرمانی کی تو تو نے مجھے آزادی دی۔ اب میں تائب ہوکر تیرے حضور آیا ہوں۔ مجھے قبول فرما اس کی مناجات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس زور کی بارش ہوئی جیسے مشک کے منہ کھول دیئے گئے ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا: یارب ابھی تو کوئی نکل کر گیا بھی نہیں، پھر یہ بارش کیسے نازل ہوگئی۔

ارشاد عالی ہوا، پیارے کلیم! جس کے گناہوں کی وجہ سے بارش روکی گئی تھی اس کی توبہ کی وجہ سے میرا موسلا دھار کرم برس رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مالک بے نیاز مجھے اس شخص کو دکھادے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہوا: اے موسیٰ! میں نے اسے اس کی نافرمانی کے

زمانے میں رسوانہیں ہونے دیا۔اب وہ فرمابردار ہوگیا ہے تو اسے کیسے رسوا کروں گا؟ میں چغلی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہوں اور خود ہی ایسا کروں؟ (روض الریاحین، بزم اولیاء،۵۲۶)

سبق: پروردگار عالم کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ جب کوئی گنہگار اور نافرمان سچے دل سے تائب ہوجاتا ہے تو اس کی رحمت فوراً اس کو اپنے آغوش میں لے لیتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقبول بندوں سے محبت فرماتا ہے اور ان کی دعاؤں کو مقبول فرمالیتا ہے۔ پروردگار عالم ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرومنزل ہی نہیں

......☆☆☆......

بدنام زمانہ فاحشہ اور عابد

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فاحشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حسن دیا گیا ہے۔اس کی بدکاری بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی جب تک وہ سو دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو آنے نہ دیتی لوگ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اتنی بھاری رقم دے کر بھی اس سے بدکاری کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک عابد کی اس عورت پر اچانک نظر پڑ گئی اتنی حسین وجمیل عورت دیکھ کر وہ عابد اس کے حسن و جمال میں مبتلا ہوگیا اور اس سے عشق کرنے لگا۔اس نے ارادہ کیا کہ میں اس حسن و جمال کی ملکہ کا قرب ضرور حاصل کروں گا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ سو دینار دیئے بغیر میری یہ تمنا پوری نہیں ہوسکتی اس نے سو دینار حاصل کرنے کے لئے دن رات مزدوری کی کافی دنوں کے بعد اس کے پاس جب سو دینار جمع ہوگئے تو وہ اس بدکار عورت کے پاس پہنچا اور کہا: اے حسن و جمال کی پیکر میں پہلی ہی نظر میں تیرا دیوانہ ہوگیا تھا۔ تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے میں نے مزدوری کی اور اب سو دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔

یہ سن کر اس فاحشہ عورت نے کہا: اندر آ جاؤ۔ جب وہ عابد کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ حسین وجمیل عورت سونے کے تخت پر بیٹھی ہے، اس نے عابد سے کہا میرے قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کرلو۔ میں حاضر ہوں آؤ میرے قریب آؤ۔ وہ عابد بے تاب ہو کر اس کے قریب گیا اور تخت پر بیٹھ گیا جب دونوں بدکاری کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو اس عابد کی گذشتہ عبادتیں اس کے کام آ گئیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آ گیا بس یہ خیال آیا ہی تھا، کہ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کی شہوت ختم ہو گئی۔ اور اسے اپنے اس فعل بد کے ارادے پر بڑی شرمندگی ہوئی اس نے عورت سے کہا: مجھے جانے دو اور یہ سو دینار تم اپنے پاس رکھ لو میں اس گناہ سے باز آیا اس عورت نے حیران ہو کر کہا، آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کہہ رہے تھے تمہارا حسن و جمال دیکھ کر میں دیوانہ ہو گیا ہوں اور میرا قرب حاصل کرنے کے لئے تم نے بہت مزدوری اور محنت کی اب جب تجھے میرا قرب حاصل ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا ہے تو اب تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو آخر کیا چیز تمہیں میرے قریب آنے سے روکنے والی ہے۔

یہ سن کر عابد نے کہا: مجھے اپنے پروردگار سے ڈر لگ رہا ہے اور اس کا خوف تیری طرف مائل ہونے سے روک رہا ہے۔ مجھے اس دن کا خوف دامن گیر ہے جب میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔

اگر میں نے یہ گناہ کر لیا تو کل قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کس طرح کر سکوں گا؟ اس لئے اب میرا دل تجھ سے اچاٹ ہو چکا ہے۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔

عابد کی یہ باتیں سن کر فاحشہ عورت بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو میں بھی پختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہرگز نہیں بن سکتا۔ میں تم ہی سے شادی کروں گی۔ عابد کہنے لگا تم مجھے چھوڑ دو مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ عورت نے کہا: اگر تم مجھ سے شادی کر لو تو میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔ عابد نے کہا: جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں شادی کے لئے تیار نہیں۔ عورت نے کہا: اچھا! ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں

تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی پھر وہ عابد سر پر کپڑا ڈالے منہ چھپائے شرمندہ ہوکر وہاں سے نکلا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔

فاحشہ عورت کے دل میں اس عابد کی باتیں اثر کر چکی تھیں اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کیا اور اپنے شہر کو خیر باد کہا اور اس عابد کے بارے میں پوچھتی پوچھتی اس کے گھر پہنچ گئی لوگوں نے عابد کو بتایا کہ فلاں عورت تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ عابد باہر آیا جیسے ہی اس کی نظر عورت پر پڑی تو ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ عورت اس کی طرف بڑھی دیکھا تو اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا وہ بہت زیادہ غمگین ہوئی اور اس نے لوگوں سے پوچھا کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں! اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ بہت غریب ہے۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا میں اس نیک عابد سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن یہ دنیا سے رخصت ہوگیا اب میں اس کی محبت میں اس کے بھائی سے شادی کروں گی۔

چنانچہ اس عورت نے عابد کے بھائی سے شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی اور ان کے یہاں سات بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب اپنے زمانے کے مشہور ولی بنے۔ (روض الریاحین، صفحہ ۲۸۰، عیون الحکایات، جلد اول، صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹)

سبق: اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی اپنا خوف ڈال دے تا کہ ہم بھی برائیوں اور بداعمالیوں سے محفوظ ومامون رہیں۔ (آمین)

......☆☆☆......

شراب خالص گھی بن گئی

عارف ربانی شیخ کبیر حضرت عیسیٰ تہان یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن ایک طوائف کے پاس سے گذرے اس سے فرمایا، آج رات میں تیرے پاس آؤں گا طوائف خوب زیب وزینت کے ساتھ شیخ کا انتظار کرنے لگی کچھ اور لوگوں نے بھی یہ بات سن لی تھی سب نے بہت تعجب کیا۔ عشاء

کے بعد آپ وعدہ کے مطابق طوائف کے گھر تشریف لے گئے وہاں پہونچ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر فوراً واپس ہو گئے۔طوائف نے عرض کیا آپ اتنی جلدی تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا جس کام کے لئے آیا تھا وہ ہو گیا۔طوائف کی حالت میں اسی وقت انقلاب پیدا ہوا۔اس نے شیخ کے سامنے توبہ کی شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح پڑھا دیا۔اور فقیر کو حکم دیا کہ ولیمہ کا انتظام کرو۔اور صرف روٹیاں پکانا،سالن کی ضرورت نہ ہوگی دعوت ولیمہ کا وقت آیا تو فقیر اور اس کی بیوی نے صرف روٹیاں پکا کر حضرت کے سامنے حاضر کر دیں۔

شہر کا ایک امیر آدمی اس عورت کا پرانا آشنا تھا۔اس سے ایک شخص نے جا کر کہا طائفہ نے اپنے کام سے توبہ کر لی ہے اور اس کا ایک فقیر سے نکاح ہو چکا ہے۔ولیمہ میں صرف روٹیاں پک رہی ہیں۔سالن نہیں وہ یہ سن کر بہت جل بھن اُٹھا اور جلن میں اس نے یہ حرکت کی کہ اس آدمی کے ذریعہ شراب کی دو بوتلیں حضرت شیخ کے پاس بھیج دی اور لے جانے والے سے سلام کہلوایا اور یہ بھی کہلا دیا کہ میں نے سنا کہ ولیمہ میں سالن کا انتظام نہیں ہے۔اس لئے یہ سالن بھیج رہا ہوں۔وہ چاہتا تھا کہ اس طرح سے حضرت کو شرمندہ کرے اور فقیر کو رنج پہونچائے۔

قاصد اس امیر انسان کا پیغام اور شراب کی بوتلیں لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں پہونچا حضرت انتظار کر رہی رہے تھے آپ نے فرمایا: آنے میں تم نے کافی دیر کر دی پھر اس کے ہاتھ سے بوتلیں لے کر انہیں خوب ہلایا اور برتن میں انڈیل دیا۔اور اس لانے والے سے فرمایا: تو بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لے۔اب وہ شراب نہیں بلکہ خالص اور خوشبودار گھی تھا۔قاصد کہتا ہے کہ میں نے اتنا عمدہ گھی کبھی نہیں کھایا اس نے امیر کو جا کر ساری بات بتائی اس نے آکر یہاں جو کچھ دیکھا اس پر سخت حیران رہ گیا اور حضرت شیخ کی خدمت میں آکر معافی مانگی اور تائب ہوا۔"ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء بغير حساب ۔(بزم اولیاء،صفحہ ۴۷۰،حیات الحیوان،جلد دوم،صفحہ ۲۲۸)

سبق: پروردگار عالم نے اپنے محبوب بندوں کو ایسی قوت وطاقت دی ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے وقت کی عظیم طوائف کو بھی اللہ کی محبوب بندی بنا دیتے ہیں۔اللہ کا ایک ولی توجہ

فرما دیتا ہے تو خالص شراب عمدہ اور بہترین گھی بن جاتی ہے اولیائے کرام کی یہ روشن کرامتیں ہیں جوزبان حال سے اعلان کرتی ہیں۔

تصرفات ولایت وہ چاند تارے ہیں
کہ آفتاب پہ غالب ہے روشنی ان کی
مرضی مولیٰ میں انسان جو ڈھل جاتا ہے
وہ نظر کردے تو پتھر بھی پگھل جاتا ہے

......☆☆☆......

لالچ بری بلا ہے

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر آیا اور عرض کیا میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ وہ شخص حضرت کے ساتھ چلا جب دونوں ایک نہر کے کنارے پہونچے تو ناشتہ کرنے بیٹھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک حضرت نے تناول فرمائی اور دوسری روٹی اس شخص نے کھائی اور تیسری روٹی وہیں رکھی رہی۔ حضرت نہر کے پاس پانی لینے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو وہ روٹی غائب تھی، اس شخص سے پوچھا روٹی کس نے لی اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ وہاں سے روانہ ہوئے وہ شخص بھی چلا راستے میں ایک جگہ ہرنی اپنے دو بچوں کے ساتھ نظر آئی۔ آپ نے ایک بچہ کو بلایا وہ آگیا تو اس کو ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر تناول فرمایا۔ اور اس شخص کو بھی کھلایا اس کے بعد ہرنی کے ذبح شدہ بچے سے فرمایا: ''قم باذن اللہ'' وہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا: اس خدا کا واسطہ جس نے تمہیں یہ معجزہ دکھایا۔ بتا روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہو کر ایک ریگستان میں پہونچے۔ وہاں آپ نے بہت سی ریت اکھٹا فرمائی اور کہا اللہ کے حکم سے سونا بن جا ریت فوراً سونا بن گئی۔ آپ نے سونے کے تین حصے کئے اور فرمایا ایک حصہ میرا، ایک حصہ تیرا، اور ایک حصہ اس شخص کا جس نے روٹی لی وہ شخص بولا روٹی میں نے ہی لی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ

تمام سونا تیرا ہی ہے۔اور اسے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد اس شخص کو یہ فکر ہوئی کہ اتنا سونا کیسے لے جاؤں؟ اتنے میں دو آدمی اور اس کی جانب آتے دکھائی دیئے۔ان دونوں نے اس کے پاس اتنا سونا دیکھا تو ارادہ کیا کہ اسے مارڈالیں اور سونے پر قابض ہو جائیں۔لیکن سونا والا سمجھ گیا اور اس نے کہا کہ یہ سونا ہم تینوں آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں۔تینوں پر بھوک کا غلبہ تھا اس لئے آپس میں مشورہ کر کے ایک شخص کو کھانا خریدنے کے لئے شہر بھیجا اس نے سوچا میں کھانے میں زہر ملا دوں تا کہ یہ دونوں زہریلا کھانا کھا کر مر جائیں اور تمام سونا میرا ہو جائے ادھر ان دونون نے پلان بنایا کہ کھانا لے کر آتے ہی ہم دونوں مل کر اس کو مارڈالیں اور آپس میں آدھا آدھا سونا تقسیم کرلیں۔چنانچہ ایسا ہی کیا اور کھانا لے کر آتے ہی اسے قتل کرڈالا۔اور پھر اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھے۔کھانا چونکہ زہریلا تھا اس لئے وہ دونون بھی مر گئے تینوں لاشیں اور سونا اسی طرح ریگستان میں پڑا رہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اسی راستے سے گذرے تو اپنے مصاحبین سے فرمایا یہ ہے دنیا اس سے دور رہو۔(حیات الحیوان ، جلد دوم،صفحہ ۳۳، مکاشفۃ القلوب ۴۵۵،۴۵۶، احیاء العلوم،جلد۴،صفحہ ۴۶۲،۴۶۳)

سبق: لالچ بہت بری بلا ہے۔اس سے انسان کو ہمیشہ دور رہنا چاہئے۔حضرت ابن سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اُمیدیں تیرے دل کا جال اور پیروں کی بیڑیاں ہیں، دل سے اُمیدیں نکال دے تیرے پاؤں بیڑیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

لالچ ہی نے ان تین شخصوں کی جان لے لی۔اللہ رب العزت ہمیں لالچ وحرص جیسی مصیبت سے محفوظ و مامون رکھے۔

کتنی بے اعتبار ہے دنیا — موت کا انتظار ہے دنیا
گرچہ ظاہر میں صورت گل ہے — پرحقیقت میں خار ہے دنیا
ایک جھونکے میں ادھر سے ادھر — چار دن کی بہار ہے دنیا

......☆☆☆......

درود پاک کی برکت سے تنگ دست تاجر مالدار بن گیا

بغداد شریف میں ایک بہت مالدار اور صاحب ثروت تاجر رہتا تھا۔ خشکی اور نرمی میں اس کے کاروبار کی دھوم تھی، گردش دوراں نے اس کے کاروبار کو درہم برہم کر دیا، اس کے تمام مال ودولت تباہ ہو گئے اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا۔ قرض خواہوں نے پریشان کر دیا ایک قرض خواہ کا اس سے سامنا ہوا، اس نے اپنا قرض طلب کیا لیکن کچھ نہ پایا اس پر کہنے لگا ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفا نہ دیکھی۔

مقروض نے کہا: خدا کے واسطے مجھے رسوا نہ کر میرے ذمہ اور لوگوں کے بھی قرض ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو وہ بھی مجھ پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیں گے۔ حالانکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے قرض خواہ نے اس کو لے جا کر قاضی کے سامنے کھڑا کر دیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا: تو نے اس سے قرض لیا ہے؟ مقروض نے کہا: ہاں لیا تھا لیکن اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ جس سے میں قرض ادا کر سکوں۔ قاضی صاحب نے کہا: کوئی معتبر ضامن پیش کرو ورنہ جیل میں ڈالدیا جائے گا۔ ضامن لینے کے لئے گیا لیکن کوئی ضمانت اُٹھانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ سرکاری ملازم نے کہا قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے جیل جانا ضروری ہو گیا ہے۔ اس شخص نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدا کے نام پر سوال کیا کہ مجھے اس رات اپنے بچوں میں گزارنے کی مہلت دی جائے میں صبح سویرے خود حاضر ہو جاؤں گا۔ اور جیل چلا جاؤں گا پھر میری قبر بھی وہیں ہو گی مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی راستہ نکال دے اور یہ بھی کہا کہ: اس رات کے میرے ضامن محمد ﷺ ہیں۔ قرض خواہ نے کہا مجھے منظور ہے۔

وہ شخص پریشان، دل برداشتہ ہو کر گھر گیا، تو بیوی نے سبب پوچھا اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا

اور یہ بھی کہا کہ آج کی رات کے لئے آقائے دو عالم ﷺ کو ضامن بنایا ہے۔ بیوی بولی آپ فکر نہ کریں جس کے ضامن آقائے دو عالم ﷺ ہو وہ مغموم کیوں رہے؟

پھر سوتے وقت اس نے نبی پاک ﷺ پر درود پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ درود پڑھتے پڑھتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور بشارت سنائی۔ میرے پیارے امتی کیوں پریشان ہو۔ فکر مت کر صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہنا تجھے رسول اکرم ﷺ نے سلام فرمایا ہے اور حکم دیا کہ میری طرف سے قرض جو پانچ سو دینار ہے ادا کر دو جس کی وجہ سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں صرف رسول اکرم ﷺ کی ضمانت پر باہر آیا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے اس کی ایک نشانی بھی بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات نبی پاک ﷺ پر ایک ہزار مرتبہ درود پاک بھیجتے ہو گذشتہ رات تم گنتی بھول گئے تمہیں شک گذرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ حقیقت میں گنتی پوری تھی۔

اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہوا پھر جب وہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر وزیر کی طرف چلا۔ دیکھتا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ کہا اللہ کے رسول ﷺ نے اور حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری طرف سے قرض ادا کر دو جو اتنا اتنا ہے۔ جب وزیر نے نشانی طلب کی تو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سنا دیا۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس کی سچائی ظاہر ہو گئی۔ وزیر اندر گیا اور اس کو بھی اندر آنے کو کہا اور اچھی جگہ بٹھایا اور کہا ایک مرتبہ پھر مجھے میرے آقا کا پیغام سنا دیجئے اس نے اس کے روبرو پھر وہی بات دہرائی وزیر سن کر باغ باغ ہو گیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا یہ سب عظمت رسول ﷺ کے لئے تھا۔ اور کہا مرحبا! اے قاصد رسول ﷺ اور اسے پانچ سو دینار خوش خبری سنانے کے لئے پانچ سو دینار سچا خواب بیان کرنے کے لئے، پانچ سو دینار ادائیگی قرض کے لئے، پانچ سو دینار اہل وعیال کے لئے، پانچ سو دینار گھریلو اخراجات کے لئے، عطا کئے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا۔ پانچ سو دینار لئے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور

اسے قاضی کے پاس چلنے کو کہا۔ وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا رسول اکرم ﷺ نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض میں تمہاری طرف سے خود ادا کر دوں۔ علاوہ اس کے میرے مال سے تمہیں اتنی ہی رقم اور دی جائے گی۔ اس پر قرض خواہ نے کہا میں تمہیں گواہ بنا کر سارا قرض چھوڑ تا ہوں۔ اور اپنی طرف سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا۔ یہ رسول اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کی برکت کا ثمرہ ہے۔ (سعادۃ الدارین، صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

......☆☆☆......

درود پاک پڑھنے والا نبی پاک ﷺ کی ضمانت میں ہے

حضرت احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جو درود پاک کی برکتیں دیکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رات کو میں بیدار ہوا۔ رات کے درمیانی حصے میں میں نے اپنا ورد وظیفہ پڑھا اور بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے لگا مجھے نیند کی وجہ سے اونگھ آنے لگی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جکڑا ہوا شخص ہے جس کی کمر میں ٹخنوں تک تارکوں کی شلوار ہے جسم اور سر بہت بڑا ہے۔ چہرہ سیاہ اور ناک بڑی ہے چہرے پر زخموں کے نشانات ہیں۔ ایک قوم اس کو گھسیٹتے جا رہی ہے میں نے کہا اے قوم! میں تم سے اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ابو جہل ملعون ہے میں نے کہا اے دشمن خدا یہ ہے تیری اور ہر منکر خدا اور رسول کی سزا پھر میں نے عرض کیا: الٰہی جس طرح تو نے مجھے حضور کا دشمن دیکھایا ہے اسی طرح اپنے نبی کی زیارت سے بھی مشرف فرما تو ارحم الراحمین ہے پھر میرا اگز را یک ایسی زمین پر ہوا جسے میں پہنچانتا نہیں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک جان پہچان والا دوست جو نیک اور بزرگ تھا۔ حج بیت اللہ کے لئے جا رہا ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اس

نے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو کہنے لگا مسجد نبوی کی طرف میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے اس نے کہا یہ نبی پاک ﷺ کی مسجد ہے میں نے کہا: یہ نبی پاک ﷺ کی مسجد ہے یہ حضور اکرم ﷺ کی مسجد ہے لیکن مسجد والے آقا ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا ذرا صبر کر ابھی تیرے پاس تشریف لانے والے ہیں۔ پس نبی پاک ﷺ رونق افروز ہوئے۔

آپ کے ساتھ ایک اور بزرگ تھے جن کا چہرہ نورانی تھا، میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا میں نے دونوں حضرات سے دعا کی درخواست کی دونوں نے مجھے دعا دی پھر میں نے دونوں حضرات سے ضامن بننے کی درخواست کی نبی پاک ﷺ نے فرمایا تمہارے خاتمہ بالخیر کا ضامن ہوں پھر میں نے عرض کیا: سرکار کوئی مفید نصیحت فرمائیں فرمایا: درود وسلام میں اضافہ کرو۔ میں نے عرض کیا: حضور جب میں درود وسلام بھیجتا ہوں، کیا آپ سماعت فرماتے ہیں۔ فرمایا: ہاں! اور یہی نہیں بلکہ تیری مجلس میں ملائکہ مقربین بھی حاضر ہوتے ہیں میں نے عرض کیا سرکار! میرے ضامن بن جائیں فرمایا تم میری ضمانت میں ہو پھر میں نے عرض کیا میرے ساتھیوں کو بھی حضور کی ضمانت مل جائے۔ فرمایا تیرے ساتھی بھی میری ضمانت میں ہوں گے میں نے عرض کیا میرا افلاں ساتھی؟ فرمایا وہ مرد صالح ہے پھر میں نے اپنے شیخ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ اولیاء اللہ میں سے ہے میں نے عرض کیا حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر اس مسلمان کے ضامن ہوں جو درود وسلام پر لکھی گئی اس کتاب کو پڑھے فرمایا میں اس کے پڑھنے والے کا ضامن ہوں اور اس کا بھی جو اس کتاب میں لکھے گئے صیغوں کے ساتھ درود وسلام بھیجے تم اس پر کاربند ہو اور اس میں کچھ اضافہ بھی کرو جو مانگو گے ملے گا۔

پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور ترقی کی اُمید ہے اور یہ بھی کہ اپنے فضل وکرم سے وہ دنیا وآخرت میں اپنے نبی کے چہرے اقدس کی زیارت سے ہم کو محروم نہ فرمائے۔ آمین (سعادۃ الدارین، صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

سبق: درود پاک کی بڑی فضیلتیں اور برکتیں ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا ایک فرشتہ ہے جس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ جب میرا کوئی امتی محبت کے ساتھ مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر اپنے پر کو جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے جو قطرے ٹپکتے ہیں ان ہر قطروں سے اللہ تبارک وتعالیٰ ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جو قیامت تک مجھ پر درود پڑھنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (الکلام الاوضع)

اللہ رب العزت ہمیں محبت کے ساتھ اپنے پیارے رسول پر درود وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مومنو! پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

......☆☆☆......

حضرت شاہ عبدالرحیم اور موئے مبارک کا احترام

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایک مرتبہ مجھے شدت کا بخار ہوا اور بیماری بہت بڑھ گئی یہاں تک کہ میں زندگی سے مایوس ہو گیا، اسی دوران مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی میں نے دیکھا کہ سرکار کائنات ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''کیف حالک یا بنی'' اے میرے بیٹے کیا حال ہے؟

اس ارشاد مقدس کی لذت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ مجھے وجد آ گیا اور بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہو گئی۔ پھر آقائے دو جہاں ﷺ نے مجھے اس طرح اپنی آغوش مبارک میں لیا کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ ﷺ کا پیراہن شریف میرے آنسوؤں سے بھیگ گیا پھر رفتہ رفتہ میری حالت سکون سے بدل گئی، اور میرے دل میں خیال آیا کہ زمانہ گذر گیا اس آرزو میں کہ کہیں سے نبی پاک ﷺ کا موئے مبارک حاصل ہو کتنا کرم ہوگا اگر میرے آقا ﷺ مجھے یہ عظیم دولت عطا فرمائیں بس ابھی یہ سوچنا ہی تھا کہ آقائے دو عالم ﷺ

نے اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو موئے مبارک عطا فرمائے۔

میں نے سوچا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ موئے مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ دونوں موئے مبارک بیدار ہونے کے بعد بھی تمہارے پاس رہیں گے۔ پھر آقا ﷺ نے مجھے درازی عمر اور صحت و تندرستی کی بشارت دی تو اسی وقت آرام ہو گیا۔ پھر بیدار ہونے کے بعد میں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں وہ موئے مبارک موجود نہ تھے میں بہت رنجیدہ ہوا اور پھر آقائے دو عالم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ آقا ﷺ تشریف فرماں ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو!

میں نے تکیہ کے نیچے سے بال مبارک کو لیا اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ رکھ لیا بخار بالکل ختم ہو چکا تھا گھر والوں نے سمجھا شاید انتقال کا وقت قریب ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ رونے لگے اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت بالکل نہیں تھی اس لئے اشارہ کرتا رہا پھر کچھ دیر بعد مجھے طاقت حاصل ہو گئی اور ٹھیک ہو گیا۔

حضرت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں موئے مبارک کا یہ خاصہ تھا کہ آپس میں لپٹے رہتے تھے، لیکن جب درودِ پاک کا ورد کیا جاتا تھا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ تین بدعقیدہ شخص آئے جو اس معجزے کے منکر تھے اور آزمائش چاہی میں بے ادبی کے خوف سے آزمانے پر راضی نہیں ہوا لیکن جب بات بہت بڑھ گئی تو میرے احباب وہ موئے مبارک دھوپ میں لے گئے اسی وقت بادل آیا اور اس نے سایہ کر دیا حالاں کہ اس وقت سخت دھوپ تھی اور بادل کا موسم نہ تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے بدعقیدگی سے توبہ کر لی اور مان گیا۔ دوسرے دونوں نے کہا یہ اتفاق تھا لیکن جب دوسری مرتبہ موئے مبارک کو پھر دھوپ میں لے گئے تو بادل نے آ کر سایہ کر دیا یہ دیکھ کر دوسرے نے بھی بدعقیدگی سے توبہ کی اور مان گیا۔ تیسرے نے کہا یہ بھی ایک اتفاق ہی تھا۔ تیسری بار جب دھوپ میں لے گئے تو بادل نے آ کر سایہ کیا تیسرا بھی بدعقیدگی سے تائب ہو کر مان گیا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارکہ کی زیارت کے لئے آئے پس میں نے موئے مبارکہ والے صندوق کو باہر نکالا بہت سارے لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لئے چابھی لگائی تو تالا نہ کھلا بہت کوشش کی گئی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی پھر میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مجمع میں فلاں شخص ناپاک ہے۔اس کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا ہے۔ میں نے چھپاتے ہوئے کہا کہ تمام لوگ جائیں اور طہارت کر کے آئیں جب وہ ناپاک شخص مجمع سے باہر ہوا تو تالا کھل گیا اور سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے تو ایک موئے مبارک مجھے عنایت ہوا۔ والحمدللہ رب العالمین۔ (انفاس العارفین، ۳۹)

سبق: حضور اکرم ﷺ سے جن چیزوں کو نسبت ہو جائے ان کا ادب و احترام بہت ضروری ہے۔ آج کل بہت سی جگہوں پر موئے مبارک شریف اور جبہ مبارکہ کی زیارت کرائی جاتی ہے تو ہرگز ہرگز اس کی تکذیب نہیں کرنی چاہئے اور نہ اس کی بے ادبی کرنی چاہئے بلکہ انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ والہانہ محبت کرتے ہوئے ان کو تبرکات سمجھ کر زیارت کرنی چاہئے کیونکہ عمل کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

چمن طیبہ میں سنبل جو سوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

......☆☆☆......

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

مسیحی رومیوں کی سرحد پر مسلمان مشغول جہاد تھے کہ چودہ پندرہ سال کا ایک نوجوان مجنونانہ انداز میں چیخ رہا تھا۔ اے عینا مرضیہ تو کہاں ہے؟ اب تیری فرقت مجھے گوارا نہیں۔ اہل قافلہ حیران تھے کہ اس کو یک بیک کیا ہوگیا ہے۔ نوجوان کی حالت میں یہ تغیر اس وقت سے ظہور پذیر ہوا جب وہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے قافلہ میں مجاہدین کے ہمراہ سرحد روم پر پہونچا تھا۔ وہ راتوں کو متواتر جگتا رہتا اور نمازیں پڑھتا دن کو روزے رکھتا۔ رفقا اور ان کی سواریوں کی خدمت کرتا۔ سرحد پر پہونچنے کے بعد ایک رات اس پر غنودگی طاری ہوئی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا عینا مرضیہ تیرا انتظار کر رہی ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں وہ نوجوان کو لے کر ایک خوبصورت باغ میں داخل ہوا جہاں صاف وشفاف نہریں جاری تھیں، نہروں کے کنارے حسین وجمیل لڑکیاں زیور ولباس سے آراستہ موجود تھیں۔ ان لڑکیوں نے جب نوجوان کو دیکھا تو باہم سرگوشی کرنے لگی کہ یہ عینا مرضیہ کا شوہر ہے۔ نوجوان نے پوچھا تم میں عینا مرضیہ کون ہے؟

جواب ملا کہ ہم سب تو اس کی کنیز ہیں۔ نوجوان اور آگے بڑھا تو پہلے باغ سے اور زیادہ مرصع خوبصورت باغ ملا جہاں دودھ کی نہریں جاری تھیں وہاں پر بھی پہلی عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل لڑکیاں موجود تھیں۔ انہوں نے بھی نوجوان کو دیکھ کر باہم کہنا شروع کیا کہ یہ عینا مرضیہ کا شوہر ہے۔ نوجوان نے ان لڑکیوں سے عینا مرضیہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ ہم سب اس کی خادمائیں ہیں۔ آپ اور آگے تشریف لے جائیں۔ نوجوان آگے بڑھا تو اسے تیسرا باغ ملا اور اس باغ کی سجاوٹ پہلے دونوں باغوں سے زیادہ تھی، وہاں شہد کی نہر جاری

تھی، اور خوبصورت دوشیزاؤں کی جماعت موجود تھی، جن کے حسن و جمال گذشتہ دونوں باغ والیوں سے زیادہ تھے۔ انہوں نے بھی نوجوان کا اسی طرح خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ اور کہا اے اللہ کے ولی! ہم سب اس کی خادمہ ہیں۔ آپ آگے تشریف لے جائیں، اس کے بعد نوجوان آگے بڑھا اسے سفید موتیوں کا ایک محل نظر آیا، ایک ماہ نور اس کے دروازے پر خدمت دربانی انجام دے رہی تھی اور وہ ایسے لباس اور زیورات سے مزین تھی کہ جس کا آج تک نوجوان نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس دربان خادمہ نے نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا تو باادب استقبال کیا۔ اور خیمہ کے اندر جا کر عینا مرضیہ کو آمد کی خبر دی اس کے بعد نوجوان خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے۔ اور اس پر ایک حسن و جمال کی ملکہ بیٹھی ہوئی ہے۔ نوجوان اسے دیکھتے ہی مفتوں ہوا، اس نے استقبال کیا اور کہا مرحبا اے اللہ کے ولی! ہمارے پاس آپ کی آمد کا وقت قریب ہے۔ نوجوان بیقرار ہوا اور چاہا کہ اس کے قریب جائے مگر عینا مرضیہ نے روکا اور کہا صبر کیجئے ابھی آپ میں حیات دنیوی کا اثر باقی ہے اس لئے ہمارا وصال ناممکن ہے۔ مگر ہاں! ان شاءاللہ آج شام آپ یہیں آکر روزہ افطار کریں گے۔

نوجوان اس خواب سے بیدار ہوا تو اس کی حالت متغیر تھی سکون و چین غائب، صبر رخصت دیوانوں کی طرح پکارتا پھرتا تھا۔ اے عینا مرضیہ تو کہاں ہے؟ تمام رفقائے جہاد نوجوان کی حالت سے متفکر ہیں۔ یہ وہی نوجوان ہے کہ ایک دن جب حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کی تیاری کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا جہاد کے فضائل میں قرآن مقدس کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں۔ چنانچہ دوستوں میں سے ایک نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی تھی۔ ''ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔'' بے شک اللہ نے مومنوں کی جان اور مال کو خرید لیا ہے اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ ان دوستوں میں چودہ پندرہ سال کا ایک لڑکا بھی تھا۔ جس کا باپ بہت ساری دولت چھوڑ کر مرا تھا یہ آیت سن کر اس نے شیخ سے پوچھا واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان اور مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے؟ شیخ عبدالواحد نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے اس نے

کہا پھر آپ حضرات گواہ رہیں میں نے اپنی جان اور مال جنت کے بدلے بیچا شیخ نے پہلے تو اسے بہت سمجھایا کہ اس راہ میں بے شمار مصائب ہیں مگر اس نے ایک نہ مانی اور سامان جہاد کے سوا تمام مال و دولت راہِ خدا میں لٹا کر حضرت شیخ اور ان کے دوستوں کے ساتھ سرحد روم کی جانب چل پڑا۔ نوجوان کی اس حالت کی خبر جب حضرت شیخ کو ہوئی تو انہوں نے نوجوان سے ماجرا دریافت کیا، تو اس نے مذکورہ بالا خواب ذکر کیا، حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ابھی نوجوان اپنی داستان ختم کر کے میری مجلس سے اُٹھا بھی نہیں تھا کہ رومیوں کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا نوجوان نے ان سے مقابلہ کیا اور ۹ /کافروں کو مار ڈالا پھر خود زخم کھا کر زمین پر آ رہا شیخ نے دیکھا اس کا پورا جسم خون میں لت پت ہے اور وہ زور زور سے ہنس رہا ہے۔ مسرت و شادمانی کی ہنسی اور چند لمحے بعد اس کی روح قید جہاں سے آزاد ہوگئی۔

(بزمِ اولیاء، صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰، عیون الحکایات، جلد دوم، صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷)

سبق: دنیاوی حسن و جمال کو حاصل کرنے والے اس حکایت سے سبق حاصل کریں کہ وہ دنیا کے چند روزہ حسن و جمال کو پانے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں اگر وہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو پروردگار عالم انہیں حسن و جمال کی ایسی ملکہ عطا فرمائے گا جس کی مثال دنیا میں ملنا محال ہے اللہ تبارک و تعالیٰ دور حاضر کے دولت مندوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

......☆☆☆......

پاکیزہ محبت

حضرت رجاء بن عمرو نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ شہر کوفہ میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان تھا۔ جو عبادت و ریاضت میں بہت آگے بڑھا ہوا تھا۔ وہ قبیلہ نخع کے پڑوس میں آیا اور وہاں کی ایک حسینہ و جمیلہ لڑکی پر عاشق ہوگیا اور اس نے لڑکی کے والد کو نکاح کا پیغام بھجوایا لیکن اس نے جواب دیا کہ میری بیٹی کا رشتہ اس کے چچازاد بھائی سے طے ہو چکا ہے۔ مگر ان دونوں کو محبت کی تپش نے جھلسانا شروع کر دیا۔ چنانچہ لڑکی نے نوجوان کو کہلوایا کہ اگر تم چاہو تو

میں کسی طرح تمہارے پاس آ جاؤں؟ یا تمہارے آنے کے لئے کوئی راستہ نکالوں، نوجوان نے جواب دیا مجھے ان دونوں میں سے کوئی بات پسند نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہوں۔ اگر اس کی نافرمانی کروں گا تو بڑے عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا اور ایسی آگ میں ڈالے جانے کا اندیشہ ہے کہ جس کے شعلے کبھی ٹھنڈے اور مدھم نہیں ہوتے۔

لڑکی نے جب یہ جواب پایا تو اس نے کہا: بخدا اللہ تعالیٰ کے خوف سے تمام بندوں کو یکساں ڈرنا چاہئے یہ نہیں کہ کوئی رب تعالیٰ سے کم ڈرے اور کوئی زیادہ چنانچہ لڑکی نے اسی وقت ترک دنیا کا پختہ ارادہ کر لیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر اللہ تبارک وتعالی کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔ مگر اس رعنا نوجوان کی محبت کا شعلہ بھی اسے اندر اندر سے جھلساتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسی عالم میں اس جہان سے کوچ کر گئی وہ نوجوان لڑکی کی قبر پر جایا کرتا تھا۔ ایک بار اس نے خواب میں دیکھا وہ لڑکی بہت اچھی حالت میں ہے تو پوچھا کیا حال ہے؟ تو اس نے یہ شعر پڑھا:

نعم المحبة یا حبی محبتنا حبا یعود الی خیر واحسان

اے دوست ہماری محبت بڑی اچھی محبت تھی، ایسی محبت جو بھلائی اور احسان کی طرف لے جاتی ہے۔

لڑکے نے پوچھا تجھے کہاں ٹھکانہ ملا ہے؟ لڑکی نے جواب دیا

الی نعم وعیش لازوال له فی جنة الخلد لیس بالفانی

ایسی نعمت اور عیش و آرام میں جسے زوال نہیں، جنت خلد میں جو ایسی جگہ ہے جسے فنا نہیں۔

لڑکے نے مزید کہا تم وہاں مجھے بھی یاد رکھنا میں تمہیں یہاں یاد کرتا ہوں۔ لڑکی نے جواب دیا بخدا میں تمہیں نہیں بھولتی اور تمہیں برابر یاد کرتی ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے تو میری مدد کر۔

لڑکا: اس کے بعد پھر کب ملاقات ہوگی؟

لڑکی: تم بہت جلد میرے پاس آنے والے ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس خواب کے بعد وہ نوجوان صرف سات دن تک زندہ رہا۔ اس

کے بعد اس نوجوان کا انتقال ہوگیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(روض الریاحین، صفحہ ۲۸۰، بزمِ اولیاء، صفحہ ۵۱۷)

سبق: بندگانِ خدا کو ہر حال میں اپنے پاک پروردگار سے خوف کرنا چاہیئے چند ساعت کے لئے دنیاوی لذت میں مشغول ہوکر آخرت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیشگی کی دولت تو آخرت کی دولت ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف تقویٰ وطہارت سے دوستی کریں اور پاک پروردگار سے رابطہ عشق مضبوط بنائیں تا کہ ہماری دنیا وآخرت دونوں کامیاب وکامران ہو، اور ہم آخرت کے عذاب سے محفوظ رہیں۔

صدق و تقویٰ سے دوستی کرلی
چھوڑدے کبر اور نخوت کو
اپنے اسپ ہوا کو قابو کر
پائے گا منزل محبت کو

......☆☆☆......

خبیث جن کا انجام

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند لوگ بحری جہاز پر سوار کہیں جارہے تھے اس جہاز پر سوار ایک شخص کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں، بحری جہاز کے مسافر تیزی سے منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھے کہ اچانک انہیں پانی کی تہہ پر ایک آدمی یہ کہتے ہوئے دکھائی دیا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اسے کیسی ہی بڑی مصیبت میں پڑھے اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے اس پاکیزہ کلمہ کی برکت سے نجات عطا فرمائے گا۔ کیا کوئی شخص مجھ سے یہ کلمہ سیکھنا چاہتا ہے؟ جو شخص سونے کی دس ہزار اشرفیاں خرچ کرے گا میں اسے یہ پاکیزہ کلمہ سکھاؤں گا۔ جس کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں اس نے سن لیا اور کہا میں یہ عمل آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہنے والے نے کہا: اپنی ساری رقم سمندر میں ڈال دو۔

اس مردِ صالح نے اپنی ساری رقم سمندر میں ڈال دی، کہنے والے نے کہا پڑھ! وہ کلمہ یہ آیت مبارکہ ہے۔ "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی قدرا۔" (سورۂ طلاق، آیت ۳/۲)

اور جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے رزق دے گا، جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

اس شخص نے یہ آیت مبارکہ یاد کر لی اور اسے یقین ہو گیا کہ میں نے بہت بڑی دولت حاصل کر لی اور میری رقم برباد نہیں گئی۔

جب باقی مسافروں نے اس شخص کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو کہنے لگے۔ اے مسافر! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے خواہ مخواہ اپنی رقم سمندر میں پھینک دی اور اپنی ساری دولت سے محروم ہو گیا۔

ابھی مسافروں کی یہ بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہر طرف سے کالی گھٹائیں چھانے لگیں۔ سمندر میں طغیانی آ گئی سرکش موجوں نے آن کی آن میں بحری جہاز کو تباہ و برباد کر ڈالا اور سارے مسافر غرق ہو گئے۔ آیات مبارکہ سیکھنے والا شخص کہتا ہے کہ جب جہاز طوفان کی نذر ہونے لگا تو میں نے یقین کامل کے ساتھ انہیں آیات مبارکہ کا ورد شروع کر دیا تھوڑی ہی دیر میں مجھے ایک تختہ نظر آیا۔ میں نے اس کا سہارا لیا۔ میری زبان پر مسلسل وہی آیات مبارکہ جاری تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرم فرمایا اور میں اس تختے کے سہارے ساحل تک پہنچ گیا۔

میں سمندر سے باہر نکلا اور آس پاس کا جائزہ لیا تو مجھے قریب ہی ایک خوبصورت محل نظر آیا میں اس میں داخل ہوا تو وہاں ایک بہت ہی حسین وجمیل عورت موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بصرہ کی رہنے والی ہوں اور مجھے ایک جن نے یہاں قید کر رکھا ہے۔ اس سمندر میں جو بھی جہاز غرق ہوتا ہے وہ خبیث جن اس کا تمام مال واسباب یہاں اس محل میں لے آتا ہے۔ شاید تمہارا جہاز بھی غرق ہو گیا ہے۔ اب وہ خبیث جن آنے والا ہے تم فوراً کہیں

چھپ جاؤورنہ وہ تمہیں دیکھتے ہی قتل کر دیگا۔جلدی کرواس خبیث کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔

وہ شخص کہتا ہے کہ ہم ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک جانب مجھے سخت کالا دھواں نظر آیا میں سمجھ گیا کہ یہ وہی جن ہے میں نے فوراً بلند آواز سے انہیں آیات مبارکہ کا ورد شروع کر دیا، جب آیت مبارکہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی تو وہ سارادھواں خاک ہوکر فضا میں بکھر گیا اور اب وہاں کسی جن کا نام ونشان بھی نہ تھا۔الحمدللہ اس آیت مبارکہ کی برکت سے ہمیں اس ظالم سے نجات مل گئی۔میں نے عورت سے کہا چلو اُٹھو اب تم آزاد ہو، اللہ تعالیٰ نے اس خبیث جن کا کام تمام کر دیا ہے۔

چنانچہ ہم دونوں اُٹھے اور محل کے خزانے سے بہت ساری دولت جمع کی جتنا ہم سے ہو سکا ہم نے وہاں سے خزانہ اُٹھایا۔یہاں تک کہ ہمارے پاس مزید کوئی ایسی چیز نہ بچی جس میں ہم مال و دولت رکھتے پھر ہم سمندر کے ساحل پر آئے اور کسی جہاز کا انتظار کرنے لگے۔کچھ ہی دیر کے بعد ہمیں دور سے ایک جہاز دیکھائی دیا ہم نے کپڑا لہرا کر اسے اپنی جانب بلایا۔الحمدللہ! وہ جہاز ہماری طرف آیا اور اتفاق کی بات یہ تھی کہ وہ جہاز بصرہ ہی کی جانب جارہا تھا۔چنانچہ ہم دونوں اس جہاز میں سوار ہو گئے بصرہ پہنچ کر اس عورت نے کہا تم فلاں جگہ جاؤ اور ان سے میرے متعلق پوچھو کہ وہ کہاں ہے؟ میں مطلوبہ جگہ پہنچا اور لوگوں سے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ بیچاری تو تقریباً تین سال سے لا پتہ ہے۔اور ہم اس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔

میں نے کہا تم میرے ساتھ آؤ میں اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔وہ لوگ حیرانی اور خوشی کے عالم میں میرے ساتھ ہوئے جب انہوں نے اس عورت کو دیکھا تو بڑی عقیدت ومحبت سے اس کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔آج وہ لوگ بہت زیادہ خوش وخرم تھے کیونکہ انہیں ان کی گمشدہ ملکہ مل گئی تھی پھر اس عورت نے اپنے خادموں اور دوسرے عزیز واقارب سے کہا: اس شخص نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔لہٰذا میں اسی سے شادی کروں گی۔پھر ان دونوں کی شادی کر دی گئی۔اور وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔(نزھت المجالس ،جلداول،صفحہ۴۴۳،عیون الحکایات،جلداول،۲۵۷،۲۵۸)

سبق: جو سچے دل سے پروردگارِ عالم سے دعا کرے تو پروردگارِ عالم اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اور عالمِ غیب سے اس کی مدد فرماتا ہے۔ اور اگر وہ رزق کا سوال کرتا ہے تو اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی وہاں تک نہیں پہونچ سکتا۔ بس اس کے لئے خلوص اور توکل علی اللہ ضروری ہے۔

فکر دنیا کرکے دیکھی فکر عقبیٰ کرکے دیکھ
چھوڑکر اب فکر ساری ذکر مولیٰ کرکے دیکھ
کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے بنا
سب کو اپنا کرکے دیکھا رب کو اپنا کرکے دیکھ

......☆☆☆......

نہر کی آواز

حضرت سیدنا کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص توبہ کرنے کے بعد پھر ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور اس سے منہ کالا کرنے کے بعد غسل کے ارادے سے نہر میں داخل ہوا تو نہر سے آواز آنے لگی۔ تجھے شرم نہیں آئی؟ کیا تو نے توبہ نہیں کی تھی کہ اب ایسا کبھی نہیں کروں گا؟ نہر کی آواز سن کر وہ شخص وہاں سے گھبرا کر چلاتا ہوا بھاگا کہ اب میں کبھی بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ روتا ہوا ایک پہاڑ پر جا پہنچا جہاں بارہ افراد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا کچھ دنوں کے بعد اس علاقہ میں قحط پڑا تو وہ نیک لوگوں کی جماعت سبزی اور چارہ کی تلاش میں شہر میں آئی۔ اتفاق سے ان کا گذر اسی نہر کی طرف سے ہوا جب وہ بارہ زاہدین نہر کی طرف جانے لگے تو اس شخص نے کہا میں وہاں نہیں جاؤں گا اس لئے کہ وہاں میرے گناہوں کا جاننے والا موجود ہے۔ اور مجھے اس سے شرم آتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص رک گیا۔

باقی بارہ زاہدین جب نہر پر پہنچے تو نہر سے آواز آئی: اے عابدو! تمہارا رفیق کہاں ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا: وہ کہتا ہے کہ اس نہر پر میرے گناہوں کو جاننے والا موجود ہے۔

مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔نہر سے آواز آئی سبحان اللہ!اگر تم میں سے کوئی اپنے عزیز سے ناراض ہوتا ہے پھر وہ اپنے گناہوں سے باز آجائے اور توبہ کرلے تو کیا پھر اس سے پیار نہیں کرنے لگتا ہے؟ تمہارے ساتھی نے بھی توبہ کرلی ہے اور اب وہ عبادت میں مشغول ہوگیا ہے۔لہٰذا اب میں اسے دوست رکھتا ہوں اسے یہ بتادو اور یہاں لاؤ اور یہاں نہر کے کنارے تم سب عبادت کرو۔

ان لوگوں نے اپنے رفیق کو یہ خوشخبری دی اور پھر وہ لوگ ایک زمانے تک اس نہر کے کنارے اپنے پاک پروردگار کی عبادت میں مشغول رہے۔یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہوگیا۔نہر سے آواز آنے لگی۔اے بندگانِ خدا اسے میرے ہی پانی سے غسل دو اور میرے ہی کنارے دفن کردو۔تاکہ بروزِ قیامت وہ یہیں سے اُٹھایا جائے۔چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ساری رات اس کی قبر کے پاس عبادت کرتے رہے۔یہاں تک کہ انہیں نیند آگئی۔صبح کو وہاں سے جانے کا ارادہ تھا جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اس شخص کے مزار کے اطراف میں بارہ سرو کے درخت کھڑے ہیں۔ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سرو کے درخت اسی لئے پیدا فرمائے ہیں کہ ہم عبادت کے ساتھ ان ہی کے سائے میں قیام کریں اور یہاں سے کہیں نہ جائیں۔چنانچہ وہ لوگ وہیں عبادت میں مشغول ہوگئے جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا تو وہیں پہلو میں دفن کیا جاتا۔حتیٰ کہ سب انتقال کرگئے۔بنی اسرائیل ان کے مزارات کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔(روض الریاحین،صفحہ ۲۸۱،عیون الحکایات،جلد دوم،صفحہ ۱۵۶)

سبق: پروردگار عالم کا دروازۂ رحمت بڑا وسیع ہے۔اور دنیا کے تمام دروازوں سے وسیع وعریض ہے اس لئے ہم گنہگاروں کو اس بات کی اُمید رکھنی چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دررحمت سے ہمیں کبھی مایوس نہ لوٹائے گا۔

لہٰذا ہم اگر گناہوں پہ گناہ کرتے جارہے ہیں تو بھی ہمیں چاہئے کہ اس سے باز آجائیں۔اور اپنے پروردگار کے حضور روئیں گڑگڑائیں وہ ہمارے تمام جرموں کو بخش دے گا اور اپنے فضل و کرم سے آخرت کی عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

اخلاص فروش عابد

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد شب وروز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ایک مرتبہ لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں اور اس کو خدا جانتے ہیں۔ یہ سن کر عابد کو بڑا غصہ آیا۔ایک کلہاڑی اُٹھایا اور اس درخت کو کاٹنے کے لئے روانہ ہو گیا۔راستہ میں اسے ایک بوڑھے آدمی کی صورت میں ابلیس ملا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: فلاں درخت کو کاٹنے کے لئے جا رہا ہوں۔ابلیس نے کہا جاؤ خدا کی عبادت کرو، عبادت میں مشغول رہنا تمہارے اس کام سے بہتر ہے۔عابد نے کہا میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔اب میری عبادت یہی ہے کہ میں اس درخت کو کاٹ گراؤں۔ابلیس نے کہا میں تم کو نہیں جانے دوں گا۔اور وہ عابد سے لڑنے لگا۔عابد نے ابلیس کو زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔تب ابلیس نے کہا: میری ایک بات سن لو، عابد نے کہا کہہ تو کیا کہتا ہے؟ ابلیس نے کہا: خدا کے ہزاروں پیغمبر ہیں اگر اس درخت کو کاٹنا منظور ہوتا تو وہ اپنے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور ویسے حکم تو تم کو بھی نہیں دیا ہے۔پھر یہ کام کیوں کرتے ہوں؟ عابد نے کہا میں یہ کام کروں گا ابلیس نے کہا میں تم کو نہیں جانے دوں گا۔پھر دونوں لڑنے لگے عابد نے ابلیس کو زمین پر گرا دیا، ابلیس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔میں ایک بات کہتا ہوں اگر پسند نہ آئے تو پھر جو جی چاہے کرنا یہ سن کر عابد نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ابلیس نے کہا اے عابد! تمہاری آمدنی قلیل ہے جو کچھ لوگ تم کو دے دیتے ہیں اس پر تمہاری گذر ہے۔اگر تمہارے پاس کافی مال ہو تو خود اپنے کام میں بھی لاؤ اور دوسرے درویشوں پر بھی خرچ کرو۔تم درخت کو مت کاٹو اگر تم نے درخت کو کاٹ بھی دیا تو بت پرست دوسرا درخت لگا دیں گے۔اور ان کا کچھ نقصان نہ ہوگا اگر تم نے درخت نہ کاٹا اور تم اس خیال سے باز رہے تو

میں ہر صبح تمہارے بستر کے نیچے دو دینار رکھ دیا کروں گا۔ عابد نے سوچا ابلیس ٹھیک ہی کہہ رہا ہے میں ان دو دیناروں میں سے ایک صدقہ کر دیا کروں گا۔ اور ایک اپنے خرچ میں لاؤں گا اور یہ اس درخت کے کاٹنے سے زیادہ اچھا ہے کہ نہ تو مجھے درخت کاٹنے کا حکم ملا ہے اور نہ میں پیغمبر ہوں کہ یہ کام مجھ پر واجب ہے۔ غرض کہ وہ اسی خیال میں محو اپنے گھر واپس آ گیا۔ اس کو تین دن تک دو دو دینار ملتے رہے۔ عابد نے کہا کہ اچھا ہی ہوا کہ اس نے درخت کو نہیں کاٹا۔ چوتھے دن عابد کو دینار نہیں ملے سخت غصہ آیا کلہاڑی اُٹھا کر درخت کاٹنے کے لئے چلا۔ ابلیس پھر راستہ میں آ گیا اور پوچھا: کہاں چلے! عابد نے کہا فلاں درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ ابلیس نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خدا کی قسم اب تم درخت نہ کاٹ سکو گے۔ یہ سنتے ہی دونوں لڑنے لگے اور دو تین جھٹکوں ہی میں ابلیس نے عابد کو پٹخ دیا اور یہ اس کے ہاتھ میں ایک چڑیا کی طرح بالکل حقیر و بے بس ہو رہا تھا۔ ابلیس نے کہا: ابھی واپس چلے جاؤ ورنہ سر کاٹ کر پھینک دوں گا۔ عابد نے نہایت عاجزی کے ساتھ کہا: مجھے چھوڑ دو میں واپس چلا جاؤں گا لیکن مجھے اتنا بتا دے کہ پہلے دو مرتبہ میں تجھ پر غالب آیا اور اب تو مجھ پر غالب آ گیا۔ اس کا سبب کیا ہے؟

ابلیس نے جواب دیا: اولاً تو خدا کے واسطے غصہ میں آیا تھا تب خدا نے مجھ کو مغلوب کر دیا تھا۔ اور جو بھی شخص کوئی کام خدا کے واسطے اخلاص سے کرتا ہے اس پر مرا زور نہیں چلتا۔ اور اس بار تیرا غصہ صرف دیناروں کے لئے تھا اس لئے جو شخص حرص و لالچ کا تابع ہوتا ہے وہ مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ ۸۳۲، ۸۳۳)

سبق: خلوص و نیک نیتی سے جو کام کیا جائے پروردگار عالم کی بارگاہ میں وہی قبول و مقبول ہے اور اس کے کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور جو کام دکھاوے کے لئے کیا جاتا ہے وہ پروردگار عالم کی بارگاہ میں مردود ہے نہ کہ مقبول ہے اور اس کو کرنے سے کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا ہے۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں: ہر کہ اندر عمل اخلاص نیست   در جہاں از بندگان خاص نیست

یعنی جس کے عمل میں اخلاص نہیں ہے وہ دنیا میں خدا کے خاص بندوں میں سے نہیں ہے۔

ہر کہ کار از برائے حق بود   کار او پیوستہ با رونق بود

یعنی جس کا عمل خدا کی رضا کے لئے ہوتا ہے ہمیشہ اس کا عمل بارونق رہا کرتا ہے۔ پروردگار عالم ہمیں خلوص نیت کے ساتھ عمل خیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہوا گر نیت بری اچھے عمل بیکار ہیں
جاگتا ہے چور بھی مثل نگہباں رات بھی

......☆☆☆......

برصیصیا عابد اور شیطان

برصیصیا بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا عابد تھا۔ اس نے عبادت کے لئے ایک گرجا گھر بنا رکھا تھا۔ اس میں ستر سال عبادت الٰہی میں مشغول رہا۔ شیطان اس کے گمراہ کرنے سے عاجز آچکا تھا۔ کوئی چارہ نہ رہا۔ ایک دن گروہ شیاطین کو جمع کر کے کہا: کوئی تم میں سے ایسا ہے جو اسے گمراہ کرے۔ ایک نے کہا: میں اسے گمراہ کروں گا یہ کہہ کر برصیصیا کے گرجا میں راہبوں کی شکل بنا کر چلا گیا۔ اور کہا مجھے اپنے ساتھ رہنے دیجئے میں بھی تنہا عبادت خداوندی میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا: تمہارا میرے ساتھ کیا سرو تیرے ساتھ رہنے میں میری عبادت میں خلل آئے گا۔ کیونکہ وہ مسلسل دس دن نماز میں گزار دیتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ دس دن روزہ بھی رکھتا۔ شیطان نے گرجا کے باہر نماز شروع کر دی۔ اور چالیس روز تک کھائے پیئے بغیر مسلسل نماز میں رہا۔ برصیصیا کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی پھر دونوں ایک ساتھ عبادت کرنے لگے۔ ایک سال کے بعد شیطان نے کہا کہ میرا ایک اور ساتھی ہے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے سمجھا کہ آپ اس سے بڑھ کر ہوں گے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے اس لئے اب میرا یہاں رہنا میری عبادت کی مشغولیت میں کمی کا خطرہ ہے۔ برصیصیا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے جدا ہو ،لیکن شیطان بضد تھا۔ برصیصیا کو اس کی عبادت کا طریقہ پسند آیا بہت منت وسماجت کی لیکن شیطان نہ مانا کہا: مجھے لازما جانا ہے۔ البتہ تجھے ایک گر سکھا دوں جس سے اللہ تعالیٰ ہر بیماری

خاص طور سے جنون ،دیوانگی اور دوسرے عسیر العلاج بیماریوں سے اس دعا کی برکت سے شفا بخشے گا۔اور یہ کام تیری ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ دے۔ برصیصا نے کہا یہ کام میرے بس سے باہر ہے لیکن شیطان نے خوب سبز باغ دکھا کر منوالیا اور وہ دعا سکھا کر رخصت ہوا۔کی اور ابلیس کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں نے برصیصا کو ہلاک کرڈالا اور اپنی کارروائی سنائی۔اس کے بعد ایک شخص سے وہی کیا جو جنات کرتے ہیں پھر خود طبیب بن کر اس کے گھر والوں کے پاس اس کے علاج کے لئے پہنچ گیا اور معمولی دیکھ بھال کے بعد کہا: اس کا علاج برصیصا کے پاس ہے۔اس کی دعا سے یہ ٹھیک ہوجائے گا۔کیونکہ اس پر دیوکا اثر ہے۔اور وہ میرے قابو میں نہیں آسکتا۔وہ لوگ اس جوان کو برصیصا کے پاس لے گئے برصیصا نے دعا کی تو اسے آرام ہوگیا۔پھر اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ کی لڑکی پر جنون ودیوانگی ڈال دی وہ شہزادی حسن و جمال کی پیکر اور دنیا بھر میں اپنی مثال خود تھی۔

اس کے تین بھائی تھے۔شیطان بصورت ڈاکٹر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگیا۔اسے دیکھ کر کہا: اس پر دیوکا اثر ہے اور یہ بھی سرکش میرے قابو میں نہیں آسکے گا۔البتہ میں تمہیں ایک شخص کا نام بتادوں اگر وہ دعا کرے تو شہزادی تندرست ہوسکتی ہے۔بادشاہ نے کہا: وہ شخص کون ہے؟ کہا برصیصا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مستغنی ہے۔کسی کے پاس آتا جاتا نہیں ہے،شیطان نے کہا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کی عبادت گاہ کے ساتھ شہزادی کا کمرہ تیار کریں اور برصیصا سے کہیں کہ یہ آپ کی امانت ہے اس پر نظر کرم فرمائیں۔شفایاب ہوجائے گی۔تو آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ ایسا ہی کیا گیا،شیطان نے برصیصا کے پاس پہنچ کر وسوسہ ڈالا کہ ایسی حسن و جمال کی پری پیکر پھر کہاں ملے گی؟ اس سے جماع کرلے تو پھر توبہ کرلینا۔رحمت حق وسیع اور توبہ کا دراز ہ کھلا ہے۔ برصیصا پر شہوت کا بھوت سوار ہوا۔شہزادی سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہوگئی۔

برصیصا اس سے سخت پریشان ہوا۔شیطان دوست کی صورت میں آیا اور تمام ماجرا سن کر کہا یہ کام آسان ہے۔شہزادی کو قتل کرکے کمرہ کے باہر کہیں دفن کردے۔اس کے ورثا آئیں تو کہہ دینا کہ اسے دیو لے گیا۔بدبخت برصیصا نے وہی کیا۔چند دنوں کے بعد شہزادی کے بھائی آئے تو

پوچھا: تو وہی کہہ دیا۔ انہوں نے برصیصا کی بات مان کر واپسی کی اور گھر واپس آ گئے شیطان مسلسل تین بار خواب میں آیا اور برصیصا کی تمام کہانی بتادی اور مدفونہ شہزادی کے دفن کی نشاندہی بھی کر دی۔ تینوں بھائی آئے اور شہزادی کو مدفن سے نکال کر برصیصا کو گرفتار کیا اس کے گرجا کو تباہ و برباد کر کے اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ کو حال سنایا تو اس نے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ پھانسی پر لٹکانے سے پہلے برصیصا کے پاس شیطان نے آ کر کہا یہ تمام کاروائی میں نے کی ہے اگر اب میرا کہا مان لے تو تیری رہائی ہے وہ یہ کہ تو مجھے سجدہ کر لے برصیصا نے سجدہ کیا تو ایمان گیا۔ پھانسی پر لٹا تو جان گئی، آخر میں شیطان نے کہا میں تجھ سے بیزار ہوں۔ (تفسیر قرطبی، جلد ۱۸، صفحہ ۳۷، ۳۸) روح البیان، جلد ۹، صفحہ ۴۴۴)

سبق: شیطان مردود بہت اچھے اچھوں کو اپنے دام فریب میں لے کر گمراہ کر دیتا ہے۔ تو پھر نہ وہ دنیا کے رہ جاتے ہیں اور نہ ہی آخرت کے رہتے ہیں یعنی ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہے۔

لہٰذا ہمیں عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ پروردگار عالم سے دعا کرنا چاہئے کہ وہ ہماری شیطان لعین کے دام مکر و فریب سے حفاظت فرمائے۔

......☆☆☆......

حضرت علی المرتضٰی اور علمِ غیب

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر مسجد کے بازو میں ایک مکان ہے، اس میں ایک مرد اور ایک عورت تمہیں لڑتے ہوئے ملیں گے۔ جاؤ! انہیں ہمارے پاس لے آؤ......وہ شخص وہاں پہونچا تو دیکھا کہ واقعی وہ دونوں آپس میں لڑرہے ہیں، وہ ان دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آج رات تم دونوں میں بہت لڑائی ہوئی۔ نوجوان نے کہا: اے امیر المؤمنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا، مگر جب میں اس کے پاس آیا تو اس کی صورت سے مجھے سخت نفرت ہوگئی۔ اگر میرا بس چلتا تو اس عورت کو میں اسی وقت اپنے پاس سے دور کردیتا۔ اس نے مجھ سے جھگڑنا شروع کردیا اور صبح تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ کا بھیجا ہوا آدمی ہمیں بلانے کے لئے پہونچا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کو جانے کا اشارہ فرمایا وہ چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے عورت سے پوچھا: تو اس جوان کو پہچانتی ہے؟ اس نے کہا نہیں صرف اتنا جانتی ہوں کہ کل سے یہ میرا شوہر ہے۔ آپ نے فرمایا: اب تو اچھی طرح جان لے گی، مگر سچ سچ کہنا جھوٹ ہرگز نہیں بولنا۔ اس نے کہا میں وعدہ کرتی ہون جھوٹ ہرگز نہیں بولوں گی۔ آپ نے فرمایا: تم فلاں کی بیٹی ہو؟ اس نے کہا ہاں: حضور! میں وہی ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارا چچازاد بھائی تھا جو تم پر عاشق تھا اور تو بھی اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس نے اس بات کا اقرار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا تو ایک دن کسی ضرورت سے رات کے وقت گھر سے باہر نکلی تو اس نے تجھے پکڑ کر تجھ سے زنا کیا اور تو حاملہ ہوگئی۔ اس بات کو تو نے اپنے باپ سے چھپا رکھا۔ اس نے کہا بے شک: ایسا ہی ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: تیری ماں سارا واقعہ جانتی تھی اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو رات تھی

تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی۔ تجھے لڑکا پیدا ہوا تو پھر تو نے اس لڑکے کو ایک کپڑے میں لپٹ کر دیوار کے پیچھے ڈال دیا۔ اتفاق سے وہاں ایک کتا پہنچ گیا جس نے اسے سونگھا تو تو نے اس کتے کو ایک پتھر مارا جو بچہ کے سر پر لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ تیری ماں نے اپنے ازار بند سے کچھ کپڑے پھاڑ کر اس کے سر کو باندھ دیا پھر تم دونوں واپس گھر چلی آئیں اور پھر تمہیں اس لڑکے کا پتہ نہ چلا۔ اس عورت نے کہا: ہاں حضور ایسا ہی ہوا تھا۔ لیکن اے امیر المؤمنین اس واقعہ کو میرے اور میری والدہ کے سوا کوئی تیسرا نہیں جانتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا کوفہ شہر میں آیا اور اب اس نے تجھ سے شادی کر لی پھر آپ نے اس سے فرمایا یہ تمہارا لڑکا ہے خدائے تعالیٰ نے اسے حرام چیز سے محفوظ رکھا ہے۔ اب تو اسے اپنے ساتھ لے جا تو اس کی بیوی نہیں بلکہ ماں ہے۔ اور یہ تیرا شوہر نہیں لڑکا ہے۔ (شواہد النبوت، صفحہ ۲۸۲)

سبق: مذکورہ بالا واقعہ سے ہمارے عقیدے کو اور تقویت حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور نبی پاک ﷺ کے توسل سے صحابہ کرام اور اولیاء عظام بھی غیب جانتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورے واقعہ کو بالتفصیل بتانا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں پورے واقعہ کا علم تھا۔

اور حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں تحریر فرما کر اپنا عقیدہ بھی ظاہر فرما دیا ہے کہ اللہ رب العزت کی عطا سے اس کے مقدس بندے بھی غیب کا علم جانتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانانِ عالم کو راہِ راست پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ اللہ شہ حیدر کے فضائل کیا خوب ان کے افضال ومناقب کا ہے زمانہ گواہ

سلطان محمود غزنوی کا عدل وانصاف

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ایک شخص محمود کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا محمود اس کی جانب متوجہ ہوا تو اس نے عرض کیا میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کروں۔ محمود فوراً اُٹھا اور اسے اکیلے میں لے جا کر اس کا حال پوچھا۔ اس شخص نے کہا: آپ کے بھانجے نے ایک عرصہ سے یہ روش اختیار کی ہے کہ وہ رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے اور اندر داخل ہو کر مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی سے ہم بستری کرتا ہے۔ میں نے ہر امیر سے شکایت کی لیکن کسی کو بھی میری حاجت پر رحم نہیں آیا۔ اور کسی کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے یہ بات بیان کرتا جب میں ان امرا سے مایوس ہو گیا تو میں نے آپ کے دربار میں آنا شروع کر دیا اور اس موقع کے انتظار میں رہا کہ آپ سے اپنا حال بیان کر سکوں۔ اتفاق سے اب آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں نے آپ سے اپنی داستان بیان کر دی۔ خداوند قدوس نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے۔ اس لئے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب ورنہ میں اس معاملہ کو خدا کے سپرد کروں گا۔ اور اس کے منصفانہ فیصلے کا انتظار کروں گا۔

محمود پر اس واقعے کا بہت اثر ہوا اور یہ سب کچھ سن کر رونے لگا اور اس سے یوں مخاطب ہوا: اے مظلوم! تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا۔ اس شخص نے جواب میں کہا: اے بادشاہ! میں ایک مدت سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہو سکوں۔ لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے

یہاں تک پہنچا ہوں۔ اور کس طرح ان چوکیداروں سے نظر بچا کر آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی ایسی قسمت کہاں ہے کہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دربار سلطانی میں چلے آئیں۔ اور بادشاہ کے سامنے اپنی اپنی روداد غم بیان کریں۔ محمود نے جواب دیا تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا۔ اور اس بات کا خیال رکھو کہ جب وہ ظالم تمہارے گھر میں آ کر تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے تو تم فوراً اسی وقت مجھے اطلاع دینا پھر میں اس وقت تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس ظالم کو اس کی بدکرداری کی سزا دوں گا۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا: اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لئے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک کے آپ سے مل سکوں۔ اس پر محمود نے اسی وقت دربانوں کو بلایا اور ان سے اس شخص کو متعارف کروا کر دربانوں کو حکم دیا جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور میں آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے۔ اس سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔

ان دربانوں کو رخصت کرنے کے بعد محمود نے اس شخص سے چپکے سے کہا اگرچہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں یہاں آنے سے روکنے کی جرأت نہ کریں گے۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوکیدار میرے عدم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روکنا چاہے اور میرے پاس نہ آنے دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ سے مجھے آواز دینا میں تمہاری آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اس گفتگو کے بعد محمود نے اس شخص کو رخصت کر دیا اور خود اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ وہ شخص اپنے گھر واپس آیا، دو راتیں تو آرام سے گذریں اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا کہ اسے محمود سے ملاقات کی ضرورت پیش آتی۔ تیسری رات کو اس شخص کا رقیب یعنی سلطان محمود کا بھانجا حسب دستور اس کے گھر آیا اور اسے مار کر گھر سے نکال دیا۔ اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ شخص اس وقت دوڑتا ہوا شاہی محل کے پاس آیا اور اس نے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے۔ دربانوں نے جواب دیا بادشاہ اس وقت دیوان خانے کے بجائے اپنی حرم سرا میں ہے اس لئے اس تک اطلاع پہنچانا ناممکن ہے۔ وہ شخص مایوس ہو کر اس جگہ پہنچا جس کے بارے

میں سلطان محمود نے اس کو بتا رکھا تھا۔ یہاں اس نے آہستہ سے کہا: اے بادشاہ! اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں: سلطان محمود نے جواب دیا۔ٹھہرو میں آتا ہوں۔تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی کے ساتھ سویا ہوا ہے۔اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے محمود نے اسی وقت شمع کو بجھایا اور اپنا خنجر نکال کر اس ظالم کا سر تن سے جدا کر دیا، اس مظلوم شخص سے جس کے گھر محمود آیا ہوا تھا، محمود نے کہا: اے بندۂ خدا ایک گھونٹ پانی اگر مجھے مل سکے تو فوراً لے آنا تا کہ میں اپنی پیاس بجھاؤں۔

اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لا کر سلطان کو پیش کیا محمود نے پانی پیا اپنی جگہ سے اُٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا اے شخص! اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر میں جاتا ہوں۔اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا تو مجھے یہ بتا کہ شمع گل کرنے اور ظالم کا سر تن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی کیا وجہ ہے؟ اور تو نے کس طرح اس قصے کو ختم کیا؟ سلطان محمود نے جواب دیا اے شخص! میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی ہے اور اس ظالم کا سر میں اپنے ساتھ لے جارہا ہوں۔شمع کو میں نے اس لئے بجھایا تھا کہ کہیں اس کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نظر نہ آ جائے۔اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف سے باز نہ رہ سکوں۔پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب تم نے مجھ سے اپنی رودادِ غم بیان کی تھی تو میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ کروں گا تب تک میں نہ کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا۔(تاریخ فرشتہ، جلد اول، صفحہ ۸۸، ۸۹)

سبق: اسلام عدل وانصاف کا مذہب ہے اور جو حاکم سچے عادل، مسلمان ہوتے ہیں، وہ ہر حال اور ہر صورت میں اسلامی قوانین پر عمل کرتے ہیں وہ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کا بھی لحاظ نہیں کرتے ہیں۔اور یہ بھی کہ سچا مسلمان چاہے کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ پہنچ جائے اس کے اندر غرور وتکبر نہیں ہوتا اور وہ ظلم وستم سے دور ہی رہتا ہے۔ اللہ رب العزت دورِ حاضر کے

حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور حق بات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحہ ہستی پہ صداقت ان کی

......☆☆☆......

عقل مند شہزادہ

سیدنا بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ کو کثرت سے مال واولاد اور بہت لمبی عمر عطا کی گئی اس کی اولاد میں یہ عادت حسنہ تھی کہ جب بھی ان میں کوئی جوان ہوتا تو اون کا لباس پہن کر پہاڑوں میں چلا جاتا اور دنیوی رونقوں کو خیر باد کہہ کر درویشانہ زندگی اختیار کر لیتا۔ درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر اپنا گزارہ کرتا۔ اور اسی حالت میں اس دار فانی سے دار بقا کی جانب کوچ کر جاتا۔ سب شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب بادشاہ کی عمر بہت زیادہ ہوگئی اور اس کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو بلا کر کہا: ''اے میری قوم دیکھو میری عمر اب بہت ہوگئی ہے اس عمر میں مجھے بیٹے جیسی نعمت نصیب ہوئی، میں تم لوگوں سے جتنی محبت کرتا ہوں تم خوب جانتے ہو مجھے ڈر ہے کہ میرا یہ بیٹا بھی اپنے دوسرے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کرلے، اگر ایسا ہوا تو ہمارے خاندان میں سے میرے بعد تمہارا کوئی حاکم نہ رہے گا اور پھر تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے، اگر بہتری چاہتے ہو تو اس شہزادے کو چھوٹی عمر سے ہی سنبھال لو، اسے دنیوی نعمتوں اور آرائشوں کی طرف مائل کرو اگر ایسا کرو گے تو شاید میرے بعد یہ تمہارا حاکم بن جائے۔ جتنا ہو سکے اس کا دل دنیا میں لگا دو۔

یہ سن کر لوگوں نے کئی میل لمبا چوڑا ایک خوبصورت قلعہ بنایا، اس میں دنیوی آسائش کا تمام سامان شہزادے کو مہیا کیا شہزادے نے کئی سال اس وسیع وعریض قلعے کی چہاردیواری میں گزار دیئے۔ یہاں اسے ہر طرح کی سہولت میسر تھی، اس کے سامنے کوئی غم و پریشانی کی بات نہ کی

جاتی ۔لوگوں کواس سے دور رکھا جاتا ۔ ہر وقت خدام اس کی خدمت کے لئے حاضر رہتے ایک مرتبہ وہ گھوڑے پرسوار ہوکرایک سمت چل دیا۔ جب آگے دیوار دیکھی تو خادموں سے کہا: میرا گمان ہے کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور ایک نیا جہاں ہوگا وہاں ضرور آبادی ہوگی ۔ مجھے یہاں سے باہر نکالو تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہو سکے ۔اور میں لوگوں سے ملاقات کروں ۔ جب شہزادے کی یہ خواہش بادشاہ کو بتائی گئی تو بادشاہ ڈر گیا باہر جا کر کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح درویشانہ زندگی اختیار نہ کرلے ۔اسی خوف کے سبب اس نے حکم دیا کہ شہزادے کو ہر دنیوی کھیل کا سامان مہیا کرواور جس طرح بھی ہو اسے دنیوی مشاغل میں مصروف رکھو، تا کہ اسے باہر جانے کا خیال ہی نہ آئے ۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شہزادے کو دوبارہ دنیوی عیش وعشرت میں الجھا دیا گیا، اس طرح ایک سال کا عرصہ گذر گیا، ایک دن وہ پھر دیوار کی طرف گیا اور کہا اب تو میں ضرور باہر جا کر دیکھوں گا مجھے جلدی سے اس دیوار کے پار لے چلو جب بادشاہ کو شہزادے کی ضد کا علم ہوا تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی ۔لوگ شہزادے کو ایک بہترین سواری پر بیٹھا کر باہر لے گئے ۔سواری کوسونے چاندی سے خوب سجایا گیا، لوگ اس کے اردگرد ننگے پاؤں چلنے لگے ۔شہزادہ گردوپیش کے مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔ یکا یک اسے ایک بہت ہی بیمار شخص نظر آیا ۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت ہی کمزور اور لاغر ہو چکا تھا ۔ پوچھا اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ بیماری میں مبتلا کر دیا گیا ہے ۔شہزادے نے پوچھا: کیا اس کی طرح دوسرے لوگ بھی بیمار ہوتے ہیں؟ کیا تمہیں بھی بیماری لاحق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں: شہزادے نے پوچھا: کیا میں جس سلطنت میں ہوں وہاں بھی یہ بیماری آسکتی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! بالکل آسکتی ہے ۔تو عقل مند شہزادے نے کہا: اے لوگو! تمہاری یہ دنیوی عیش وعشرت بدمزہ ہے ۔ یہ کہہ کر شہزادہ غم والم میں واپس لوٹ آیا ۔ جب اس کی یہ حالت بادشاہ کو بتائی گئی تو اس نے کہا شہزادے کو ہر طرح کا سامان لہوولعب مہیا کرو اسے دنیوی آسائشوں میں ایسا مگن کرو کہ اس کے دل سے رنج وملال جاتا رہے ۔

لوگ شہزادے کو دنیوی مشاغل میں الجھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے۔اسی طرح ایک سال کا زمانہ گذر گیا،شہزادے نے پھر باہر جانے کی خواہش ظاہر کی پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ہیرے جواہرات سے اور سونے چاندی سے سجی ہوئی سواری پر سوار کر کے اسے قلعے سے باہر لے جایا گیا۔شہزادہ مختلف مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔آگے پیچھے خادموں اور سپاہیوں کا ہجوم تھا،اچانک ایک بوڑھے پر نظر پڑی اور بڑھاپے نے اس کا برا حال کر رکھا تھا۔منہ سے رال ٹپک رہی تھی،جسم کانپ رہا تھا،شہزادے نے جب اسکی یہ حالت دیکھی تو پوچھا:اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا:حضور ایام جوانی گزر کر اب یہ بڑھاپے کی زد میں آچکا ہے۔شہزادے نے کہا:کیا دوسرے لوگ بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں؟ کیا ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم میں سے ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے شہزادے نے کہا تمہاری یہ عیش و عشرت کتنی بدمزہ اور کیسی بھیانک ہے کہ کسی ایک کو بھی اس فساد سے چھٹکارا نہیں۔

یہ کہہ کر شہزادہ مغموم و پریشان واپس اپنے قلعے کی طرف آ گیا۔بادشاہ کو جب یہ کیفیت بتائی گئی تو اس نے پھر وہی حکم دیا کہ اسے دنیوی آسائشوں میں الجھا دو۔تاکہ غم وملال اس کے دل سے جاتا رہے۔ایک سال پھر شہزادے نے قلعے میں گزار دیا۔اس کے بےقرار دل میں پھر باہر جانے کی خواہش ابھری چنانچہ خادموں اور سپاہیوں کے ہجوم میں اسے باہر لے جایا گیا۔راستہ میں کچھ لوگ ایک جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے۔شہزادے نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص چارپائی پر اس طرح کیوں لیٹا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا:یہ شخص موت کا شکار ہو چکا ہے۔شہزادے نے پوچھا:موت کیا چیز ہے؟ مجھے اس شخص کے پاس لے چلو۔شہزادے کو مردے کے پاس لے جایا گیا تو کہا:لوگو!اس سے کہو کہ یہ بیٹھ جائے۔لوگوں نے کہا:حضور اس میں بیٹھنے کی طاقت نہیں۔شہزادے نے کہا:اس سے کہو کہ بات کرے لوگوں نے کہا:موت نے اس کی زبان بند کر دی ہے۔اب یہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔شہزادے نے پھر پوچھا:اب تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا:قبر میں دفن کرنے کے لئے شہزادے نے پوچھا:اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کے بعد حشر ہوگا شہزادے نے پوچھا حشر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حشر وہ

دن ہے کہ اس دن لوگ خالق کائنات کے حضور کھڑے ہوں گے اور وہ خالق کائنات ہر ایک کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اور اس دن ہر ایک سے اللہ تبارک وتعالیٰ ذرے ذرے کا حساب لے گا۔ شہزادے نے کہا: کیا اس دنیا کے علاوہ بھی کوئی جہاں ہے جہاں تم یہ دنیا چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ لوگوں نے کہا: ہاں اس دنیا میں جو بھی آتا ہے اس کو آخرت کی طرف ضرور کوچ کرنا ہے۔ یہ سن کر شہزادہ گھوڑے سے نیچے گر کر تڑپنے لگا وہ روتا جاتا اور اپنے چہرے کو مٹی سے رگڑتا جاتا۔ پھر اس نے روتے روتے کہا: اے لوگو! مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ جس طرح یہ شخص موت کا شکار ہوا اسی طرح مجھے بھی اچانک موت نہ آجائے اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں۔ اس خدائے بزرگ و برتر کی قسم جو بروز قیامت تمام لوگوں کو جمع فرما کر جزا اور سزا دے گا۔ میرے اور تمہارے درمیان یہ آخری عید ہے آج کے بعد تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ کو واپس آپ کے والد کے پاس لے جائیں گے۔ ان کی اجازت کے بغیر آپ کہیں بھی نہیں جاسکتے۔ پھر شہزادے کو بادشاہ کے پاس اس حالت میں لے جایا گیا کہ اس کے منہ سے خوف بہہ رہا تھا۔ بادشاہ نے شہزادے سے کہا: میرے لال تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو اور یہ رونا کس لئے؟ شہزادے نے کہا: ابا حضور! میں اس دن کے خوف سے رو رہا ہوں جس دن ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ پھر شہزادے نے اون کا لباس منگوا کر پہنا اور کہا۔ آج رات میں اس محل کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ پھر واقعی آدھی رات کو عقل مند شہزادے نے تخت وتاج کو ٹھکرا کر درویشانہ لباس پہن کر آخرت کی تیاری کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا جب قصر شاہی سے نکلنے لگا تو بارگاہ خداوندی میں اس طرح التجا کی۔

اے میرے پاک پروردگار میں تجھ سے ایسی زندگی مانگتا ہوں۔ جس میں میری سابقہ زندگی میں سے کچھ نہ ہو اور میں پسند کرتا ہوں کہ چاہے دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے مگر میں لمحہ بھر کے لئے بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نظر نہ کروں۔ پھر وہ شہزادہ تمام دنیوی نعمتوں اور آسائشوں کو خیر اباد کہہ کر اخروی نعمتوں کے حصول کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

(عیون الحکایات، جلد دوم، صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۴)

سبق: اس حکایت سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے کہ جس طرح عقل مند شہزادے نے مختلف باتوں میں غور وفکر کیا تو اسے کامیابی وکامرانی کا راستہ مل گیا اور اس نے دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو چھوڑ کر اخروی نعمتوں کے حصول کے لئے فلاح کا راستہ اختیار کرلیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم چند دنوں کی دنیاوی نعمتوں سے کنارہ کش ہوکر صرف اور صرف اخروی زندگی سنوارنے میں لگ جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں گناہوں سے نفرت عطا فرما کر اپنا خوف اور ڈر ہمارے دلوں میں ڈال دے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے　　یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
یہ فانی جہاں ہے مسلمان تجھ کو　　کرے گی یہ دنیا پریشان تجھ کو
پھنسا دے گی مرقد میں نادان تجھ کو　　کرے گی قیامت میں حیران تجھ کو

......☆☆☆......

خوفِ خدا کا صلہ

مجمع اللطائف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک کثیر العیال عابد تھا۔ اسے تنگدستی نے گھیر لیا جب بہت پریشان ہوا تو اپنی عورت سے کہا جاؤ کسی سے کچھ مانگ کر لاؤ۔ عورت نے ایک تاجر کے یہاں جا کر کھانے کا سوال کیا: تاجر نے کہا: اگر تم میری خواہش پوری کر دو تو جو چاہے لے سکتی ہو۔ عورت بے چاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی۔ بچوں نے جب ماں کو خالی ہاتھ آتے دیکھا تو بھوک سے چلانے لگے اور کہنے لگے امی! ہم بھوک سے مر رہے ہیں ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ عورت دوبارہ پھر اسی تاجر کے پاس لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا۔ تاجر نے پھر وہی بات کی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضامند ہوگئی مگر جب یہ دونوں تنہائی میں پہنچے تو عورت خوف سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا: کس سے ڈرتی ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے پروردگار کے خوف سے لرزاں ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا: تب تاجر بولا جب تم اتنی تنگدستی میں خدائے تعالیٰ کا خوف رکھتی ہو تو مجھے بھی اللہ

تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے یہ کہااور عورت کو بہت سارا مال ومنال دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حسبِ حکمِ الٰہی اس تاجر کے پاس آئے اور پوچھا کیا تو نے کوئی عظیم نیکی کی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ جواب میں تاجر نے مذکورہ بالا پورا واقعہ کہہ سنایا۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۴۵)

سبق: وہ انسان دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوتا ہے جو ہر حال میں پروردگار عالم سے خوف کرتا ہے۔ اور جن کے دلوں سے خدا اور رسول ﷺ کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ تو پھر ان کی دنیا وآخرت دونوں تباہ وبرباد ہو جاتی ہے۔

آج کے انسان کا حال اس قدر خراب وتباہ ہو چکا ہے کہ نہ خدا کا خوف اس کے دل میں ہے نہ نبی سے شرم وحیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

......☆☆☆......

غضب کا قوتِ حافظہ

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلمی پریس بیان کرتے ہیں میں بریلی شریف میں اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ مزاج ناساز ہے اور ڈاکٹروں نے زیادہ ملاقات اور بات کرنے سے منع کر دیا، لیکن میں جب پہنچا تو مجھے ملاقات کا شرف بخشا گیا، میں نے دیکھا کہ اعلیٰحضرت نمازِ مغرب پڑھ کر اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے، اور ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھ گئے، پھر حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اور جناب مولانا حشمت علی خان صاحب بریلوی اور ایک کوئی اور صاحب تشریف لائے اور پلنگ کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے اعلیٰحضرت قبلہ نے خطوط کی ایک گڈھی حضرت مولانا امجد علی صاحب کو دے کر یہ فرمایا کہ آج تیس خطوط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ انتیس خطوط ہیں، گن لیجئے۔ انہوں نے گن کر ایک لفافہ کھولا جن میں کئی ورق پر چند سوالات تھے، وہ سوالات پڑھ کر انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سنائے، اعلیٰحضرت نے پورا خط سن کر جواب تحریر کرانا شروع فرما دیا، اور پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرما دیا۔ وہ لکھنے لگے اور لکھ کر کہا جی حضور! اعلیٰحضرت نے اس کے آگے کا فقرہ فرما دیا، وہ لکھ کر پھر جی حضور کہتے اور اعلیٰ حضرت اس کے آگے کا فقرہ فرما دیا کرتے۔ اسی جی حضور کہنے کے درمیان ایک دوسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کر دیا، جب یہ جی حضور کہتے وہ رک جاتے، اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنانے لگتے، اسی طرح انہوں نے اپنا خط ختم کر لیا اور ان کو بھی ان کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب تھا وہ ارشاد فرمایا اب دونوں صاحب کے اپنا اپنا فقرہ لکھ لینے کے بعد جی حضور، جی حضور کے درمیان جتنا وقت بچتا اس میں تیسرے صاحب نے اپنا خط

سنانا شروع کر دیا۔ اب چوتھے صاحب نے ان جی حضور جی حضور کے درمیان جو وقت بچتا اس میں اپنا خط سنانا شروع کر دیا، اسی طرح خط سنا کر انہوں نے بھی جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اب اسی حالت میں جب کہ چار چار آدمیوں کو مختلف مسائل کے جوابات اعلیٰ حضرت تحریر کرا رہے تھے اتنے میں ایک صاحب نے زبانی کچھ مسائل پوچھنے شروع کر دیئے مجھے ان پر بڑا غصہ آیا اس حالت میں بھلا سوال پوچھنے کا کیا موقع تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت کو ذرہ برابر ملال نہیں ہوا، اور بہت اطمینان سے ان کے سوالوں کا بھی جواب دیتے رہے۔ اسی طرح انتیس خطوط کے جوابات اعلیٰحضرت نے تحریر کرائے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے پسینہ آ گیا کہ میں نے تمام عمر میں کبھی ایسی قوتِ حافظہ کا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (حیاتِ اعلیٰحضرت، جلد ۱، صفحہ ۳۷)

سبق: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے خاص بندوں کو ایسا قوتِ حافظہ عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر اور لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قدرتی طور پر علمی کمال بھی رکھتے ہیں۔ جو نسیان کا مریض ہوتا ہے وہ جو کچھ بھی پڑھتا ہے بھول جاتا ہے، مگر اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ رب العزت نے غضب کا قوتِ حافظہ عطا فرمایا تھا۔

رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوا
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

......☆☆☆......

ناچنے اور گانے والا ولی بن گیا

دریائے نیل میں کشتی چلانے والے ایک ملاح کا بیان ہے کہ ایک دن ایک بہت ہی نورانی چہرہ والے بزرگ میرے پاس آئے اور فرمایا کیا تم مجھے اللہ کے نام پر دریا کے پار اُتار دو گے میں نے عرض کیا: ہاں! وہ بزرگ میری کشتی پر سوار ہو گئے اور میں نے انہیں دریا کے پار اتار دیا، جب وہ کشتی سے اُترنے لگے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کہ میں تمہیں ایک امانت سونپتا ہوں۔ کیا تم اس کو قبول کرو گے؟ میں نے کہا: جی حضور میں ضرور قبول کروں گا۔ تو انہوں نے فرمایا: کل تم فلاں درخت کے پاس ظہر کے وقت آنا تم کو وہاں میری لاش ملے گی تم مجھ کو غسل دینا اور میرے سرہانے جو کفن تم کو ملے اس کو مجھے پہنا دینا۔ اور اسی درخت کے نیچے دفن کرنا۔ اور میری گدڑی اور عصا اور مشک کو اپنے پاس رکھنا، اور جو شخص ان چیزوں کو طلب کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے تو اس کو یہ سب سامان دینا۔

ملاح کا بیان ہے کہ میں ان بزرگ کی وصیت کو بھول گیا اور بجائے ظہر کے عصر کے وقت مجھے خیال آیا، تو میں اس وقت درخت کے پاس حاضر ہوا تو واقعی ان بزرگ کو مردہ حالت میں پایا۔ میں نے وصیت کے مطابق ان کو کفن پہنایا، اس میں مشک کی خوشبو آرہی تھی، میں نے جوں ہی ان کا جنازہ تیار کیا ایک دم ناگہاں ایک طرف سے انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت آگئی اور میں ان لوگوں کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کر کے اسی درخت کے نیچے اسے دفن کر دیا۔ اور اپنے گھر آکر رات کو سو گیا صبح سویرے ہی ایک نوجوان جو ناچنے گانے والے بھانڈ کا لڑکا تھا میرے پاس، نہایت ہی باریک کپڑا پہنے ہوئے ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی اور بغل میں ستار دبائے ہوئے میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ سلام کیا اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے مجھ سے

دریافت کیا کہ فلاں بن فلاں تمہیں ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: جو تمہارے پاس امانت ہے مجھے دے دو۔ میں نے حیران ہوکر پوچھا: کہ تمہیں اس کی خبر کیونکر ہوگئی، اس نے کہا کہ یہ نہ پوچھئے میں نے کہا یہ تو بتانا ہی پڑے گا میرا اسرار سن کر اس نے کہا بھائی میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ میں گذشتہ رات ایک شادی میں ساری رات ناچتا اور گاتا رہا جب صبح کو اذان فجر ہوئی تو میں ناچ ختم کر کے سو گیا، اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ کو جھنجھوڑ کر جگایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں ولی کو وفات دے دی ہے اور تجھ کو اس کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ لہٰذا تم فلاں ملاح کے یہاں جا کر اس وفات پانے والے ولی کے تبرکات وصول کرلے جن کو وہ بزرگ تیرے لئے بطور امانت ملاح کے پاس رکھ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ ملاح نے بیان کیا میں نے ان بزرگ کے تینوں چیزیں حسب وعدہ ووصیت بھانڈ کے لڑکے کو دے دی لڑکے پر سامان ہاتھ میں لیتے ہی ایک انقلابی کیفیت طاری ہوگئی اس نے باریک کپڑوں کو اتار کر میری کشتی میں پھینک دیا اور کہا: تم میرے ان کپڑوں کو جسے چاہو بطور صدقہ دے دینا۔ اور خود ان بزرگ کی گدڑی پہن کر عصا اور مشک لے کر چل دیا۔ ملاح کا بیان ہے کہ میں اس بانڈ کے لڑکے کی خوش نصیبی اور اپنے محرومی کا خیال کر کے رونے لگا۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی اور میں روتے روتے سو گیا، تو مجھے اس رات خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوا۔ اور مجھ سے رب العزت جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: کیا تم پر یہ گراں گزرا کہ میں نے اپنے ایک گنہگار بندہ پر احسان فرما کر اس کو اپنے دربار کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اے ملاح یہ میرا فضل ہے اور میں اپنا فضل جس کو چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں۔ (مستطرف، جلد ۱، صفحہ ۱۴۷)

سبق: ہمیں ہمہ وقت اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے اُمید لگائے رکھنا چاہئے، اللہ رب العزت کب کسے اپنے فضل وکرم سے نوازے یہ کسی کو معلوم نہیں وہ کتنا خوش نصیب انسان تھا کہ اللہ رب العزت نے اس کو اپنے فضل وکرم سے ایک ولی کا قائم مقام بنا دیا۔

......☆☆☆......

تکبر کا وبال

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کثرت گناہ اور فتنہ وفساد کی وجہ سے اسے بنی اسرائیل کا خلیع کہا جاتا تھا جس کے معنی ہیں اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کرنے والا ایک مرتبہ اس کا ایسے انسان کے پاس سے گزر ہوا جس کو بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا۔ عابد کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا جب اس گنہگار نے عابد کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا بدبخت ترین انسان ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید پروردگار عالم مجھ پر بھی رحم کردے، چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا عابد کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بدبخت آدمی ہے یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھے گا اسے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس بدبخت سے کہا یہاں سے اُٹھ جاؤ! اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس زمانے کے نبی پر وحی فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجئے کیونکہ میں نے بدبخت کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو تکبر کی وجہ سے برباد کردیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر بدبخت کے سر پر سایہ فگن ہوگیا یہ بات تم پر اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کردے گی کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سبق: پروردگار عالم عاجزی اور انکساری کرنے والے کو پسند فرماتا ہے اور تکبر کرنے والے کو ذلیل وخوار کرتا ہے تو اے انسان! تو اپنے علم وفضل پر تکبر نہ کر کہ شیطان علم وفضل والا تھا تکبر نے اس کو ذلیل کیا مال ودولت پر تکبر نہ کر کہ قارون بہت بڑا مالدار تھا، تکبر نے اس کو ذلیل وخوار کیا، جاہ واقتدار پر تکبر نہ کر فرعون جاہ واقتدار والا تھا تکبر نے اس کو ذلیل کیا بلکہ اے

انسان! پروردگارِ عالم نے جو کچھ تم کو مال و دولت فضل و بزرگی عطا کی ہے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اللہ رب العزت تمہارے فضل و کرم جاہ و اقتدار میں اور اضافہ فرمائے گا۔ پروردگار عالم ہمیں اور تمام خواتین اسلام کو اپنے نیک صالح اور مخلص بندوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تواضع وانکساری کے ساتھ عبادت و ریاضت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

......☆☆☆......

سوانح مرتب شمسی حکایات

از: فاضل نوجوان حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب مصباحی

ہندوستان میں سرزمینِ گھوسی بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے۔ اس نے بے شمار ایسے افراد کو جنم دیا جنھوں نے ابرِ باراں بن کر چہار دانگ عالم کو اپنے علمی و روحانی چھینٹوں سے سیراب کیا۔ اور گوناگوں حیرت انگیز کارنامہ انجام دے کر ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں کا لوہا منوایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا اس مرکزِ علم وفن کو مدینۃ العلماء کے نام سے جانتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو اسی مقدس سرزمین پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ سے لے کر شارح بخاری، بحر العلوم، اور محدث کبیر جیسی عبقری ہستیوں نے جنم لیا ہے جن کے مسلکِ اہلسنت پر بے شمار احسانات ہیں۔

اسی سلسلۃ الذھب کی ایک سنہری، روشن اور تابناک کڑی ''ابوانس محمد رضوان عالم شمسی'' کی ہے جو کہ آفاقی فکرونظر کے حامل، پرعزم حرکت وعمل کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ سعیٔ پیہم، اخلاص و وفا کے پیکر جمیل، عمل و کردار کے سیلِ رواں، اور گوناگوں فضائل و کمالات کے حامل ہیں۔

ولادت نام ونسب: نام رضوان عالم، والد کا نام مسعود احمد، دادا کا نام حاجی صیبت اللہ اعظمی مرحوم ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام ماجدہ خاتون ہے۔ آپ کی پیدائش 1980-9-2 کو حسین پور گھوسی میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب ماشاءاللہ بہت دیندار، خوش اخلاق اور صوم وصلاۃ کے

پابند ہیں۔(اطال اللہ عمرہ) بلکہ ان کا پورا گھرانہ علمی گھرانہ ہے۔ان کے دو بھائی مولانا مستقیم مصباحی اور مولانا راشد امجدی عالمِ باعلم ہیں۔اور ایک بھائی حافظ وقاری انور علی امجدی ہیں۔گھر میں کئی عالمات وقاریات ہیں جن سے دینداری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

<u>تعلیم وتربیت:</u> شمسی صاحب نے تعلیم کی ابتدا شمس العلوم سے کی۔اور اتفاق دیکھئے کہ دستارِ فضلیت بھی یہیں سے بحرالعلوم مفتی عبدالمنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے لی۔ درسِ نظامی کے کتبِ معتبرہ کو شمسی صاحب نے بحرالعلوم ہی سے پڑھیں۔گویا کہ بحرالعلوم سے کسبِ فیض زیادہ سے زیادہ کیا۔چند ماہ جامعہ نظام الدین دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی۔

چند مشہور اساتذۂ کرام: بحرالعلوم مفتی عبدالمنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جامعہ شمس العلوم گھوسی، مفتی عزیز الحسن صاحب، علامہ ڈاکٹر محمد عاصم صاحب، مولانا رضوان احمد شریفی صاحب، مولانا ممتاز عالم مصباحی صاحب، مولانا فداء المصطفیٰ صاحب، مولانا سیف الدین صاحب، مولانا خیر البشر صاحب، مولانا قمر الدین قمر اشرفی صاحب، مولانا شفیق عرف حاجی صاحب، مولانا عاقل امام صاحب۔

<u>درجۂ پرائمری کے استاذہ:</u> حافظ سیف الاسلام صاحب، ماسٹر یونس صاحب، ماسٹر شکیل اعظم صاحب، ماسٹر شکیل اختر صاحب، ماسٹر محمد ایوب صاحب مرحوم، مذکورہ علمائے کرام واساتذہ ذوی الاحترام سے مختلف اوقات میں درس لیا۔ان کے دامنِ فضل وکمال سے کوشاں چینی کی اور اپنے آپ کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔"تغمدھم اللہ تعالیٰ بغفرانہ واسنکھم بعبوحۃ جنانہ" آمین

<u>تدریسی خدمات:</u> شمس العلوم سے فراغت کے بعد کچھ ماہ جامعہ نظام الدین نئی دہلی میں تعلیم حاصل کی ہے پھر وہاں سے گھر آنے کے بعد اساتذۂ کرام اور معاصرین کے مشورہ سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔جامعہ بدر العلوم، گھوسی میں آپ کی تقرری مدرس کی حیثیت سے ہوئی۔شمسی صاحب نے یہاں پر 2001ء سے لے کر 2010ء تک یعنی دس سال مکمل سعی پیہم

اور اخلاص و وفا کے ساتھ مختلف کتابوں کا درس دیتے رہے۔ بعدہ اپنے وطن سے کہیں دور رہ کر خدمتِ دین کرنے کا جذبہ بیدار ہوا۔

آخر کار مہاراشٹر کی عظیم مرکزی درسگاہ جسے ازہرِ مہاراشٹر کہا جائے تو کم نہیں ہوگا۔ یعنی ''جامعہ امام احمد رضا (کوکن)'' تشریف لائے۔ 2010ء سے اب تک یہیں پوری محنت جفاکشی اور تن دہی کے ساتھ طلبہ وطالبات کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مختلف علوم وفنون کی کتابیں زیرِ تدریس ہیں۔ آپ کی درسی تقریر بالکل واضح ومبین ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل بحث کو چشم زدن میں حل کردیتے ہیں۔ ذالك فضل الله يعطيه من يشاء۔

تصنیفی خدمات: یوں تو حضرت کی کئی کتابیں ومقالات غیر مطبوع ہیں۔ البتہ حضرت کی ایک کتاب ''کوزہ میں سمندر'' (جو جامعہ امام احمد رضا کوکن کے شعبۂ نشر واشاعت سے ہی چھپی ہے) بہت ہی نافع ومشہور ہوئی۔ اسی طرح مطبوع مقالوں میں سے سب سے زیادہ مشہور مقالہ'' اسلامی نظام اور غربہ پروری'' ہے۔ اور دوسرا ''زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟'' جو کہ ''ماہنامہ مسلم خاتون'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

حاضر جوابی: گوناگوں اوصاف وکمالات اور فضائل ومحاسن کی جامعیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاضر جوابی کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ آپ مخاطب کی بات سنتے ہی نہایت برق رفتاری سے اس کا ایسا جواب دیتے ہیں کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور مخاطب لاجواب لاچار رہ جاتا ہے۔

حق گوئی: آپ ؛اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی کے مصداق ہیں۔ شرع کے خلاف کوئی بھی بات قطعا برداشت نہیں کرتے۔ خلافِ شریعت کرنے والا کوئی بھی ہو بغیر صرفِ نظر اور چشم پوشی کیۓ تنبیہہ فرماتے ہیں: چھوٹے بڑے کی رعایت ہرگز نہیں کرتے۔

پابندئ اوقات اور احساسِ ذمہ داری: شمسی صاحب اوقات کی حد درجہ قدر فرماتے ہیں، ایک لمحہ بھی بیکار ضائع نہیں ہونے دیتے۔ حد تو یہ ہے کہ تعطیلات کے ایام میں بھی خود کو علمی مذاکرہ

مطالعہ کتب اور مفید کاموں میں بھی صرف کرتے ہیں، گویا کہ "الوقت کالسیف ان لاتقطعه قطعك" کا جملہ ہمیشہ پیش نظر ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے بغیر کسی کے ڈر اور دباؤ کے معمول کے مطابق اپنا فریضہ انجام دیتے رہتے ہیں۔

اسناد: فضیلت، عالمیت، اجازتِ حدیث، فاضلِ طب، فاضلِ دینیات، عالم، کامل، منشی، معلم اُردو (علی گڑھ)، ادیب کامل، ادیب ماہر۔

بیعت وارادت: علامہ بدرالقادری، ہالینڈ نیز حضرت ہی سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

زوجۂ واولاد: شمسی صاحب کا نکاح گھوسی شریف ہی کے ڈاکٹر شمشیر مرحوم کی صاحبزادی حافظہ قاریہ اُم عفیفہ فہمیدہ نوری شمسی (معلّمہ شعبۂ قرأت نسواں جامعہ امام احمد رضا، کوکن) سے 16/جون 2008ء میں ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادہ ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی۔ محمد انس وعفیفہ نوری۔

اللہ رب العزت علم وعمل میں بے پناہ برکت نازل فرمائے۔ (آمین) وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

احقر غلام مرتضیٰ مصباحی، بلرامپوری
استاذ جامعہ امام احمد رضا (کوکن)
۲۴/رجب ۱۴۳۷ھ، 2/مئی 2016ء، دوشنبہ